رضاخانیت کی جانب سے علمائے دیوبند اور تبلیغی جماعت پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات

بنام

فضلِ خداوندی

بر اہلِ سُنّت دیوبندی

بجواب

قہرِ خُداوندی بر فرقۂ دیوبندی







اسناد فرمودہ

بقیۃ السّلف والخلف

مفتی اعظم مدھیہ پردیش و نائب صدر جمعیۃ علماء ہند

حضرت مولانا مفتی عبد الرزاق خان صاحب مدظلہ العالی

فخر المناظرین حضرت مولانا سیّد محمد طاہر حسین صاحب گیاوی مدظلہ العالی

مصنّف

فاتح رضاخانیت مناظر اسلام

مفتی محمد عمیر قاسمی

خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ اندور و کل ہند مجلس تحفظ سنّت

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زھوقا (القرآن)

فضلِ خداوندی

بر اہلِ سُنّت دیوبندی

بجواب

قہرِ خداوندی بر فرقۂ دیوبندی

حصہ اول

استند فرمودہ

بقیّۃ السّلف والخلف

مفتی اعظم مدھیہ پردیش و نائب صدر جمعیّۃ علماء ہند

حضرت مولانا مفتی عبد الرزّاق خان صاحب مدظلہ العالی

فخر المناظرین حضرت مولانا سیّد محمّد طاہر حسین صاحب گیاوی مدظلہ العالی

مصنّف

فاتح رضاخانیت مناظر اسلام

مفتی محمّد عمیر قاسمی

خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ اندور و کل ہند مجلس تحفظِ سنّت

ناشر

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی
بجواب قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی

مؤلف : مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی عمیر صاحب
قاسمی خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ اندور

کمپوزنگ : محمد تقی اشرف قاسمی بلیاویؔ (بیگوسرائے)
+91-9044206927

صفحات : ۳۳۲

سن طباعت : ۲۰۱۷

تعداد :

﴿ملنے کا پتہ﴾

مکتبہ صوت القرآن دیوبند
دیوبند کے تمام کتب خانوں میں
مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ گرین پارک کالونی (اندور)
جامعہ اسلامیہ عربیہ مسجد ترجمہ والی (بھوپال)
امیر معاویہ فاروقی الحسنات کالونی (حیدرآباد)

فہرست
مضامین حصہ اول

﴿انتساب﴾

میں اپنی اس کاوش کو

امام الانبیاء خاتم النبیین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتا ہوں جن کے ہم غلام ہیں جن کی سیرت، اقوال وافعال، احوال واعمال کو اپنی زندگی کے گوشہ گوشہ میں بسانا اور اس پر عمل پیرا ہونا یہ ہماا اور ہمارے علمائے اہل السنۃ کا وطیرہ اور مابہ الامتیاز ہے۔

اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کہ ''**اشداء علی الکفار**'' اور ''**رحماء بینھم**'' کے پیکر ہیں۔

اور اؤلیاء کرام خصوصاً پیران پیر، محبوب رب العالمین والمرسلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ، سلطان الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ، امام الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قدست اسرارہم کے نام۔

اور علمائے دیوبند

حضوصاً حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم النانوتویؒ، قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، زبدۃ المحد ثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔

اور فخر المناظرین مناظر اعظم فاتح رضاخانیت شیر وقت (مصنف کتب کثیرہ) حضرت مولانا منظور صاحب نعمانیؒ، رئیس المناظرین شیر خدا قاطع شرک وبدعت حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ودیگر تمام اکابرِ علمائے دیوبند۔

خصوصاً اپنے والد محترم کے نام جن کی قدم قدم پر رہنمائی اور موقع بموقع تربیت نے علم وعمل کی راہ پر گامزن رکھا اور اپنی والدۂ محترمہ کے نام جن کی شب وروز کی دعاء اور جاں گداز منت، شفقت آمیز تربیت، مشقت انگیز پرورش نے تعلیم وتعلم کی راہ ہموار کی۔

اور اپنے دادا مرحوم جناب بدرالدین صاحب اور مرحوم نانا حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالکافی صاحب قاسمی اور پنے اساتذہ کے نام جن کی دعاؤں، شفقتوں اور رہبری نے اس کتاب کو ترتیب دینے کے قابل بنایا۔

﴿تقریظ﴾

شیخ الاتقیاء، مخزن محاسن الاخلاق، ادیب زماں، حامی سنت حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی دامت برکاتہم استاذ تفسیر وحدیث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

باسمہٖ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

بندہ کے سامنے کتاب ''فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی'' بجواب ''قہرخداوندی برفرقۂ دیوبندی'' کا مسودہ ہے، جس کو مناظر اسلام جناب مولانا مفتی محمد عمیر صاحب قاسمی حفظہ اللہ نے ترتیب دیا ہے، یہ مجموعہ مولوی محمداختر مصباحی صاحب کی کتاب ''قہرخداوندی......'' کے جواب میں تیار کیا گیا ہے۔اس پر احقر نے جستہ جستہ نظر ڈالی، مؤلف سلمہٗ نے بہ فضل خداوندی مصباحی صاحب کی تحقیقات اور کذابیت کو اچھی طرح واشگاف کیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ واقعتاً قہرخداوندی کے اختر مصباحی صاحب اور ان کے سارے جگادری خود ہی مورِد ہیں، موصوف مصباحی صاحب نے اپنے بڑوں کی روش پر چل کر اہل حق کی عبارتوں میں کتر بیوت کرنے میں اسی طرح دجل وفریب سے کام لیا ہے جو حامیٔ بدعت، بانی رضاخانیت اور ان کے دیگر رفقاء کار نے کام کیا ہے، جناب مفتی عمیر صاحب قاسمی نے بڑی جگر کاری سے یہ کتاب ''فضل خداوندی......'' تیار کی اور اہل حق کی طرف سے احقاق حق میں گویا حق ادا کر دیا ہے اور جو بات بھی درج کی ہے با حوالہ ہے جس سے کی وقعت میں اضافہ ہو جاتا

ہے، یقین کامل ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا جلدی سے مصباحی جیسے مفتری وکذاب کے جھانسے میں نہیں آسکتا۔ (ان شاء اللہ)

مزید برآں کتاب کے شروعات میں ایک گراں قدر ''مقدمہ'' موضوع سے متعلق درج ہے جو نہایت وقیع اور چشم کشا ہے، جس کو فاتح رضاخانیت رئیس المناظرین، عمدۃ المحققین حضرت مولانا ابوایوب قادری مدظلہٗ العالی نے ترتیب دیا ہے، جس میں فتنۂ رضاخانیت کی ابتدائی تاریخ پر اجمالاً روشنی ڈالی ہے، نیز یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس فرقہ کے ڈانڈے کن باطل فرقوں سے ملتے ہیں، اس ''مقدمہ'' کے باعث کتاب ''فضل خداوندی براہل سنت دیوبندی'' بجواب ''قہر خداوندی برفرقۂ دیوبندی''۔ دوآتشہ ہوگئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے افادہ کو عام وتام فرمائے اور مؤلف سلمہٗ کو مزید اس طرح کی خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم)

خیر خواہ

(مولانا) عبدالخالق سنبھلی

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۸/ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ

تقریظ

سلطان المناظرین، رئیس المتکلمین ، ماحی شرک وبدعت حضرت مولانا سید طاہر حسین گیاوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفتی محمد عمیر قاسمی کی کتاب ''فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی'' جو انہوں نے ''قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی'' مصنفہ مولوی اختر رضا خاں مصباحی کے جواب میں لکھی ہیں میں نے سرسری طور پر مطالعہ کی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مفتی محمد عمیر صاحب کامیاب مناظر اور ان کا قلم ایک کامیاب قلم ہے اگر وہ اسی طرح کام میں لگے رہے تو ان شاء اللہ کامیاب مناظر اور محرر ہو جائیں گے زیر نظر کتاب مولوی اختر رضا خاں بریلوی کی دھوکہ بازیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے ایک اچھی تحریر ہے جزوی طور پر کسی بھی تحریر سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن بریلویت بلفظ دیگر رضا خانیت کے زہر کے لئے یہ کتاب جو مفتی محمد عمیر صاحب نے تحریر فرمائی ہے وہ کافی حد تک بہترین تریاق کا کام دیتی ہے اور مولوی اختر رضا خاں کے علم کا پردہ چاک کرتی ہے پڑھنے والے کو ان کی دھوکہ بازی اور بے علمی کا بہت حد تک اندازہ لگانے کے لئے ایک کامیاب کوشش ہے۔

دعا ہے مفتی صاحب کا زور قلم اور زیادہ ہو اور کتاب کو قبول عام نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

سید طاہر حسین گیاوی
۱۹ فروری ۲۰۱۷ء

﴿تقریظ﴾

استاذ الاساتذہ فاتح غیر مقلدیت حضرت مولانا مفتی راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم استاذ تفسیر وحدیث وناظم تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم!

قلب سلیم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اگر یہ دولت بے بہا نصیب ہوگئی تو کائنات وجہاں کی ہر نعمت مل گئی، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' ''الاان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کلهٗ الا وهی القلب'' (مسلم شریف جلد۲ص۲۸)

دل کے بگاڑ کا اثر سارے ہی اعضائے انسانی پر ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کا سب سے پہلا اثر زبان پر ظاہر ہوتا ہے، اور دل ہی کے حساب سے زبان بھی بگڑ جاتی ہے۔

ہمارے سامنے اس کی سب سے نمایاں مثال ایک پوری جماعت ہے جس کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس جماعت کا جوفرد سب وشتم، لعن طعن، بدزبانی اور بدگوئی میں جتنا ہی گوئے سبقت اچک لے جائے اس کی مقبولیت اور اہمیت میں اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائے گا بانیٔ جماعت سے لیکر ابتک گالی گلوچ کا یہ سیلاب بلا تضحیک وتکفیر کی یہ مشق ناز ابتک جاری ہے، جو بھی کرتا ہے اس بدگوئی اور بدزبانی کے بحر محیط میں اپنی وسعت کے اعتبار سے غوطہ لگا تا ہے اور یہ اپنے لئے باعث

سعادت سمجھتا ہے، چنانچہ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے جناب مولانا اختر مصباحی صاحب نے ''قہر خداوندی برفرقۂ دیوبندی'' نامی کتاب لکھ کر اپنے جذبہ ومزاج کو تسکین دی ہے، ان کا اصل جواب تو خاموشی ہی تھا لیکن اس امید پر کہ شاید ہدایت ربانی کا کوئی جھونکا ان کی طرف متوجہ ہو جائے یا یہ کہ کوئی سادہ لوح اس سے نقصان میں نہ پڑ جائے مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد عمیر صاحب قاسمی نے ''فضل خداوندی براہل سنت دیوبندی'' کا رسالہ مرتب فرمایا ہے اور جامعیت اور تحقیق کی داد دی ہے۔

دونوں فرقوں کے ان دونوں نمائندوں کی کتابوں کے نام اور ان کے مشمولات سے دونوں فرقوں کو سمجھنا اور ان کے درمیان خط امتیاز کھینچنا اصل علم وبصیرت کے لئے ان شاء اللہ آسان ہوگا۔

اللھم ارنا الحق حقاوارزقنا اتباعه وارناالباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

محمد راشد اعظمی

دارالعلوم دیوبند

۱۶/ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ

تقریظ

استاذ الاساتذہ، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ، مفسر ومحدث حضرت مولانا فضیل احمد ناصری صاحب قاسمی استاذ جامعہ امام انور شاہ دیوبند

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا اما بعد!

انگیروں کے اشارہ پر متحدہ ہندوستان میں جو مذہبی مکاتبِ فکر برپا ہوئے ان میں بریلویت نمایاں ترین ہے، حالاں کہ اسی دور میں قادیانیت بھی تولد پذیر ہوئی، تاہم مسلمانوں کے درمیان اسے بڑی مقبولیت نہ مل سکی، کیوں کہ وہ جن بنیادوں پر کھڑی ہوئی تھی اور جس زمین پر اس کی داغ بیل پڑی وہ مسلمانوں کے عقائد سے براہ راست ٹکراتی تھی۔

بداہت عقل بھی اس کی نامعقولیت کو دور سے ہی تاڑ رہی تھی، یہی وجہ ہے کہ قادیانیت کے دامِ فریب میں آنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں، پھر علمائے امت نے اپنے تعاقب سے اس کے ساتھ جو حشر کیا، اس کے نتیجے میں وہ لامساسی بن گئی۔ ہندوستان تو کیا، پاکستان سمیت کسی بھی اسلامی ملک میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہی۔ سمٹتے سکڑتے اب وہ وہیں پہونچ گئی جہاں کی سرزمین سے اس نے سر نکالا تھا، جاننے والے جانتے ہیں کہ اس ضمیر کا مرجع برطانیہ ہے اس کی کاشت برطانیہ نے ہی کی تھی، اس کے فروغ میں بھی اسی کی آبیاری رہی، اب اسی برطانیہ میں قادیانیت آخری سانسیں گن رہی ہے، قادیانیت کے علی الزعم بریلویت کو کسی نہ کسی حد تک مسلمانوں میں پزیدائی مل گئی، کیوں کہ وہ جن عقائد اور نظریات کے ساتھ اٹھی تھی انہیں مسلمانوں کا طبقہ

پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہا تھا،مسلمانوں کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جذباتی لگاؤ ہے،کون بدنصیب ہوگا کہ پیغمبر علیہ السلام کا نام آئے اور وہ جذباتیت سے سرشار نہ ہو۔بانی بریلویت احمد رضا خاں اصلاً ونسلاً شیعہ تھا،تقیہ کرکے اس نے''سنّیت'' کا ڈھونگ رچا تھا اس نے اسی جذباتیت کو آسان زینہ بنا کرنہایت عیاری سے جاہل مسلمانوں سے کفر والحاد کے وہ جراثیم منتقل کیئے کہ اگر اہل حق اور جسور وغیور اور بالغ نظر علماء نہ ہوتے تو کاروان حریت منزل آشنا نہ ہوتا اِس سے بھی بڑا نقصان یہ ہوتا کہ متحدہ ہندوستا بدعت وخرافات کا گھوارہ بن جاتا، یہ اللہ کا خاص کرم ہے علمائے اہل سنت نے بروقت کاروائی کی اور بریلویت شکنی کیلئے ایسی تحریک برپا کی اور ایسی فضا بنائی کہ بدعتی ٹولہ چند مختصر علاقوں تک محدود ہوکر رہ گیا۔ مجھے ان علمائے حق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بے پناہ مسرت ہورہی ہے کہ انہوں نے بیک وقت ہر محاذ پر لڑ کر نہ صرف یہ کہ باطل کو ناکوں چنے چبوائے بلکہ اسلام کا جھنڈا ایک پل کے لئے بھی سرنگوں ہونے نہیں دیا۔

اسلام میں بدعات وخرافات کا سلسلہ ویسے تو شیعہ نے شروع کیا تھا لیکن قرآن وسنت سے اس کو استناد احمد رضا خاں بریلوی نے بخشی ۔اس نے نصوص کے ساتھ ایسے چھیڑ چھاڑ کی ،اور فقہی عبارات میں وہ کتر بیونت کی کہ دجالیت شرمسار ہوکر رہ گئی۔شذوذ پسندی اور ہوا شعاری میں اسے نئے نئے سنگ میل عبور کیئے۔

بانی بریلویت احمد رضا خاں کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ اس نے بدعات وخرافات کو قرآن وحدیث سے مدلل کرکے اسلام کا نیا ایڈیشن تیار کردیا۔ نتیجتاً جو لوگ بدعات کو کسی درجے میں گناہ سمجھ رہے تھے انہوں نے ان خرافات کو

''شعائرِ اسلام'' بنالیا اب وہ انہیں باطلانہ رسوم کو اسلام سمجھ رہے ہیں۔ فیاللعجب !!!

مسلمانوں میں بدعات کی ترویج کے لئے تین بڑی چالیں چلیں:

ایک تو یہ ہے کہ اس نے قرآن وحدیث میں تحریف معنوی کی۔

دوسرے یہ کہ غلو ومبالغہ کے سارے ریکارڈ توڑ کر حضور علیہ السلام کو مقام بشریت سے اٹھا کر ''منصب الوہیت'' پر لا کھڑا کیا۔

اور تیسرے یہ کہ اہل حق علماء اور سنی مسلمانوں کی دل کھول کر تکفیر کی۔

ان تینوں ہتھیاروں سے اس نے قلعۂ اسلام میں ایسی نقب زنی کی کہ متحدہ ہندوستان کا مسلمان طبقہ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا اور بریلویت کے نام سے ایک مستقل مکتبِ فکر وجود میں آگیا۔

لکل ساقط لاقط:

احمد رضا خاں بریلوی کے ان مکروزور کو جاہل طبقہ نہ بھانپ سکا اور وہ بدعات وخرافات پر بہ نیتِ ثواب جم گیا۔ چوں کہ جاہلوں کے لئے احمد رضا خاں کے فارمولے ''حیات بخش'' اور ''زرکش'' تھے اس لئے ان جاہلوں نے اس کے احسانات کا قرض اتارنے کے لئے اسی غلو کو اختیار کیا، جسے تقیہ باز احمد رضا چھوڑ کر مرا تھا۔ اس ناخواندہ طبقے نے اپنے پیشوا کو نہ صرف یہ کہ ''اعلیٰ حضرت'' بنادیا بلکہ اسے مجدد کے خطاب سے بھی مشتہر کردیا۔ اب وہ اپنے بعض اذناب کی نظر میں مجدد ہی نہیں، خدا بھی ہے۔ سارے بریلوی اپنے پیشوا میں نبوی اوصاف بھی مانتے ہیں، اس کا معصوم عن الخطاء ہونا تو ہر بدعتی کے نزدیک مسلمات میں سے ہے۔

لکل فرعونٍ موسیٰ:

بریلویت اگرچہ فی الجملہ کمزور ہوئی ہے، مگر اس کا وجود ہندو پاک اور بنگلہ دیش میں کسی نہ کسی درجے میں اب بھی مؤثر ہے۔اس کے گرگے اپنے حریفوں کے خلاف مسلسل زہر اگل رہے ہیں، حریفوں میں دیوبندیت سرفہرست ہے، سچ کہئے تو رسوم وبدعات کے بعد ''رد دیوبندیت'' ہی ان کا ذریعۂ معاش ہے۔ سب سے زیادہ مواد بریلویوں نے اِسی مکتبِ فکر کے خلاف تیار کیا کئے، صورتِ حال یہ ہے کہ یہ لوگ اس کے رد میں کتابیں لکھ رہے ہیں، رسالے چھاپ رہے ہیں، پمفلیٹ تقسیم کررہے ہیں، منبر سے تقریریں چل رہی ہیں، اسٹیج سے مخالفتوں کا ایک طوفان ہے، تاہم اس کے باوجود دیوبندیت کے قدم مسلسل بڑھ رہے ہیں اور اس فاتحِ عالم کے گرویدوں کی تعداد برق رفتاری کے ساتھ بڑھ رہی ہے، حل میں بھی اور حرم میں بھی۔

چند دنوں قبل بریلویوں کے ایک دھارمک پیشوا نے ''قہر خداوندی برفرقۂ دیوبندی'' کے عنوان سے ایک کتاب تیار کی، جس میں اکابرین دیوبند کے خلاف وہی گھسے پٹے اعتراضات قلم بند کئے، جن کے جواب دیتے دیتے ہماری زبانیں گھس گئی ہیں اور لکھتے لکھتے ایک عظیم کتب خانہ تیار ہوگیا ہے۔ دیوبندیوں کا خاصہ یہ ہے کہ ''ابطال باطل'' میں انہیں ذرہ برابر بھی تھکاوٹ نہیں ہوتی، باطل جس رنگ میں بھی آیا، دیوبندیت نے اسے پہچان کر اسے نہ صرف بے نقاب کیا، بلکہ اسے ''ھباءً منثوراً'' بھی کیا۔

یہ کتاب آئی تو میرے عزیز مولانا عمیر قاسمی نے اس کا مدلل جواب لکھنے کا ارادہ کیا، پھر اس ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور ''فضل خداوندی'' کے نام سے یہ

مسکت، دندان شکن اور کمر توڑ کتاب لکھ ڈالی، اللہ انہیں اپنی جانب سے اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائے۔

مولانا عمیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، مناظرہ سے انہیں خاص لگاؤ ہے، اپنے اسی ذوق کے سبب بریلویت شکنی میں ہمہ تن مصروف ہیں، ان سے مناظرے کررہے ہیں، ان کی مٹی پلید کررہے ہیں، بفضلہٖ تعالیٰ جہاں جاتے ہیں بریلویوں کو سلا کر آتے ہیں، تقریر کے ساتھ انہیں تحریری مناظرے کا سلیقہ بھی عطا ہوا ہے، ''فضل خداوندی'' اسی سلسلے کی تازہ کڑی ہے۔

میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور ضرورت پڑنے پر کہیں کہیں قلم بھی چلایا ہے، مجھے ان کی یہ تحریر بہت اچھی لگی، مجھے امید ہے کہ ان کا یہ قلم بریلویت کے شیش محل پر برق بن کر گرے گا، میری دعا ہے کہ موصوف کی یہ کاوش عند اللہ مقبول ہو اور بدعات وخرافات میں مبتلا لوگوں کے لئے یہ ذریعہ ہدایت بنے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان

فضیل احمد ناصری

خادم حدیث جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند

۱۷/ جمادالاول ۱۴۳۸ھ

تقریظ

رئیس المناظرین، استاذ العلماء، فقیہ زماں، ترجمان مسلک احناف، متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم

مولانا محمد الیاس گھمن متکلم اسلام حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: خانقاہ و مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

چیف ایگزیکٹیو: احناف میڈیا سروسز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



Molana Muhammad Ilyas Ghuman

E-mail:ilyasghumman@gmail.com

www.ahnafmedia.com

Cell:00923328768787

تاریخ: 06-فروری 2017ء

حوالہ: ت۔49

محترم و مکرم مولانا عمیر قاسمی سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اختر رضا مصباحی کی کتاب "قہرِ خداوندی بر فرقہ دیوبندی" کا جواب "فضلِ خداوندی بجواب قہرِ خداوندی" کے نام سے لکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عصرِ حاضر میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اھل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے عقائد و مسائل کو دلائل و سنجیدگی کے ساتھ بیان کیا جائے اور اگر کوئی ان پر اعتراض کرے تو مثبت علمی انداز میں اس کا جواب دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب سے اپنے دین متین کی خدمت کا کام لے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

محتاج دعا

محمد الیاس گھمن

﴿تقریظ﴾

فاتح رضاخانیت، مناظر اسلام، عالم بے بدل حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب دامت برکاتہم

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

مناظر اسلام فاتح رضاخانیت
حضرت مولانا مفتی
نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ
مدیر اعلیٰ: ادارہ نور سنت پاکستان
امیر: انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان
مدیر: جامعۃ المرتضیٰ مہران سٹی
ناظم: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

Mufti
Najeebullah Umar
Email: mnajeebullahumar@gmail.com
Mob: +92-300-5860955
www.facebook.com/muftinajeebullah.umar



تاریخ:__________ حوالہ:__________

باسمہ تعالیٰ

محترم ومکرم جناب مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ھیکہ مزاج بخیر ھونگے

آپ نے رضاخانی مولوی اختر رضا مصباحی کے "چول نامہ" قھر خداوندی بر فرقہ دیوبندی کے جوابات بڑے احسن طریقے سے دیئے اوراسکا بڑا اچھا نام چنا "فضل خداوندی بر اھلسنت دیوبندی"

اختر رضا نے اپنے "فضول بک" لیڈر کی پیروی کرتے ھوئے اھلسنت پر الزام کی بھرمار کی۔

لیکن اسکے اپنے بقول اسکو رسالتمآب ﷺ کی جانب سے "فضول بک" کا تمغہ جو ملا ھوا تھا۔ اور اس لیڈر کو سلسلہ خیر آبادنے "خبطی" کا نام دے رکھا تھا۔

مفتی عمیر صاحب زید مجدہ کو میری اور تمام اھلسنت کی طرف سے بھت بھت مبارکباد کے تحفے قبول ھوں۔ میری اور شیر اھلسنت مولانا ابوایوب قادری کی تحریک پر مفتی صاحب نے اسکے جواب کے لئے قلم اٹھایا اور باطل کے پرخچے اڑا دیئے۔

اللہ موصوف کے قلم کو باطل کے حق میں شمشیر براں کا کام دینے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین

محتاج دعا

نجیب اللہ عمر

تقریظ

فاتح رضاخانیت، محقق دوراں، مدقق وقت، مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ ''من قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما'' (متفق علیہ) جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کہا کہ اے کافر، تو یہ تکفیر ان میں سے ایک پر لوٹ آئے گی۔ ماضی قریب میں بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے انگریز کے خلاف جدوجہد کرنے والے اور ہندوستان میں فرنگی و سامراجی تہذیب و تمدن کے سامنے بندھ باندھنے والے اہل السنۃ والجماعۃ علمائے دیوبند کو بدنام کرنے کیلئے ان پر گستاخی کے جھوٹے الزام لگا کر تکفیر کے بدبودار نشتر چلائے مگر یہ اکابر علمائے دیوبند کی کرامت اور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کی صداقت ہے کہ کل تک پوری ملت اسلامیہ کو کافر کافر کہنے والوں کو آج اپنے ایمان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ پاک جزائے خیر دے مناظر اہل سنت سرمایہ اہل سنت فاتح رضاخانیت حضرت مولانا ابوایوب قادری صاحب مدظلہ العالی کو کہ انہوں نے ابتداء بیانات کے ذریعہ ''دست و گریبان'' کا ایک سلسلہ شروع کیا اور بعد میں اسے کتابی شکل دے دی گئی اور اب تک اس کی تین جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں (یہ سلسلہ کل دس جلدوں پر محیط ہے) جس میں قادری صاحب نے پہاڑ سے زیادہ محکم دلائل سے یہ ثابت کیا کہ دوسروں کو گستاخ کہنے والے ذرا اپنے

گریبان میں پہلے جھانکیں کہ کیا ان کے اپنے اندر بھی کوئی عاشق رسول ﷺ اور مسلمان ہے؟ سنی و بریلوی اختلافات کے پس منظر میں یہ ایک بالکل نیا زالا انداز و نرالہ طرز تھا جس سے اہل بدعت کے ہاں صفت ماتم بچھ گئی۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس طرح پچھلے سو سال سے عشق رسول کو آڑ بنا کر اہل بدعت علمائے اہل سنت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اسی نعرے کو اپنی روزی روٹی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اب جب خود اپنے فتوؤں سے گستاخ ثابت ہو گئے تو اپنے ان علماء کی بھی خوب خبر لیتے حضرت قادری صاحب کی اس کاوش کو سراہتے اور پوری جماعت کی کابینہ بٹھا کر یہ غیورانہ اعلان شائع کرتے کہ ہاں واقعی ہمارے یہ یہ علماء گستاخ و بے ادب ہیں آج سے ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور آئندہ ہم اس موضوع پر جب بھی علمائے دیوبند کا رد کریں گے تو اپنے ان علماء کو بھی معاف نہیں کریں گے مگر چونکہ عشق رسالت کے اس نعرے کی آڑ حقیقتاً عشق رسول ﷺ کی بنیاد پر نہیں تھی یہ نعرہ تو محض فراڈ و منافقت کی بنیاد پر تھا تا کہ سادہ لوح عوام کی عقیدت کو کیش کیا جا سکے۔

اس لئے اولاً تو ان رضاخانی علماء کو سانپ سونگھ گیا اور پاکستان میں تو کسی کو اس کتاب کا جواب لکھنے کی جرات نہ ہوئی آخر اپنی عوام کو طفل تسلی دینے کیلئے ہندوستان کے کسی غیر معروف رضاخانی مولوی نے ایک کتاب اس عنوان پر لکھی جس میں بجائے ''دست و گریباں'' کا مہذب و مدلل جواب دینے کے چند غیر معتبر کتب کے حوالہ جات جمع کر کے ''دست و گریباں'' سے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ تم دیوبندی بھی تو ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہو یعنی مجھے چور نہ کہو اس لئے کہ تم بھی چور ہو۔

عقل کے دشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں کہ دیوبندی آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو اس سے تمہارا مسلمان ہونا کیسے ثابت ہوگیا؟ مثلا کوئی کہے کہ مولوی نقی علی خان نے فتوی دیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان گستاخ ہے اور اس کے جواب میں کوئی کہے کہ زید نے فتوی دیا ہے کہ عمرو گستاخ ہے تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمرو کا گستاخ ہونا لازم آئے گا مولوی احمد رضا خان پر جو فتوی لگا وہ تو اب بھی بعینہٖ جوں کا توں موجود ہے۔

بہرحال اللہ پاک جزائے خیر دے مناظر اسلام فاتح رضاخانیت حضرت مولانا مفتی عمیر قاسمی صاحب زید مجدہ کو کہ جنہوں نے اس کتاب کا جواب لکھا اور قصہ زمین برسر زمین کے مصداق اہل السنّت والجماعت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کردیا لیکن اہل سنت کی طرف سے جو قرض رضاخانیوں پر ہے وہ ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

راقم نے اختر رضاخانی مصباحی کی کتاب کو بالاستیعاب نہیں پڑھا البتہ چند صفحات پڑھ کر ہی اندازہ ہوگیا کہ موصوف جھوٹ بولنے میں مولوی احمد رضاخان کے سچے پیروکار ہیں اس کی صرف ایک مثال ان ہی کی کتاب سے دیتا ہوں موصوف چونکہ علمی دنیا میں یتیم ہیں اس لئے ان کا علمی و جماعتی روب عوام کے دلوں میں بٹھانے کے لئے ان کا ایک تعارف کتاب کے شروع میں دیا گیا ہے جس میں ان کی تعریف میں خوب زمین وآسمان کے قلابے ملائے گئے جس میں کتنی سچائی ہے اس کا اندازہ اس سے لگالیں کہ صفحہ ۲۰/ پر چھٹے مناظرے کے عنوان سے یہ جھوٹ کہا گیا کہ حضرت صاحب نے مولوی ایوب قادری اینڈ کمپنی کے مناظرے کا چیلنج قبول کیا اور ان کے دھوکے وفراڈ کو ایسا طشت ازبام کیا کہ

قیامت کی صبح تک اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ موصوف کے اصل الفاظ یہ ہیں:

''مولوی ایوب اینڈ کمپنی کی رذیل حرکتوں، فراڈ بازیوں، کذب بیانیوں، افترا پردازیوں، اور دسیسہ کاریوں کا پردہ چاک کر کے مذہب دیوبندیت پر ایسے ایرادات قاہرہ قائم فرمائے کہ اگر اس ابلیسی جماعت کے تمام نمائندے سر جوڑ کر بیٹھ جائیں تب بھی صبح قیامت تک ان کا جواب نہیں دے سکیں گے''۔

(قہر خداوندی، ص:۲۱)

اس عبارت میں رضا خانیوں نے اپنی عادت رذیلہ سے مجبور ہو کر جو زبان استعمال کی ہے اس پر سر دست صرف اتنا ہی عرض ہے کہ:

فقل لزهير ان شتمت سراتنا فلسنا بشتامين للمتشتم

حقیقت حال یہ ہے کہ مولانا ابو ایوب قادری صاحب مدظلہ العالی نے یہ چیلنج پاکستان میں دیا تھا غیرت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ پاکستان کا کوئی رضا خانی مناظر اس چیلنج کو قبول کرتا مگر ظاہر ہے کہ اس صورت میں میدان مناظرہ سجانا پڑتا اور اس کی ہمت ''دست و گریبان'' کے بعد فی الحال کسی رضا خانی کو نہیں اس لئے رضا خانیوں کو ہندوستان سے جواب دینا پڑا جس میں اختر رضا خان مصباحی نے اولاً کہا کہ میں تمہارا خرچہ برداشت کرنے کو تیار ہوں تم ہندوستان آنے کے لئے تیار ہو جاؤ جس پر ہماری طرف سے جواب دیا گیا کہ ہم بالکل تیار ہیں خرچہ بھیجو، بس غبارے کی ساری ہوا نکل گئی اور اگلے جواب میں کہا کہ نہیں تم پہلے ہندوستان آؤ پھر میں خرچہ دوں گا اہل انصاف غور فرمائیں کیا موجودہ صورتحال میں اس طرح کوئی پاکستان سے ہندوستان آسکتا ہے؟ بہر حال موصوف جس جواب کو قیامت تک لاجواب کہہ رہے ہیں اس کا منہ توڑ جواب مفتی عمیر قاسمی صاحب

زید مجدہ بیبارہ (۱۲) گھنٹے کے طویل بیان کی صورت میں دے چکے ہیں جو یوٹیوب پر موجود ہے اور اب تک لا جواب ہے۔ صرف اس ایک مثال سے اندازہ لگالیں کہ بریلوی علماء ومناظرین دیانت کی کس سطح پر ہیں۔

بہرحال مفتی صاحب زید مجدہ کی اس کتاب کو جتنا پڑھا خوب پایا اللہ پاک اس کتاب کو عوام اہل سنت کے لئے نافع اور مفتی صاحب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے آمین۔

ساجد خان نقشبندی
خادم جامعہ مدنیہ کراچی
۱۸/جمادی الاول ۱۴۳۸ھ
۱۶ فروری ۲۰۱۷ء
جمعرات بعد نماز عشاء

تقریظ

محب محترم، مشفق ومربی، استاذ الاساتذہ، خطیب وقت حضرت مولانا غیاث الدین صاحب قاسمی بانی مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ اندور

MAULANA GHAYASUDDIN QASMI
Madrasa Khadijatul Kubra
21, Aslam State, Green Park colony, Indore M.P.



باسمہ تعالیٰ
(مولانا) غیاث الدین صاحب قاسمی
بانی مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ
۲۱ اسلم اسٹیٹ گرین پارک کالونی اندور (ایم پی)
وممبر آل انڈیا مجلس صدائے حق

Ref. No. Date : 10-02-17

نحمده ونصلي على رسوله الكريم امابعد!

بریلوی مسلک کے امام وبانی مولوی احمد رضا خاں کو ہیرا پھیری کرنے میں بڑی مہارت تھی چنانچہ علمائے دیوبند کی عبارتوں کو ادل بدل کر اور نیچے اوپر، آگے پیچھے کر کے اپنے مطلب کی عبارات بنانا پھر ان کو گمراہ ثابت کر کے کفر کا فتویٰ لگانا یہی اپنا مشن بنا رکھا تھا ان کے مقتدی بھی انہیں کے نقش قدم پر چل پڑے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم ہر وقت علمائے دیوبند کے زد میں ہیں۔ وہ فوراً حق کا نشتر لگا کر ہمارے دامن باطل کو تار تار کر دیں گے اور ہمارا دجل وفریب کھول کر رکھ دیں گے۔

اختر رضا مصباحی صاحب نے اپنے امام کی اتباع کرتے ہوئے علمائے دیوبند کی عبارتوں میں خوب ہیرا پھیری اور خیانت اور کذب بیانی کر کے ابطال حق اور احقاق باطل کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کتاب لکھا اور نام رکھا ''قہر خداوندی برفرقۂ دیوبندی''

عزیز القدر مفتی محمد عمیر قاسمی سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کذابیت اور دجالیت کو بے نقاب کرنے کیلئے زیر نظر کتاب لکھی اور نام رکھا ''فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی بجواب قہر خداوندی''

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ان کو دین حق کی ترجمانی کے لئے قبول فرمائے اور عافیت اور راحت کے ساتھ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی توفیق فرمائیں۔

(آمین یارب العٰلمین)

محمد غیاث الدین
خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ
وممبر آل انڈیا مجلس صدائے حق

﴿تقریظ﴾

محقق وقت، وسیع النظر حضرت مولانا خادم بدر صاحب دامت برکاتہم

الحمد لله و السلام علی عباده الذین الصطفیٰ امابعد!

تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی باطل نے کسی جگہ سر اٹھایا علماء دیوبند نے اس کا سر کچلا ہے، چاہے وہ ختم نبوت کا منکر ہو، صحابہ کا دشمن ہو، منکر حدیث، منکر فقیہ یا پھر سنت کے لبادہ میں بدعتی مشرک رضاخانی گروہ۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے سنت کا تو نقشہ بگاڑ کر بدعت کو رائج کیا ہے مگر ان کا ایک اور کارنامہ یہ تھا کہ علماء دیوبند کی بے غبار عبارتوں کو اٹھا کر انہیں کافر قرار دیا۔ ان کے بعد ان کی ذریت کا بھی وہی کارنامہ رہا مگر مولوی احمد رضا خاں کے مقلد مولوی اختر رضا مصباحی صاحب نے تو سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔

جناب نے ایک کتاب ''قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی'' لکھی اور اپنی عیاری کے جو جوہر دکھائے رضاخانیوں میں تو اس کی بڑی ڈھاک ہوئی مگر اہل علم حضرات اس کتاب کی حقیقت خوب سمجھتے ہیں۔

ہمارے ایک بہترین ساتھی مناظر اہل سنت مفتی عمیر قاسمی زید مجدہ نے الحمد للہ اس کی اس کتاب کا آپریشن اپنی کتاب ''فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی'' میں کر دیا ہے۔

امید ہے اختر رضا مصباحی صاحب مرتے دم تک یاد رکھیں گے۔

بندہ نے اس کتاب کو جتنا پڑھا مفید پایا۔ اللہ پاک حضرت مفتی صاحب زیدہ مجدہ کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے!!!

خادم بدر

۱۸؍فروری ۲۰۱۷ء

﴿تقریظ﴾

مناظر اسلام، فاتح رضاخانیت وغیر مقلدیت حضرت مولانا ابو حنظلہ عبد الاحد صاحب قاسمی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم جناب مناظر اسلام مفتی محمد عمیر قاسمی مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

اختر مصباحی کی الزامی کتاب ''قہر خداوندی'' کے جواب میں آپ کی تحقیقی کتاب ''فضل خداوندی'' سے استفادہ کا موقع ملا، پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی، اللہ رب العزت آپ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے! (آمین)

ایک زمانہ تھا جب ارشد القادری کے رسوائے زمانہ کتاب ''زلزلہ'' وجود میں آئی جو تحقیقی روش سے بغاوت کرتے ہوئے خالص الزامی انداز میں مرتب کی گئی تھی (درحقیقت وہ الزامی بھی نہیں بلکہ مجادلانہ انداز میں تھی، کیوں کہ اصول مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ الزام مسلمات خصم پر مبنی ہوتا ہے، اور عقائد کے باب میں بزرگوں کے کشف وکرامات کے واقعات ہمارے نزدیک حجت نہیں، جبکہ اس پوری کتاب میں بزرگوں کے کشف کرامات کو ہی بنیاد بنا کر عقائد کو نشانہ بنایا گیا) تو بریلوی لوگ پھولے نہیں سماتے تھے، اور برابر مطالبہ کرتے تھے کہ اس کا جواب لکھو، ابتداءً ہمارے علماء اسے کٹ حجتی سمجھ کر نظر انداز کرتے رہے، لیکن جب بریلویوں کی خوش فہمیاں حد سے بڑھیں تو پھر علمائے دیوبند نے ارشد

القادری کے زلزلہ کا وہ حال کیا کہ اگر خان صاحب بریلوی کی زبان استعمال کی جائے تو یوں کہا جائے گا کہ: ارشد الپادری کی رسلیا جا، اور خون پونچھتی جا، اور کہتی جا کہ خدا جھوٹ کرے۔

ایک زمانے تک علمائے دیوبند تحقیقی انداز میں جواب دیتے رہے، لیکن بریلویوں کو تحقیقی زبان کہاں سمجھ آتی ہے، اسی لئے اب ان کے مزاج کے مطابق بالکل نئے اور اچھوتے انداز میں جب مناظر اسلام فاتح رضا خانیت حضرت مولانا ابوایوب قادری حفظہ اللہ کی بے مثال ولاجواب کتاب ''دست وگریبان'' وجود میں آئی تو بریلویوں کی عقل ٹھکانے لگی، اور رضا خانیت کی ایسی مٹی پلید ہوئی کہ دنیا یادر کھے۔

انہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ ''دست وگریبان'' کا تحقیقی جواب لکھتے لیکن صرف اپنی خفت مٹانے کے لئے ہر طرح کے رطب ویابس کی بھرمار کر کے چند اوراق سیاہ کر دیئے اور جواب کا نام دیکر شائع کر دیا، اور امید کرنے لگے کہ ''دست وگریبان'' سے پہنچا ہوا صدمہ کچھ کم ہو جائے گا، لیکن مفتی عمیر قاسمی صاحب مدظلہٗ نے ان کی اس رہی سہی امید کو بھی خاک میں ملا دیا اور ''فضل خداوندی'' کے نام سے بریلویت پر ایک اور کاری ضرب لگا کر مصباحی مکروفریب کے پرخچے فضاؤں میں اڑا کر رکھ دیئے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب موصوف کی اس علمی کاوش کو قبول فرمائے، اور پوری امت کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائیں۔
(آمین)

طالب دعا
ابوحنظلہ عبدالاحد قاسمی عفی عنہ

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا مفتی جنید احمد فلاحی صاحب دامت برکاتہم

الحمد لله رب العالمين والسلام على رسوله الكريم امابعد!

ہر دور میں علماء امت حق کی پاسداری کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور غیر حق اپنی عمدگی ثابت کرنے کے بجائے حق پر تیشہ زنی کرتا چلا آیا ہے اور اسی میں اپنی بقاء مضمر سمجھتا ہے۔ ع

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اسی سلسلہ کی ایک کڑی مولانا عمیر صاحب کی پیش نظر تالیف ہے یہ ان کا اس کارگاہ میں پہلا قدم ہے۔

جوان قلم تعاقب میں کبھی فریق کا رنگ بھی اپنا لیتا ہے، مجموعی طور پر یہ کاوش ان کی غیرت علمی وایمان کی عکاس اور مستقبل میں کارنمایاں کی انجام دہی کی غماز ہے۔

اللہ اس کو ذریعہ ہدایت اور مؤلف کے لئے حوصلہ بخش جلاء علم کا سبب اور خاندان بھر کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

احقر العباد جنید احمد فلاحی
مقیم اندور (ایم پی)
۲۴ / جمادی الاول ۱۴۳۸ھ

﴿تقریظ﴾

مقرر شعلہ بیاں، فصیح اللسان، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد تصور صاحب فلاحی دامت برکاتہم مہتمم جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور

الحمد لله رب العالمین و السلام علی رسوله الکریم امابعد!

حق و باطل میں معرکہ آرائی ہمیشہ سے ہوتی رہی ہے، باطل ہر دور میں اپنے تمام تر کیل کانٹوں سے لیس ہوکر حق کو دعوت مبارزت دیتا رہا ہے۔ اورحق پرست ان کے ہر چیلنج کا دندان شکن جواب دیکر قرآن مجید کے فرمان ''جاء الحق وزہق الباطل'' کی عملی تفسیر امت کے سامنے پیش کررہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''فضل خداوندی براہل سنت دیوبندی'' بھی اسی روشن سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں فاضل مصنف نے اختر رضا مصباحی کے باطل نظریات کا بھرپور تعاقب کیا ہے جو قابل ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ مزید ترقیات سے نوازے اور احقاقِ حق وابطالِ باطل میں لگائے رکھے۔ آمین

فقط والسلام

محمد تصور فلاحی

(مہتمم جامعہ اسلامیہ بنجاری)

تقریظ

خطیب بے مثال، عالم باعمل حضرت مولانا ضیاءاللہ صاحب قاسمی خادم ترجمہ والی مسجد موتیا پارک بھوپال

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین امابعد!

دنیا کے جتنے بھی مذاہب ہیں ان تمام مذاہب میں ممکن ہے کہ اپنے آغاز کے وقت وہ حق پرست اور آسمانی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں لیکن ان مذاہب کی جن باتوں نے ان کے مذہب کی شکل مسخ کردی اور وہ اپنی اصل کھو بیٹھے اور وہ کھونے کے لئے ہی آئے تھے۔اس کا واحد سبب محدثاتؔ ہیں کہ ہر آنے والا مذہبی پیشوا اپنی طرف سے چند دیکھنے میں اچھی باتوں کو گڑھتا تھا اور اس طرح چند سالوں میں ان کا دین و مذہب صرف محدثاتؔ کا مجموعہ بن گیا۔ نصاریٰ کی بدعت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **ورھبانیۃ ابتدعوھا ماکتبنٰھا علیھم(حدید)** (اورانہوں نے رہبانیت کوخود ایجاد کرلیا تھا ہم نے ان پر واجب نہ کیا تھا) آج ہم دیکھتے ہیں کہ اصل مذہب سے ان کی پیروی کرنے والوں کا کوئی تعلق نہیں ہے ہر سال دو سال میں مذہبی رسومات تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔اسلام چونکہ قیامت تک اپنی صحیح اور اصلی شکل میں باقی رہنے والا تھا۔

لہٰذا اسلام کے پیغمبر کی طرف سے سخت ترین الفاظ میں بدعات کی مذمت وارد ہوئی اور یہ مذمت اکثر خطبات میں دہرائی جاتی رہی تا کہ اس کی شناعت لوگوں کے قلوب میں راسخ ہوجائے اسی لئے صحابہ اس سے سخت نفرت کرتے تھے

اور اولاد حضرات صحابہ اکثر اپنے والد کی طرف اس بات کو منسوب کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنے باپ سے زیادہ کسی کو بدعت کا مخالف نہیں دیکھا ہے۔ اور بدعتی اپنے عمل سے یہ تاثر دیتا ہے کہ دین نامکمل تھا اور اس نے دین میں اضافہ کر کے اسے مکمل کر دیا یعنی ’’شریعت سازی کی مساعی ناتمام کا دوسرا نام بدعت ہے‘‘ بدعتی اور ان کے علماء نے رہبانیت وتصوف کا چولہ پہن کر قال اللہ وقال الرسول کے مقابلے میں اپنے خود ساختہ خیالات وافکار سے اسلام کے صاف وشفاف چہرے کو داغدار بنا دیا جس سے اسلام کی اصل شکل گم ہوتی جا رہی ہے اور مسلمانوں کی اکثریت بدعات کو عین اسلام سمجھتی ہے۔

بدعات وخرافات کی تردید اور اتباع سنت کو اجاگر کرنے کے لئے علماء دیوبند نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں ہر اسلامی ملک میں بدعات وخرافات پائی جاتی ہیں لیکن جب ان کا تعاقب کیا جاتا ہے تو اس پر عمل کرنے والے یا اس کے ایجاد کرنے والے شرمندہ ہوتے ہیں یا اس کے جواز کے دلائل تلاش کرتے ہیں لیکن متحدہ ہندوستان میں بریلویت ایک ایسا فرقہ ہے کہ جب علماء دیوبند نے ان کی خبر لی کہ انہوں نے اسلام کو اس کی اصل شکل سے مسخ کر کے بدعات وخرافات کو اصل دین بنا دیا ہے تو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ شرمندہ ہوتے، رجوع کرتے یا اس کے دلائل کو تلاش کر کے اپنے لئے راستہ نکالتے لیکن ’’الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے‘‘ ان کی پوری ٹیم علماء دیوبند پر کفر وضلالت کے فتوے دینے لگی اور ان فتوؤں کے لئے اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ تک نے بددیانتی، جھوٹ، دجل، فریب، عیاری، اور مکاری سے بھی گریز نہ کیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اسی کی ایک کڑی مولوی اختر رضا مصباحی کی ایک مذموم کوشش ’’قہر خداوندی برفرقۂ

دیو بندی‘‘ نام کی کتاب ہے جس میں اہل سنت پر الزامات کی بوچھار ہے۔ مولانا مفتی عمیر صاحب قاسمی کو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب کے لئے چنا اور ’’فضل خداوندی بر اہل سنت دیو بندی‘‘ نامی ایک شاندار کتاب لکھ کر بریلویت کے شاخِ نازک پر بنے آشیانہ کو ناپائیدار کر دیا۔ بڑا استھرا ذوق اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے موصوف جس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں ابھی دو سال قبل تک شاید ہی کوئی مہینہ گزرتا ہوگا کہ علماء دیو بند کو مناظرہ کا چیلنج نہ کیا جاتا ہو لیکن جب سے مفتی عمیر صاحب نے اس بیڑے کو اٹھایا ہے سارے چوہے بلوں میں داخل ہو گئے، خدا کرے زور قلم زیادہ۔

ونسأل الله الهداية لكل ابناء هذه الامة

ضیاءاللہ قاسمی

ترجمہ والی مسجد موتیا پارک بھوپال

﴿تأثرات﴾

مفکر وقت، غمگسار ملت، شاعر اسلام حضرت مولانا آفتاب اظہر صدیقی صاحب (جنرل سکریٹری آل انڈیا مجلس صدائے حق)

الحمدلله رب العٰلمین والصلاة والسلام علی خاتم النبیین محمد وآله واصحابه اجمعین. امابعد!

کوئی قوم جب راہ راست سے بھٹک جاتی ہے تو اس میں سب سے بڑا ہاتھ اس کے بدباطن رہبران کا ہوتا ہے، چشم فلک نے دیکھا اور بارہا دیکھا کہ دنیائے ضلالت میں گرفتار شکم پرست علمائے سوء نے ہزارہا افراد کو گمراہ کیا، روشنی بتا کر اندھیرے کی طرف لے گئے، سراب کو چشمہ، آسمان کو زمین، پہاڑ کو رائی اور آگ کو برف بتا کر کتنے ہی بھولے بھالے، کم علم لوگوں کا ایمان وعقیدہ خراب کیا اور اپنی شکم پروری میں آگے بڑھتے چلے گئے، ان گمراہ کنان کی تاریخ کے سیاہ اوراق میں بہت سے علماء بریلویہ بھی شامل ہیں، میں سبھی کی بات تو نہیں کرتا؛ کیوں کہ ان میں چند ایسے بھی ہیں جو خود اپنے مسلک ومنہج اور طور وطریق سے حیران، پریشان، سرگرداں ہیں اور اصلاح امت کے لیے فکر مند بھی، نہ وہ علماء حق کی تکفیر کرتے ہیں اور نہ فتنہ انگیز تقریریں۔

ہاں! اگر اعلی حضرت سے لے کر آج کے ہر ادنیٰ حضرت تک مجموعی طور پر علماء بریلویہ کا جائزہ لیا جائے تو ان کی اکثریت گمراہی، فتنہ انگیزی، شکم پرستی اور تکفیر بازی میں مبتلا نظر آئے گی، ان ہی بھٹکنے اور بھٹکانے والوں کی فہرست میں ایک نام رضاخانی مفتی ''اختر رضا مصباحی'' کا بھی ہے، جس نے پیٹ پوجا کے

لیے علماء حق کے خلاف اپنے قلم و زبان کے استعمال کو ضروری سمجھ لیا ہے، علماء دیوبند جو کہ شروع سے اہل السنۃ والجماعۃ کے نہج پر سو فیصد گامزن ہیں؛ بلکہ اس کی صحیح ترجمانی کر رہے ہیں اور آج جبکہ ان کی صداقت وحقانیت دنیا پر صبح شفاف کی طرح عیاں ہے، اختر رضا مصباحی جیسوں کا ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا اگرچہ ان کی شان وشرافت کو کم نہیں کر سکتا؛ تاہم مخالفین کے الزامات واعتراضات کا جواب دینا ضروری ہے؛ تاکہ حقیقت حال سے ناواقف طبقہ اہل باطل کے جھوٹ کو سچ اور الزامات کو درست نہ سمجھ بیٹھے، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں فاتح بریلویت، مناظر اسلام مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب دامت برکاتہم کو کہ انہوں نے ''قہر خداوندی......'' کا جواب بنام ''فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی'' لکھ کر نہ صرف علماء حق کے تعلق سے غلط فہمیاں پیدا کرنے والی زبانوں کو مقفل کیا ہے؛ بلکہ باطل کی شر آمیز سازشوں کا پردہ فاش کر کے رکھ دیا ہے۔

راقم السطور نے شروع تا آخر مکمل کتاب کا مطالعہ کیا، نہایت عمدہ انداز، بہترین اسلوب اور ناصحانہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے، کتاب میں ''قہر خداوندی'' کے اقتباسات کے نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا گیا ہے؛ تاکہ قاری دوران مطالعہ اکتاہٹ کا شکار نہ ہو اور کتاب ضرورت سے زائد مطول نہ ہونے پائے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مصنف اور اس کی جماعت کے لیے ذخیرۂ آخرت بنا کر فریق مخالف کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خاکسار: آفتاب اظہر صدیقی

۱۵ر فروری ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

کچھ دنوں قبل ایک رضا خانی مولوی اختر رضا مصباحی کی ایک کتاب بنام ''قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی'' پڑھنے کا اتفاق ہوا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ یا اللہ دنیا میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو قطع و برید کرنے میں اتنے ماہر کہ ''**افتریٰ علی اللہ کذباً**'' کے مصداق بنے بیٹھے ہیں، اور خود کو دین کا ٹھیکیدار بتاتے ہیں، مریدین غلو میں اس طرح مست ومخمور ہیں جیسے ایک شرابی شراب کے نشہ میں مست ومخمور رہتا ہے، خود کو دارالافتاء کے خدام بتاتے ہیں اور خدام ایسے کہ کذب بیانی کا وہ قلم اپنے دست ناتمام میں لئے بیٹھے ہیں کہ اگر شیطان دیکھے تو یقیناً بے ساختہ زبان سے کہے گا کہ ''**انت قائد نا و مولانا**''۔

حیف صد حیف!!! خود کو علامہ کہلوانے والے ہیں، خود کو مجددی کہنے والے ہیں، خود کو خادم التدریس والافتاء کہنے والے ہیں، اور حال یہ ہے کہ اس مجدد اور خادم التدریس والافتاء کے القاب میں تعصب کی وہ بھیانک چادر لپٹی ہوئی ہے کہ العیاذ باللہ۔

رضا خانی ہم پر طعنہ کستے ہیں ہمارے اکابرین کے خلاف بدزبانی کا وہ بازار گرم کیا ہے کہ شاید بریلی کے بازار میں بھی آپ کو آسکر ایوارڈ مل جائے۔

رضا خانی کہتا ہے کہ میں نے یہ کتاب (قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی) مولوی ابوایوب قادری کی کتاب ''دست وگریباں'' کی وجہ سے لکھی ہے۔

الحمدللہ ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں اور کہتے چلے آئے ہیں کہ تمہارے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہے جو بھی کرتے ہو اہل سنت و جماعت کی دیکھا دیکھی کرتے ہو ہم نے دست وگریباں بنایا تو تم نے بھی ناکام کوشش کی اور ان شاء اللہ ناکام ہی رہے گی۔

رضا خانی کہتا ہے کہ وجہ تالیف دست وگریباں ہے اور کہتا ہے یہ کہ ''کاری ضرب لگائی'' جبکہ حال یہ ہے کہ ہم کو تو کہیں پر بھی ان رضا خانیوں کی کاری ضرب دکھائی نہیں دیتی۔

آخر یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کیوں؟ کہیں مولوی ابوایوب قادری کے ذریعہ شہرت کی بلندیوں کا حصول تو نہیں؟

کیوں کہ آپ کی اس کتاب میں دست وگریباں کے کسی بھی موضوع کا جواب تک نہیں اور کسی حوالہ کو چھوا تک نہیں بلکہ آپ تو ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والے مثل پر عمل پیرا ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس داغ کو دھوتے جو دست وگریباں میں آپ پر لگایا گیا ہے لیکن بجائے دھونے کے آپ تو الزام تراشی پر اتر آئے آپ کا فرض تھا کہ دھبہ کو صاف کرنے کا بیڑا اٹھاتے لیکن آپ نے اپنے اوپر لگے ہوئے دھبے سے پرے ہٹ کر اپنے آپ کو اور پوری رضا خانیت کو بھنور میں پھنسا دیا۔

بھیتر کیا کیا ہو رہا ہے اے دل کچھ تو بول
ایک آنکھ روئے بہت ایک ہنسے جی کھول

یہاں بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم اپنے مخلص، محبین کا نام ذکر نہ کریں چنانچہ حضرات اساتذۂ کرام بالخصوص حضرت قادری صاب اور میرے مخلص دوست مولوی کمال الدین انصاری پورنوی اور مولانا احتشام انجم صاحب اس کے علاوہ دیگر اکابرین جنہوں نے اس کتاب کو لکھنے میں مجھے بہترین مشوروں سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور علم وعمل میں برکت نصیب فرمائے۔ (آمین)

آخر میں اپنے صدیق محترم مولانا آفتاب اظہر صدیقی صاحب کا خصوصیت کے ساتھ شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو از اول تا آخر پڑھا اور اس کے نوک و پلک کو سنوارا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اگر اس میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو احقر کو مطلع کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں کیوں کہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے ”ان اخطات فیه فهو منی و ان اصبت فهو من الله“

آخر میں قارئین سے اپنی قیمتی دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست ہے۔

راقم الحروف:

احقر محمد عمیر قاسمی

خادم کل ہند مجلس تحفظ سنت

مُقَدِّمَۃ

ازفاتح رضاخانیت منظور وقت رئیس المناظرین عمدۃ المحققین

حضرت مولانا ابو ایوب قادری حفظہ اللہ ورعاہٗ

حامداً و مصلیاً و مسلماً: امابعد !

مخدوم محترم برادر معظم، مولانا المکرّم حضرت مولانا مفتی محمد عمیر قاسمی زید معالیہ المبارکۃ المثمرۃ نے حکم فرمایا کہ وہ کتاب ''فضل خداوندی براہل سنت دیوبندی'' پر ایک مقدمہ تحریر کریں جو کہ ایک نام نہاد اور اپنے اکابر کا باغی و طاغی ملا محمد اختر مصباحی درحقیقت مظلامی صاحب کی تحریف واباطیل وکذبات پر مشتمل کتاب ''قہر خداوندی برفرقہ دیوبندی'' کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

میں اپنی بات میں کتنا سچا ہوں یہ تو آنے والے اوراق میں آپ پڑھیں گے۔ کہ واقعی کتاب قہر خداوندی دجل وفریب اور رضا خان کی سوچ وفکر کی حامل اور **عواء الکلب لابظلم البدر** یا ''آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا'' یا آسماں کا تھوکا منہ پہ آتا ہے'' وغیرہ کا مصداق ہے۔

اس کتاب کا پردہ مفتی محمد عمیر صاحب قاسمی زید مجدہم نے صحیح چاک کیا ہے۔ اور مفتی صاحب کی کتاب ''کشف النقاب عن وجہ الدجال الکذاب'' کا مصداق ہے۔ خداتعالیٰ اس کتاب سے امت کو نفع اور فائدہ دے۔ اور اسے اہل باطل کی ہدایت اور فلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین **بجاہ النبی الکریم الامین صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ و علی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین۔**

اس فتنہ کا اصل بانی مولوی فضل رسول بدایونی ہے

جس نے خاندان شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بغاوت وعداوت کا علم بلند کیا۔اور کھل کر اس خاندان کی مخالفت کرنے لگا۔اس ساری کاوش وکوشش کے پیچھے روافض تھے اور تاریخ نے مولوی رجب علی شیعہ کا ذکر کیا ہے۔جس کی معاونت، مدد ونصرت سے بدایونی صاحب مخالفت پر آمادہ ہوئے۔تفصیل کے لئے سہ ماہی احوال وآثار شمارہ نمبر۲۰،۲۱ کوملاحظہ فرمائیں۔

بدایونی صاحب نے شاہ ولی اللہؒ جوکہ حکیم الامت کے لقب سے مشہور ومعروف تھے ان کے عقائد ونظریات پر تنقید کر کے ان کومطعون ونشانہ بنایا۔ دیکھئے ''بوارق محمدیہ'' صرف انہی پر اکتفانہیں کیا بلکہ خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اورشاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ٹکر لی۔

اصل میں شیعیت کا درد یہ تھا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی کتب اور انکے علوم کو عام کرنے میں امام المؤمنین شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جوکردارادا کیا وہ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔

کیونکہ فخر الموحدین، شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے برملاتحریک اٹھائی اوراس شان سے اٹھائی کہ دہلی سے لکھنؤ تک شیعوں کے مراکز اوران کے حلقوں بلکہ امام باڑوں میں جاکران کی حقیقت واضح کرنی شروع کی۔شیعہ علماء مقابلہ میں آئے مگر دلائل کی قوت اور استحضار علمی اور حاضر دماغی اور ذہانت کی کرشمہ فرمائی کے سامنے کسی ایک کی نہ چلی۔جوشخص حضرت کے دلائل اور براہین کو دیکھتا وہ اہل تشیع کو جھوٹا اور فریبی ہی سمجھتا تھا۔

(ملخص سہ ماہی احوال وآثار شمارہ نمبر۲۰،۲۱:ص۱۵۰)

یہی وجہ تھی کہ اہل تشیع نے کیس لڑنے کے لئے اس آدمی کا سہارالیا جوکہ بظاہر سنی تھا۔تو پھراس نے دل کھول کراس خاندان کی مخالفت کی۔ایک دوسری وجہ بھی عرض کرتاہوں:

مولوی رجب علی وہ شیعہ تھے جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے شعبہ جاسوسی کے سب سے بڑے ہندوستانی ذمہ دار تھے۔ اور اس تحریک کو ناکام بنانے اور مغلیہ حکومت کے ختم کرانے میں ان کا بہت حصہ تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان انگریز سے بھی ٹکرایا ہے تو انگریز نے بھانپ لیا کہ ان کے مقابلہ میں شیعوں کو لایا جائے اور پھر ایسا آدمی تلاش کیا جو بظاہر سنی تھا اور حقیقت میں اہل تشیع کے مذہب کا پھیلانے والا۔

عجیب بات یہ ہے کہ خاتم المحد ثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یا شاہ ولی اللہؒ یا شاہ شہید رحمہم اللہ کے خلاف طعن و تشنیع کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا اور عمر اچھروی، اقتدار نعیمی، اور اللہ بخش تونسوی اور دیگر حضرات نے آج تک جاری وساری رکھا ہوا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھیں: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے مولوی فضل رسول بدایونی کی کیفیت اور اس کے عقائد ونظریات کی بنیاد پر اس پر کفر کا فتویٰ بھی دیا تھا۔

جو کہ شاہ صاحب کا آخری فتویٰ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا ذکر حضرت کے خادم خاص احمد علی بجنوریؒ نے اپنے خط میں کیا ہے جس میں حضرت کے مرض وفات اور تدفین کا ذکر ہے اور یہ بھی لکھا کہ یہ فتوی حضرت کے سرہانے موجود رہتا تھا۔
(ملخص سہ ماہی احوال وآثار: ص ۱۴۰)

اور یہ بھی اپنی جگہ ثابت ہے کہ فضل رسول بدایونی کو انگریز سے پیسے ملتے تھے جیسا کہ پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے انگریز کی حکومت کے دور میں منصب افتاء قضاء اور صدر الصدوری کے ذریعہ اقتدار

حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا۔ (بحوالہ مجموعہ رسائل فضل رسول ص۸۶)

اور قادری صاحب یہ بھی لکھتے ہیں۔

''مولانا فضل رسول بدایونی کے تصنیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازمت کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں''۔ (مجموعہ رسائل فضل رسول ص۸۷)

اور یہ بات بریلوی حضرات کے بزرگ صاحبزادہ محمد اقبال احمد فاروقی صاحب فرماتے ہیں پروفیسر محمد ایوب قادری اپنے آدمی تھے تفصیل کے لئے دیکھئے ''مجالس علماء''۔

القصہ المختصر خاندان حکیم الامت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اٹھنے والی آواز انگریز اور شیعہ کی تھی۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مناظرہ دہلی کے نام سے جو اہل بدعت شور مچاتے ہیں وہ بھی محققین کے نزدیک اس مناظرہ کی فضا بنانے اور اس کا اہتمام کرنے میں مولوی رجب علی شیعہ کا خصوصی کردار تھا۔

تو ہمیں یہ کہنے میں بار نہیں کی آج تک بریلوی انہی شیعہ لوگوں کی وکالت کر کے اہل السنہ والجماعۃ دیوبند سے جھگڑ رہے ہیں۔

مگر اہل بدعت نے اپنے بچاؤ کیلئے شاہ شہید اور دیگر عبارات کا سہارا لیا ہے کہ چونکہ وہ غلط تھیں اس لیے ہم معترض ہوئے۔

گزارش یہ ہے۔ جو اعتراض ہمارے اکابر پر کئے جاتے ہیں کبھی تو من و عن وہی الفاظ اور کبھی اس سے ملتے جلتے الفاظ ان کے اپنے گھروں میں مل جاتے ہیں۔ یہ تو تمہارا ایک بہانہ ہے ورنہ حقائق سے ہم نے پردہ اٹھا دیا ہے۔

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے شرک و بدعت کے خلاف تحریک چلائی اس کا

نقصان اہل تشیع کو ہوتا تھا جتنی رسوم و بدعات اہل بدعت میں تھیں وہ تمام بلکہ اس سے زائد ان لوگوں میں ہیں تو اہل تشیع کی مخالفت کی وجہ یہ بھی ہونا بعید نہیں۔

باقی اہل بدعت سے گزارش ہے کہ وہ توجہ فرمائیں:۔۔۔

امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ شریف میں رہے اور ۹۷۴ھ میں جن کی وفات ہے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

شرک اور اس کی تمام انواع کا تذکرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ حد سے زیادہ اس میں مبتلا ہیں۔ نیز عام لوگوں کی زبانوں پر شرکیہ کلمات جاری ہیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ ایسا کرنا شرک ہے۔لیکن اگر ان پر اس کی بعض اقسام آشکار ہو جائیں تو شاید اس سے بچنے کی کوشش کریں تا کہ ان کے عمل برباد نہ ہوں اور ہمیشگی کے بڑے عذاب اور سخت عتاب میں مبتلاء ہونے سے بچ سکیں اس کی معرفت حاصل کرنا ایک بہت ہی اہم کام ہے کیونکہ جو کفر کا مرتکب ہو جائے اس کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کی ایک جماعت مثلاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب لازم ہو جائیگا............الخ (جہنم میں لے جانے والے اعمال: ج ا ص ۱۰۷)

یہ الزواجر کا ترجمہ دعوت اسلامی نے کیا ہے۔

امام مکی رحمۃ اللہ اپنے اردگرد کے یہ احوال بتا رہے ہیں تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا۔یہی وجہ اور بنیاد تھی جسکی بنا پر رئیس الموحدین امام المجاہدین شاہ اسماعیل شہیدؒ نے تحریک شروع فرمائی۔ یہ علاقہ تو تھا ہی ہنود کے اثر سے متأثر،تو امام ابن حجرؒ کی بات یہاں کے مسلمانوں پر زیادہ صادق آتی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ

معاملہ اس سے بھی زیادہ تھا یہی بنیاد شاہ شہیدؒ کو بے چین کئے ہوئے تھی اور انہوں نے ''تقویۃ الایمان'' لکھی اللہ نے ان کے اخلاص اور للّٰہیت کو بے ثمر نہیں فرمایا بلکہ اس کتاب کے ذریعے سے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔

مولوی اقبال احمد فاروقی صاحب نے مولانا احمد الدین بگویؒ کو اپنے اکابر میں شمار کیا ہے ''علماء اہل سنت'' لاہور میں انکا تفصیلی ذکر کیا ہے۔
(دیکھئے ص ۵۲)

حضرت نے بھی ایک کتاب ''دلیل المشرکین'' کے نام سے شرک کے رد میں لکھی ہے اور وہ اس کی ابتداء میں لکھتے ہیں:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ اس زمانہ میں شرک اور اس کی اقسام عوام و خواص میں پھیل چکی ہیں۔ بلکہ ان کی اکثریت اس سے بے خبر ہے ان پر جہالت اور فسق کا ایسا غلبہ ہے کہ وہ اس کو شرک جانتے ہی نہیں تو ایسے لوگوں کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے؟''

البتہ ایسے لوگوں کو خدا کی سخت گرفت سے ڈرایا گیا اور ان کو عذاب الیم کی خبر دی گئی ہے۔ (اصلاح المسلمین ترجمہ دلیل المشرکین: ص ۱۹)

لیجئے رضاخانیوں کے مسلمات سے ثابت کر دیا گیا کہ حالات، واقعات حقیقتاً ایسے تھے کہ مسلمانوں کو شرکیہ کاموں سے بچانا ضروری تھا اور شاہ شہیدؒ نے بالکل حالات کا صحیح اندازہ فرمایا اور اسکا رد بھی کیا۔ لہٰذا اہل بدعت کو اعتراض کرنے سے پہلے دعوت اسلامی اور اپنے اکابر کا جائزہ لینا چاہیے جو ایسے حالات کو ثابت کر رہے ہیں چند شہادتیں رضاخانی مسلمات سے ان کے اخلاص و بزرگی پر اور انکی شہادت و اسلام پر۔

﴿پہلی شہادت﴾

رضا خان نے اپنی کتاب ''کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم''
میں مولانا ارشاد حسین رام پوریؒ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔
میں نے بارہا اس پر فتوی دیا اور اکابرین علماء ہند سے متعدد عالموں کا یہی
فتوی ہوا جیسے فاضل کامل مولوی ارشاد حسین رام پوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ وغیرہ۔
(فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۱۶۱)

وہ اپنی کتاب انتصار الحق ص ۱۰۵ پر لکھتے ہیں۔
مولوی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ
اور صفحہ ۱۲۸ پر لکھتے ہیں:۔
مولوی اسماعیل رحمۃ اللہ تعالی
آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:۔
الشیخ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز ومولوی اسماعیل رحمہم اللہ تعالیٰ۔

﴿دوسری شہادت﴾

شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب لکھتے ہیں:۔
''حضرت شاہ ولی اللہ کے پوتے مولانا محمد اسماعیل رحمہما اللہ و قدس
اسرارہما''۔ (مقامات خیر: ص ۶۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:
''سید احمد صاحب مولوی اسماعیل شہید'' (مقامات خیر: ص ۷۵)

بریلویوں کے یہاں معتبر بزرگ شخصیت صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی
سجادہ نشین درگاہ ابوالبیان کی مصدقہ کتاب ''دفاع حضرت مجدد الف الثانی رحمۃ

اللہ علیہ'' میں شاہ ابوالحسن زید فاروقی کا تذکرہ یوں ہے:

''حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی (۱۹۰۶،۱۹۹۳) بن حضرت شاہ ابو الخیر مجددی دہلوی بن شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید مجددی سجادہ نشین درگاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلی۔ اس سلسلہ مبارکہ کے آخری بزرگ تھے۔ جنہوں نے اپنے جداعلی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے دفع میں کئی اہم اقدامات کئے''۔

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:۔

''حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ ابوالخیر مجددی کے مبارک احوال پر ''مقامات خیر'' کے نام سے جو بیش بہا کتاب لکھی ہے'' (دفاع حضرت مجدد الف الثانی رحمۃ اللہ علیہ:ص ۳۱)

﴿تیسری شہادت﴾

عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

جناب حکیم محمود احمد برکاتی کراچی (نبیرہ حضرت مولانا سید برکات احمد ٹونکی قدس سرہ) نے (جو فطری طور پر خیرآبادی خانوادہ سے گہری عقیدت ومحبت رکھتے ہیں وقتاً فوقتاً اکابر خیرآباد کی خدمات پر علمی اور تحقیقی کام کرتے ہیں) اس تقریر کا اردو ترجمہ کیا بلاشبہ

''الروض المجو د ایسی ادق کتاب کو سلیس اور رواں اردو میں منتقل کرنا لائق تبریک کارنامہ ہے۔ مکتبہ قادریہ اسلاف کے ورثے کی حفاظت کے پیش نظر الروض المجو د اور اسکے ترجمہ کی اشاعت کررہا ہے''۔ (الروج المجو د عربی اردو:ص ٦)

یہی برکاتی صاحب لکھتے ہیں:۔

’’اکابر علماء کا یہ طریقہ ہے کہ جب کسی عالم کی تصنیف میں غلطی ہو جائے تو اس کو حتی الامکان بناتے ہیں اگر صحیح ہو تو فہوالمراد اور اگر وہ غلطی صحیح نہ ہو سکے تو مصنف کو برائی سے یاد نہ کرے چہ جائے کہ اس کو کافر کہیں۔ اگر تقویۃ الایمان میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کو حتی الامکان صحیح کرنا چاہیے (یعنی صحیح پہلو پر محمول کرنا چاہیے) اگر صحیح نہ ہو سکے تو اس کو چھوڑ دے مصنف کتاب کو کافر نہ کہے یہ متقدمین علماء کے خلاف ہے۔ اگر تقویۃ الایمان سمجھ میں نہیں آتی تو اس کو نہ دیکھیں۔

(مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت اور علوم ص ۱۹۰)

آگے لکھتے ہیں:

’’مگر اسکے باوجود انہوں نے جہاد کیا اور خدا کی راہ میں جان دے دی یہ ایک تاریخی حقیقت ہے انکے افکار امتناع نظیر، امکان کذب، شفاعت وغیرہ متعددہ سے ہمیں اختلاف ہے۔ ہمارے بزرگوں نے انہیں بروقت ٹوکا اور برحق ٹوکا مگر مجاہد و شہید ہونے سے انکار کی جرأت ہم میں نہیں ہے، دل کانپتا ہے۔

جماعت مجاہدین کا اصل اور حقیقی دور ۱۸۲۶ء سے لیکر ۱۸۳۱ء تک (ساڑھے پانچ سال) ہے۔ ناقدین نے بھی اپنا مواد زیادہ تر اسی دور سے حاصل کیا ہے اکابر جماعت بھی زیادہ تر اسی دور میں شہید ہوئے یا واپس لوٹ آئے یہ دور واقعی جہاد کا دور تھا اس دور کے واقعات حیرت انگیز، ایمان افروز اور نادر ہیں جفاکشی، ایثار، سادگی، بےنفسی، جرأت، شجاعت، خشیت الٰہی، رضائے الٰہی کی طلب، اطاعت امیر، صحت عقائد، بدعات و منکرات سے اجتناب، نوافل و مستحبات کے اہتمام کے ایسے ایسے نمونے دیکھے گئے جو صرف کتابوں میں

صدیوں پہلے کے بزرگوں کے حالات میں پڑھنے کو ملتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ مورخین نے شاعری خوب کی ہے زور کلام دکھایا ہے مبالغہ کیا مگر بے دردانہ جرح ونقد کے بعد بھی جو سخت جان حقائق بچے رہے ہیں وہ عقیدت طلب ہیں جماعت مجاہدین کے افکار و کردار کا نمونہ ان کے اسلاف میں بھی نظر آتا ہے۔ مجھے فخر ہے میں نے مجاہدین کی تیسری نسل کے بعض حضرات کو دیکھا ہے۔ یعنی رفقاء سید کے پوتے پوتیوں نواسا نواسیوں کو۔ میں اس محلے میں پیدا ہوا اور ۲۸ سال رہا ہوں جہاں رفقاء سید کا قافلہ آکر بسا تھا میں نے اس محلے کی اور اس کے اثر سے اس شہر (ٹونک) کی زندگی دیکھی ہے۔ اور پورے احساس جوابدہی کے ساتھ کہتا ہوں کہ کم سے کم میری نظر سے کہیں بھی اسلام سے اتنا قریب تر معاشرہ نہیں گزرا، افراد میں اسلام کی جو چھاپ دیکھی معاشرے میں نہیں دیکھی۔ سادگی حق گوئی حتی کہ رئیس وقت سے صاف صاف بات کہہ دینا، ٹوک دینا صحت عقائد، بدعت سے اجتناب اور رسوم سے گریز لباس میں سادگی اور اسلامیت، علم دین کی طرف زیادہ رجحان، حفظ قرآن کا شوق، حفاظ کی کثرت، علماء کا احترام، طالب علوم دین کی قدر و منزلت اجنبی اور غیر ملکی طلبہ کو اپنی لڑکیاں بیاہ دینا اور اس کو باعث فخر و اجر سمجھنا بڑی حد تک اور بہت سی باتوں میں امیر و غریب میں مساوات، داعی اور رعایا میں کم سے کم فاصلہ عورتوں میں پردے کی پابندی، شادی بیاہ میں رسوم مروجہ کی پابندی سے احتراز، اصراف بے جا کے بغیر تقاریب کا اہتمام کرنا، بیوہ سے نکاح میں عار محسوس نہ کرنا، لڑکے لڑکیوں کی شادی میں عجلت، رشتے میں زیادہ سے زیادہ دین کو فوقیت و اہمیت دینا غرض ان کو دیکھ کر ان کے اسلاف کے متعلق بدگمانی کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔ تقریباً سو سال بعد اور

تیسری نسل میں جو رنگ ہم نے دیکھا اس سے مجاہدین کے افکار و کردار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے

سید کے اخلاص شعار، نیک نیت، سادہ لوح متبعین کے صدہا واقعات ہم نے ثقہ متقی متدین بزرگوں کی زبانی سنے ہیں اور خود ان کے زہد و اتقاء تدین و تحمل شدائد کا نظارہ کیا ہے اور مجاہدین کے جوش جہاد اور بلندی کردار کو چشم تصور سے دیکھا ہے، جہاد کے بلادوں کا انہیں ہر دم انتظار رہتا تھا، تلوار سے بڑی محبت تھی کچھ دن بعد تلوار نکالتے اور صاف کرتے اسے نمایاں جگہ رکھتے کہ وقت پر با آسانی اس پر ہاتھ جا سکے اور یہ شوق کہ کب تلوار اٹھانے کا وقت آئیگا''۔

(مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت اور علوم ص ۲۸۱،۲۸۲)

ہم انہیں شہادتوں پر اکتفاء کرتے ہیں:۔

اگر مزید تفصیل دیکھنے کی ضرورت ہو تو پھر حضرت الاستاذ مولانا منیر احمد اختر صاحب زید مجدہم کی کتاب ''اکابرین دیوبند کیا تھے؟'' ملاحظہ فرمانا چاہئے۔

ہم اب آتے ہیں ''قہر خداوندی'' کی طرف۔۔۔

گزارش یہ ہے کہ فقیر نے ایک کتاب مدت ہوگئی دست و گریباں تالیف کی جس کے چھپنے پر رضا خانیت میں زلزلہ وقہر برپا ہوا بہت زیر وزبر ہوئے مگر جواب ندارد۔

بالآخر اِدھر اُدھر کے رضا خانیوں نے مل کر ایک ظلامی مظلامی کو کھڑا کیا کہ آپ کو پاجامہ مضبوطی سے بندھوا دیتے ہیں کہ آپ میدان میں کھڑے ہو کر جواب دیں۔ مظلامی صاحب سے کیا بننا تھا وہ بجائے جواب دینے کے الٹا اعتراض کرنے لگے۔ اور سہارا لیا ان کتابوں کا جو پتھری، پنج پیری، مماتی

حضرات کی لکھی تھیں۔ اور یہ دجل کیا کہ یہ تمہارے دیوبندی ہیں حالانکہ اُن (مماتیوں) کے امام احمد سعید چتروڑ گڑھی نے خان گڑھ کی تقریر میں صاف اعلان کیا تھا کہ ہم لوگ دیوبندی نہیں ہیں جو دیوبندی کہے وہ حلالی نہیں ہے۔ اور اب ہمیں قد یصدق الکذوب کے تحت اس احمد سعید کے اس جملہ کی صداقت سمجھ آ گئی کہ جو ان کو یعنی مماتیوں کو دیوبندی کہے وہ حلالی نہیں تو سب سے پہلے شخص مظلامی صاحب ہی نکلے جنہوں نے اس بات کو قبول کیا اور انہوں نے مماتیوں کو دیوبندی کہا۔

باقی ہم اور ہمارے اکابر نہ انکو اہل السنہ والجماعۃ دیوبند سمجھتے تھے اور نہ سمجھتے ہیں۔ آپ سمجھتے رہے ہیں اور اب بھی سمجھتے رہیں تا کہ داد وصول فرماتے رہیں۔

﴿دوسری بات﴾

یہ ہے کہ مصباحی درحقیقت مظلامی صاحب کے متعلق یہ بھی اہل علم سے عموماً اور اہل بدعت سے خصوصاً گزارش ہے کہ وہ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو اختر رضا خان ازہری یعنی ازہری میاں کی جماعت ہے جو کہ ویڈیو کے سخت مخالف ہیں۔ اور مظلامی صاحب خود بھی انہی کی اقتداء میں ویڈیو کے بہت مخالف ہیں اور دوسری طرف انکی ویڈیوز نیٹ پر موجود بھی ہیں اور خلاف والی تقاریر بھی نیٹ پر موجود ہیں۔

اور نیٹ پر ازہری میاں صاحب کا وہ جواب بھی موجود ہے کہ جو ایک سائل کے سوال پوچھنے پر دیا

سوال یہ تھا کہ، جو ویڈیو بنواتے ہیں اگر کوئی شخص ان کی تکفیر کر دے تو

کیا شرعاً یہ کہنے والا شخص کافر ہوگا؟

تو جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہرگز کافر نہ ہوگا۔

تو مظلامی میاں آپ کا نام ہم نے مظلامی غلط نہیں صحیح رکھا ہے جب آپ کے اپنے ابا جان کی بات سے آپ کو کافر کہنا درست ہے تو مصباحی آپ کیسے ہوئے آپ تو مظلامی ہوئے۔

﴿تیسری بات﴾

تبلیغی جماعت کے حوالے سے یاد رکھیں ہم اور ہمارے اکابران کی سرپرستی کرتے آئے ہیں۔ اور ہمارا مسلک ومشرب بھی یہی ہے باقی چونکہ نئے نئے آدمی ہوتے ہیں تو ان سے بعض دفعہ کمی کوتاہی ہو جاتی ہے تو ہمارے اکابران کو سمجھاتے رہتے ہیں۔ نہ ہم معصوم ہیں اور نہ ہی اپنے لوگوں کو معصوم سمجھتے ہیں۔ یہ وصف رضاخانیوں نے اپنے بڑوں کیلئے اپنی کتابوں میں مانا ہے کہ ان سے نکتہ برابر خطا ناممکن ہے۔ بہرحال ہمارے بڑوں کی باتیں اصلاحانہ اور تربیتانہ ہیں اور بعض لوگوں کی باتیں ان کے رد میں غلط اور خطا ہیں۔ جو کہ ہمارے اکابرین و بزرگوں میں سے نہیں بلکہ معاصر ہیں۔ ان کی باتوں کو ہم مرجوح، غیر معتبر سمجھتے ہیں۔ بہرحال ہم مزید تبصرہ کرنے کے بجائے فاضل بریلوی کی زندگی پر چند گزارشات عرض کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ان رضاخانیوں کی بنیاد ہی کھوکھلی ہے اور پھر یہ لوگ یہ شعر پڑھتے رہیں:۔

اذا کانا الغراب دلیل قوم

سیهد هم الی طریق ها لکینا

﴿انجام بد کی چند مثالیں﴾

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا انجام اچھا فرمائے۔آج ہم آپ کو چند مثالیں بتانا چاہتے ہیں کہ آدمی کا انجام بد کیسے ہوتا ہے۔یعنی آدمی اچھائی سے برائی کی طرف کیسے جاتا ہے حتی کہ اپنی قیمتی چیز حیات کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔

مثال نمبر(۱)

وہ بھی ایک دور تھا جب نظر کی حفاظت یوں کی گئی کہ۔۔۔

ابھی تقریباً ساڑھے تین برس کی عمر ہے،ایک نیچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں (طوائف) کا گزر ہوا ان پر نظر پڑتے ہی ساڑے تین برس کے امام نے اپنا لمبا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں یہ غیورانہ انداز دیکھ کران عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا:

''واہ میاں صاحبزادے نظر ڈھک لی اور ستر کھول دیا اس پر اعلیٰ حضرت نے برجستہ جواب فرمایا پہلے نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے''۔ (المیزان امام احمد رضا نمبر:ص۲۳۲)

اور بڑھاپے میں پہنچ کر یہ حالت ہوگئی کہ فرماتے ہیں:

''میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی،ماں اسکی ضعیفہ تھی،اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھوڑایا تھا،ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی''۔
(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم:ص۱۳۱۱ اکبر بک سیلرز)

اب دیکھئے کیسے ابتداء میں تھے اور انتہا میں کیا ہو رہا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے اب نظر بھی بہک چکی دل بھی بہک گیا اور ستر کا مزاج بھی بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

مثال نمبر (۲)

فاضل بریلوی کے کئی سوانح نگاروں نے ان کی سوانح میں لکھا ہے کہ بچپن میں استاذ سے پڑھنے آئے تو سلام کیا تو انہوں نے کہا جیتے رہو۔تو فاضل نے انہیں فوراً ٹوکا کہ یہ طرز ٹھیک نہیں سلام کا جواب ہونا چاہئے۔

مگر جب بڑھاپے میں پہنچتے ہیں تو حالت یہ ہے کہ:

''ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت اپنے ایک مرید حاجی خدابخش کے یہاں تشریف لے گئے جب اعلیٰ حضرت ان کے مکان میں تشریف فرما ہوئے تو انکے لڑکے نے مٹھائی لاکر دی کہ گیارھویں شریف کی فاتحہ کر دیجئے حضرت نے اس پر فاتحہ دی اور سر جھکا کر خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد اس لڑکے کی بیوی بھی سامنے سر سے پاؤں تک اپنے کو چھپائے ہوئے آکر کھڑی ہو گئی کہ اعلیٰ حضرت سر اٹھائیں تو میں سلام کروں حضرت نے سر اٹھایا تو اس نے سلام کیا حضرت نے اس کا نام لیکر فرمایا تم یہاں بیاہی ہو''۔ (سیرت اعلیٰ حضرت ص۱۶۴)

اب دیکھئے! جس بات پر بچپن میں خوب استاذ کو ڈانٹا اس میں خود ہی مبتلا ہو گئے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ پردے میں کھڑی خاتون کو نظر سے پہچان لیا۔ حالاں کہ وہ سر سے پاؤں تک پردے میں کھڑی تھی فاضل صاحب کی نظر کی انتہاء دیکھیں۔

مثال نمبر (۳)

اہل بدعت فاضل بریلوی کی شروع کی حالت یوں بیان کرتے ہیں:۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ کاشانہ اقدس پر ایک مولوی صاحب

چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ حضور کو بتاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا وہ زیر بتاتے تھے۔ اور آپ زبر پڑھتے تھے یہ کیفیت حضرت کے جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب نے دیکھ کر حضور کو پاس بلا لیا کلام اللہ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعرابی غلطی ہوگئی تھی"۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج۱ص۱۱۲)

لیکن پختہ عمر میں حالت یہ ہوگئی کہ قرآن پاک کی کئی آیات کو غلط لکھا اور ترجمہ بھی غلط کیا اور منہ سے گالیاں بھی بول دیا کرتے تھے اور قلم بھی گالیوں کی بوچھار کرتا تھا۔

بریلویوں کے معتمد علیہ عالم مولٰنا اجمیری لکھتے ہیں:۔

"دنیا میں جب اعلیٰ درجے کا فحش گو اپنی انتہائی فحش کی نمائش کرتا ہے تو اس کی فحش گوئی کا خاتمہ بھی ایسے جملوں پر ہوتا ہے جن کا صدور آئے دن اعلیٰ حضرت کی ذات سے علماء کرام کی شان میں ہوتا رہتا ہے۔ فرق ہے تو صرف اس قدر کہ اس کی فحش گوئی کیلئے کوئی طائفہ مخصوص نہیں اور اعلیٰ حضرت کی فحش گوئی کا مورد خاص علماء کرام کا ایک طبقہ ہے"۔ (تجلیات انوار المعین: ص۳۶)

مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے فاضل بریلوی سے کہا کہ: لوگ آپ کی کتابیں لیتے ہیں مگر جب دیکھتے ہیں اس میں گالیاں بھری ہیں تو پھر رکھ دیتے ہیں............الخ (فیضان اعلیٰ حضرت)

فاضل بریلوی نے جو غلط آیات لکھی ہیں ان میں سے چند نمونے ملاحظہ فرما لیں:۔

(۱) قال اللہ تعالی۔۔قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی

الامر منکم۔ (لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء:ص ۱۵/۶۱۔ مطبوعہ لائلپور)

حالانکہ آیت کریمہ کے اصل الفاظ میں **یا ایھا الذین آمنوا** ہے جس کی جگہ اپنی طرف سے لفظ ''قل'' لکھ دیا۔ اور ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے

(۲) عن امرنا کا اضافہ:

خان صاحب بریلوی نے ایک آیت مبارکہ کو اس طرح نقل کیا ہے:۔

''آیت نمبر ۱۲ قال جل ذکرہ۔ **لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول عن امرنا فان اللہ ھو الغنی الحمید**''۔ (لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء ص ۲۱۔۲۰ مطبوعہ لائلپور)

آیت کریمہ کے اصل الفاظ میں عن امرنا نہیں ہے۔ قرآن پاک اور کلام خدا پر الزام ہے جھوٹ ہے۔

نوٹ:۔ اس اضافے کو کاتب کی غلطی قرار دے کر بھی جان نہیں چھڑائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ چند سطر کے بعد اس آیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ اور آخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز بے پروا ہے اور ہر حال میں اسی کے لیے حمد ہے۔ احمد رضا خان۔

(لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء:ص ۲۰/۲۱۔ مطبوعہ لائلپور)

آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ رضا خانیوں کی کتاب سے ثابت ہورہا ہے کہ یہ کیسے برے اختتام کی طرف جارہے ہیں۔ شروع میں کچھ تھے تو آخر میں کچھ جانکلے اور انسان کو اس بات سے خوف وخطر ہونا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان کا خاتمہ بالشر ہو۔

مثال نمبر (۴)

زندگی کے اوائل میں بقول رضا خانی حضرات فاضل صاحب نبی پاک ﷺ کی عزت، عظمت و ناموس کی بات کرتے رہے اور خود فاضل بریلوی بقول عزت رسول پاک ﷺ کا چوکیدار ہوں وغیرہا من الاقوال

مگر آخر عمر میں یوں ہوا کہ عرب کے علاقہ سے کسی نے فاضل بریلوی سے پیسے مانگے اور بدھ کے دن ڈاک جاتی تھی، منگل آ گیا اور پیسے نہ تھے اسی خیال میں یہ صاحب حسب معمول بیت الخلاء میں رونق افروز ہیں اور سرکار طیبہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ ہی کی طرف بھیجنے ہیں عطا فرمائے جائیں۔ باہر سے حسنین رضا نے پیغام دیا کہ ڈاکیا آیا ہے باہر نکلے اور پیسے وصول فرمائے۔ (احکام شریعت)

آپ خود اندازہ لگائیں کہاں رام رام کہاں ٹیس ٹیس دعوی بھی سنیں اور عمل بھی سنیں اسکو کہتے ہیں اختتام آدمی کا براہوا اللہ اس سے عالم اسلام کو محفوظ رکھے۔

مثال نمبر (۵)

فاضل موصوف کے بچپن کی حالت کو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیسی تقوی والی حالت ہے حتی کہ ماں کے سامنے بھی اپنی شرمگاہ کو کھول کر نظر کی حفاظت فرماتے ہیں۔

واقعہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے:

جب آپ کمسن تھے تبھی سے آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ غیر محرم خواتین سے پردہ کر لیا کرتے تھے اگر گھر میں کبھی اچانک داخل ہوتے اور وہاں غیر محرم خواتین کو بیٹھا دیکھتے تو فوراً اپنے کرتے سے چہرہ چھپا کر ایک طرف نکل جاتے

یہ طرز عمل دیکھ کر آپ کی والدہ محترمہ نہال ہو جاتیں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتیں۔ (سیرت پاک اعلیٰ حضرت: ص۴۰)

یہ یاد رہے دامن تو چہرے پر آجاتا اور نیچے سے شلوار وغیرہ بھی نہ ہوتی تھی تو ننگے ہوکر ماں کو دکھا کر دعاؤں سے استفادہ کا آپ کا معمول تھا۔

خیر بچپن میں نظروں کی حفاظت اس لئے تھی کہ ستر نہ بہک جائے۔

مگر آخر عمر میں دیکھیں کیسے ستر بہک گیا ہے۔

وہ اس طرح کہ جب ۲۶؍رمضان المبارک کی تاریخ آئی تو امام احمد رضا نے بھی اعتکاف فرمالیا قبل اعتکاف ایک دن کا واقعہ ہے کے عصر کے وقت حضور امام احمد رضا تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے میں مسجد کے اندر کونے میں چلا گیا تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے؟ میں نے کہا: ابھی حضور کے پیچھے پڑھی ہے تو ان صاحب نے تعجب سے کہا کہ حضور تو اب پڑھ رہے ہیں، میں نے بھی سنا تو نہایت تعجب کیا اور یقین نہ ہوا، اس لئے کہ نماز عصر کے بعد کوئی نماز داخل نہیں اور امام احمد رضا نے ہم لوگوں کے سامنے نماز پڑھی اور پڑھائی ہے اور ابھی مغرب کا وقت نہیں، پھر اگر کوئی غلطی ہوگئی ہوتی تو سب کو اعادہ کا حکم فرماتے غرض مجھ کو بڑی حیرت ہوئی انہوں نے پھر کہا: دیکھ لیجئے پڑھ رہے ہیں تب میں نے آگے پڑھ (جو اصل میں بڑھ تھا کاتب کی غلطی سے پڑھ ہوگیا) کر دیکھا تو واقعی نماز پڑھ رہے تھے منتظر کھڑا رہا جب سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی ہے اور پھر پڑھ رہے ہیں نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا کہ قاعدہ آخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ

سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی۔ (المیزان ممبئی امام احمد رضا نمبر: ص۲۳۴ وانوار رضا: ص۲۵۷)

دیکھا آپ نے! کس طرح عمر کے آخر میں فاضل صاحب کا ستر بہک گیا معلوم ہوتا ہے زندگی کا یہ حصہ انتہائی خطرناک ہے۔

مثال نمبر۵ کی ذیل میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ عادت اعلیٰ حضرت کی بچپن سے تھی اور اب دوسری طرف دیکھئے خود فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

''بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے''۔ (فہارس فتاوی رضویہ ص۶۶۳)

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ فاضل بریلوی کو بھی کہا گیا کہ آپ کی کتابوں میں گالیاں بھری ہیں اور اس نے بجائے انکار کے کہا کہ میرے بس میں ان کی گردن کاٹنا ہوتا (جن کو گالیاں دی ہیں) تو وہ بھی کرتا تفصیل کیلئے دیکھئے: فیضان اعلیٰ حضرت ص۲۷۵۔

اور خود بھی یہ فرماتے ہیں کہ۔۔۔

''جنت ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے .... فحش گوئی جفا ہے اور جفا والا دوزخ میں ہے شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں فحش گوئی اور زبان درازی منافقت کے دو شعبے ہیں فحش کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو معیوب اور حیا کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو مزین کر دیتا ہے فحش گوئی کرنے والا منحوس ہے بدزبان و بے حیا کے نسب میں خلل ہوتا ہے''۔ (فہارس فتاویٰ رضویہ: ص۶۶۳)

و بهذالقدر نكتفی

تعارف مصنف

از (مولوی) محمد کمال الدین صاحب انصاری

اللہ رب العزت کی ایک سنت رہی ہے کہ جب بھی باطل نے سر اٹھایا ہے اس کی سرکوبی کے لئے اللہ رب العزت نے میدان میں کسی مرد حق کو بھیجا ہے ۔جب نمرود آیا تو اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھیجا۔ جب فرعون آیا تو حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام کو بھیجا۔اسی طرح آج ایک فتنۂ مصباحی اٹھا ہے۔

اس کی ایک کتاب بنام ’’قہر خداوندی برفرقۂ دیوبندی‘‘ قریب ۹/ ماہ قبل انٹرنیٹ پر دیکھنے کو ملی ۔نام دیکھ کر لگا کہ شاید اس میں کوئی تحقیق پیش کی ہوگی لیکن جب پڑھنا شروع کیا تو پتا چلا کہ مصنف نے اپنے نفس پرستی اور دھوکہ دہی کی ایک عظیم مثال اس کتاب کو بنایا ہے۔ کتاب فراڈ وفریب کی دیوار پر بنی ایک عمارت نکلی ۔جس کا اصل معمار تو کوئی اور ہے۔وہ کون ہے اس کا ذکر ہم کسی اور جگہ کر دیں گے۔ یوں تو کتاب کے نام اوراس کے اندر کے مواد کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو گمراہ کرنے کی ایک سوچی سمجھی سازش کا ایک ناکام نمونہ ہے۔کتاب کی ترتیب میں مصباحی صاحب نے اتنا دجل وفریب سے کام لیا ہے کہ اگر اس کتاب کو حشمت علی قادری کی روح دیکھ لے تو وہ بھی اپنے دجل وفریب کاری کا استاذ مصباحی صاحب کو مان لے۔

کتاب کے اندر کہیں غیر مقلدوں ومماتیوں کی عبارت کو علمائے دیوبند کے سر پر ڈالا ہے۔تو کہیں مفہوم مخالف بیان کیا ہے۔تو کسی جگہ عبارت کا خودساختہ

مفہوم بیان کیا ہے۔ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ اس مصباحی صاحب نے اپنے دجل وفریب کے مجموعہ کو علامہ ومولانا ابوایوب قادری دامت برکاتہم کی مایاناز تصنیف ''دست وگریباں'' کا جواب کا نام دیا ہے۔شاید علامۂ بریلویت کو جواب کا مطلب بھی نہیں معلوم ہے ورنہ وہ ایک الگ دست وگریباں کو جواب کا نام نہ دیتے۔

مصباحی صاحب نے''دست وگریباں'' جو تین جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے اس کے کسی ایک عنوان تک کو ہاتھ لگانے کی بھی جسارت نہ کی۔عنوان تو بہت بڑی بات ہے ایک عبارت پر بھی لب کشائی کی ہمت نہ کی۔لیکن پھر بھی اپنے فراڈ و فریب کے مجموعہ کو''دست وگریباں'' کے جواب کا نام دے دیا۔جواب کسے کہتے ہیں آپ قارئین اس کتاب میں دیکھیں گے ان شاء اللہ العزیز۔

اللہ پاک کا بہت احسان ہے کے اس نے مصباحی فتنہ کے تعاقب کے لئے فاضل نوجواں مناظر اسلام مفتی محمد عمیر قاسمی حفظہ اللہ کو میدان میں لا کھڑا کیا۔ اس سے قبل بھی فاضل نوجوان نے مصباحی فتنہ کی جانب سے ویڈیو کے ذریعہ پھیلائے گئے دجل وفریب کا منہ توڑ جواب دیا جس کا ذکر آگے آئے گا

پھلے آپ حضرات کے سامنے فاضل محترم کا مختصر تعارف پیش کر دیتا ھوں۔

حضرت مفتی صاحب کی ولادت :

حضرت فاضل محترم کی پیدائش ۴ مئی ۱۹۹۱ء کو اتر پردیش کے ایک علمی گھرانہ میں ہوئی۔فاضل محترم کے والد ماجد مفسر قرآن حضرت مولانا غیاث الدین قاسمی صاحب امام وخطیب مرکزی تبلیغی مسجد اندور ہیں اور تقریبا بیس سال

سے مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ میں اپنے علم وعرفان کی بارش برسا رہے ہیں اور مدرسہ کے بانی بھی حضرت مفتی صاحب کے والد بزرگوار ہی ہیں۔ اور ۴۰ سال کے عرصہ دراز سے اہل اندور کے لئے نزول رحمت باری تعالی کا سبب ہیں۔

حصول علم کے لئے مفتی صاحب کے اسفار:

حضرت مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب نے ناظرۂ قرآن پاک ساڑھے پانچ سال اور حفظ قرآن پاک کی تکمیل ۷/سال کی عمر میں اپنے والد محترم کے پاس کیا۔ بعدہ جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات میں عربی چہارم تک کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں جامعہ امام انور شاہ کشمیری میں داخل ہوئے وہاں سے دارالعلوم وقف دیوبند میں علمی پیاس بجھانے پہنچے۔ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں کر کے سند فراغت حاصل کی پھر اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے۔ مجاہد آزادی، مفتی اعظم مدھیہ پردیش حضرت علامہ ومولانا مفتی عبدالرزاق صاحب دامت فیوضہم کی نگرانی میں جامعہ اسلامیہ عربیہ مسجد ترجمہ والی بھوپال کے شعبہ افتاء میں داخل ہوئے۔ اور سالانہ امتحان میں عالی نمبر سے کامیاب ہوئے اور ۱۰/سال پرانا کامیابی کارڈ اپنے نام کیا۔

تربیت:

مفتی صاحب کی پیدائش تو ویسے ہی اہل علم وعمل گھرانے میں ہوئی تھی لیکن والد صاحب نے ابتداء سے ہی مفتی صاحب کی اخلاقی تربیت پر بہت ہی زیادہ توجہ دی تھی۔ اور جب سن بلوغ کو پہونچے تو اپنے پیر مجاہد آزادی حضرت مفتی اعظم مدھیہ پردیش علامہ عبدالرزاق صاحب کے خدمت میں بغرض بیعت کے لئے پہونچے اور علامہ نے اپنے سلسلۂ بیعت میں شامل کیا۔

تدریسی خدمت:

تکمیل افتاء کے بعد والد ماجد کے حکم سے مدرسہ خدیجۃ الکبری اندور میں مدرس ہوئے۔ اورتا حال اسی مدرسہ میں انتظامی اور تدریسی خدمات کوانجام دے رہے ہیں۔ عاجز کو مفتی صاحب کے انداز تدریس کے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ بے حد آسان اور سلیس انداز میں طلبہ کو پڑھاتے ہیں بلکہ یہ کہا جائے کے انداز تدریس بالکل اپنے والد گرامی والا ہے تو بجا ہوگا۔

اللہ پاک نے مفتی صاحب کو فن مناظرہ کا بہت خوب ملکہ عطا کیا ہے۔ غیر مقلدوں اور رضاخانیوں کو بہت سے مناظروں میں اس مرد حق نے شکست سے دوچار کیا ہے۔

رضاخانیوں سے مناظروں کی مختصر روداد

بریلویوں سے پہلا مناظرہ:

۲۴ جنوری ۲۰۱۶ء کوایک مناظرہ شہر اندور سے کچھ فاصلے پر مفتی عمیر قاسمی اور چند بریلوی مولویوں کے بیچ حفظ الایمان کی عبارت پر ہوا تھا۔ جو کہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ آپ حضرات یوٹیوب پر نیو مناظرہ ۲۰۱۶ کے نام سے دیکھ سکتے ہیں۔ مناظرہ ہونے کا سبب یہ ہوا کہ شہر اندور کے چند رضاخانی شریروں نے ماحول کو بگاڑنا شروع کیا اور علمائے حق پر زبان درازی شروع کردی جس سے تنگ آکر شہر اندور کے بعض اہل سنت و جماعت افراد نے جواب دینا شروع کیا کہ جب رضاخانی عوام جوابی کاروائی کی تاب نالاسکے تو عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے مناظرہ کا نام لینا شروع کیا کہ اگر تم دیوبندی حق پر ہو تو مناظرہ کر لو!

رضا خانی اس سوچ میں تھے کے اندور میں جہاں ان کی اکثریت ہے وہاں کون دیوبندی مولوی تیار ہوگا لیکن وہ بھول رہے تھے کہ اللہ پاک کی سنت یہی ہے کہ جہاں اندھیڑ ہوتا ہے وہیں سے اجالا لاتے ہیں اور وہی یہاں ہوا، رضا خانیوں کی اکثریت والی آبادی سے ان کی ظلمت کو مٹانے والا نکالا اور مناظرہ ہوا۔ مناظرہ میں مفتی صاحب مع اپنے چند احباب کے مناظرہ کی جگہ پر پہنچ گئے رضا خانیوں کی جانب سے پہلے سے کوئی مناظر طے نہیں کیا گیا تھا اس لئے جو بھی انکا مولوی آتا وہ مناظر بن جاتا۔ کچھ بات ہوتی پھر دوسرا آتا وہ مناظر بن جاتا یہ سلسلہ چلتا رہا کافی وقت تک رضا خانیوں کی جانب سے کوئی متفقہ متکلم بن کر سامنے نہیں آیا۔

بالآخر مولوی اشفاق رضوی آیا اور سب نے اس کو اپنا متکلم تسلیم کر لیا وہی رضا خانیوں کی جانب سے مناظر بنا پھر باقاعدہ بات شروع ہوئی۔ رضا خانی مناظر نے اعتراض شروع کیا اور مفتی صاحب نے جواب دینا شروع کیا۔ مفتی صاحب کی علمی اور مدلل تقریر سن کر رضا خانی مناظر اتنا بدحواس ہوا کہ ایک موقعہ پر جب مفتی صاحب نے رضا خانی مناظر کو کہا کہ:

”آپ کے احمد رضا خان خود کہتے ہیں“

تو رضا خانی مناظر نے کہا:

”کون احمد رضا؟ میں نہیں جانتا“

اس طرح اپنے ہی اعلیٰ حضرت کا انکار کر بیٹھا۔ جب مناظرہ اپنے عروج پر پہنچا تب تک رضا خانی مناظر کی جہالت آشکارہ ہو چکی تھی۔ اور رضا خانی عوام بھی سمجھ چکی تھی کہ اگر آگے اسی طرح مناظرہ چلا تو سننے والے تمام افراد اہل حق

علمائے دیوبند کی حقانیت کو جان جائیں گے اس لیے یہ کہ کر مناظرہ کو ختم کیا کہ ہم اپنے بڑے علماء کو بلائیں گے تب آگے بات ہوگی۔

دوسرا مناظرہ جو ہو نہ سکا:

۲۴/جنوری ۲۰۱۶ء کی شکست کے بعد اس خفت کو مٹانے کے لئے ۱۹/فروری ۲۰۱۶ء کو ایک رضا خانی نے پھر مناظرہ کا شوشہ چھوڑا جب اہل سنت و جماعت کی جانب سے مفتی محمد عمیر قاسمی کا نام آیا تو رضا خانی یہ کہہ کر بھاگ گئے کہ مفتی محمد عمیر سے وہ مناظرہ نہیں کرے گا کسی اور کو لاؤ تب وہ مناظرہ کرے گا اور اگر مفتی محمد عمیر صاحب مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے کسی بڑے عالم سے کروائیں گے۔

تیسرا مناظرہ اندور کا جو وجود میں نہیں آ پایا:

٦ مارچ کو جب مفتی صاحب کے مدرسہ میں جلسہ تھا تب رضا خانیوں نے جلسہ سے دو دن پہلے اپنے دو گالی باز افراد کو مفتی صاحب کے مدرسہ بھیجا کہ وہ لوگ جلسہ میں مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔مفتی صاحب نے کہا کے جلسہ کا عنوان قرآنی تعلیم ہے اور بیان باہر سے آئے ہوئے علماء کا ہونا ہے، سرکاری اجازت بھی اسی کی ملی ہے اور مہمانوں کو چھوڑ کر ان کی موجودگی میں، میں کس طرح دوسرا کام کرسکتا ہوں آپ کو مجھ سے مناظرہ کرنا ہے تو آپ کسی اور دن کریں۔وہ لوگ نہیں مانے اور اپنے ضد پر رہے۔لیکن ان کی جماعت کے کچھ افرد کی جانب سے یہ بات پیش کی گئی کہ اگر آپ چلتے ہیں تو بعد میں مناظرہ ہو سکے گا اس کو مفتی صاحب نے قبول کرلیا اور ۱۳/مارچ کا وقت دیا۔لیکن ۷/مارچ کو ہی جب مفتی صاحب مہمان چھوڑنے کیلئے بھوپال کی جانب جا رہے تھے خبر ملی کے ۱۳/مارچ

کا مناظرہ رد ہو گیا ہے۔

چوتھا مناظرہ جس میں ایک شرط کی وجہ سے مناظر بدلا گیا لیکن وہ بھی نہیں ہو سکا:

انٹرنیٹ پر ایک رضا خانی نے پڑوسری ملک کے ایک اہل سنت و جماعت عالم مولانا سید محمد ذاکر صاحب کو فیس ٹو فیس مناظرہ کرنے کو کہا جبکہ دعویٰ انٹرنیٹ پر مناظرہ کا تھا۔ عاجز نے اس رضا خانی دعویٰ کو قبول کیا اور جب بات جگہ کے تعین پر آئی تو ایک شرط متفقہ طور پر یہ سامنے آئی کے مناظرہ اس جگہ ہوگا جو دونوں مناظر میں سے کسی کا بھی وطن نہ ہو۔ عاجز نے بھوپال اور اندور کا نام پہلے پیش کر دیا تھا۔ فریق مخالف نے اندور کا تعین کیا۔ فریق مخالف نے اپنے مناظر کے طور پر نام نہاد رضا خانی مناظر مفتی مطیع الرحمٰن کا نام پیش کیا اور عاجز نے اہل سنت و جماعت کی جانب سے مفتی محمد عمیر قاسمی کا کیونکہ انکا وطن اصلی اتر پردیش ہے لیکن یہ بات سامنے آئی کہ مفتی محمد عمیر کا اقامتی شہر تو اندور ہی ہے جس کا فائدہ ایک تو ان کو یہ ہوگا کہ سفر نہیں کرنا ہوگا۔ اور ادھر تحفظ اہل سنت اندور والوں نے مناظرہ کروانے کی ذمہ داری بھی قبول کر لی تھی۔ تب مفتی محمد عمیر صاحب کی جگہ مولانا ابو حنظلہ عبد الاحد قاسمی کا نام پیش کیا گیا۔ اس مناظرہ سے مفتی مطیع الرحمٰن کس طرح فرار ہوا اس کو آپ ''مفتی مطیع الرحمٰن کی داستان فرار'' میں پڑھ سکتے ہیں جس میں دونوں مناظروں کے درمیان ہوئی خط و کتابت موجود ہے۔

اختصار کی وجہ سے ہم ان مناظروں کا ذکر نہیں کر رہے ہیں جو ایک یا دو لوگوں کے بیچ ہوا ہے۔ اگر ان کو شامل کیا جائے تو اب تک آٹھ (۸) مناظرہ مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب نے رضا خانیوں سے کیے ہیں اور چھ (۶) مناظرہ نہیں ہو

سکا جن میں تین (۳) کا ذکر ہم نے کر دیا ہے۔

یہ تو فیس ٹو فیس مناظرہ کی بات تھی اب ہم انٹرنیٹ کے مناظروں کی مختصر روئیداد پیش کرتے ہیں۔

پڑوسری ملک کے رضاخانی سے انٹرنیٹ پر مناظرہ:

دسمبر ۲۰۱۵ء میں تیمور رانا (احمد رضا خاں کے قول سے قرآن پاک میں جس پر لعنت ہوئی ہے اور اسکا حشر مخالفین نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ (احکام شریعت ص ۱۹۰) کیونکہ وہ ہماری تحقیق سے تیمور رانا داڑھی منڈا ہے) کی کمپنی کے ایک نام نہاد مولوی سے واٹس ایپ پر مناظرہ بعنوان علم غیب ہوا رضاخانی مناظر مناظرہ میں علم غیب پر اپنا متفقہ دعوی پیش نہ کر سکا۔ اور کبھی علم غیب کلی کہتا تو کبھی بعض علم غیب، اور کہتا مخلوق کے اعتبار سے کل ہے، خالق کے سامنے بعض۔ جب کہا جاتا کہ یہ تفریق احمد رضا سے دیکھا دو تو چپ ہو جاتا کیونکہ اس نے پہلے ہی ایک شرط رکھی تھی کہ عبارت میرے لئے وہ ہی حجت ہوگی جو اعلیٰ حضرت، ان کے صاحبزادوں، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا امجد علی اعظمی کی ہو جن سے ہمارا تخصص ہے۔ دو دن تک وہ نہ تو متفقہ دعوی پیش کر سکا نہ ہی اپنی پیش کی ہوئی تفریق۔ دو دن بعد اس کی لاچاری دیکھتے ہوئے اس کو شکست خوردہ بتا کر چھوڑ دیا گیا۔

ایک اور پڑوسری ملک والے سے مناظرہ:

شروع جنوری ۲۰۱۶ء میں ایک رضاخانی جہالت کی پوٹلی مولوی سے احمد رضا خاں کے کفر و ایمان پر مناظرہ شروع ہوا۔ چار (۴) دن تک وہ مناظر جواب

دعوی دینے سے بھاگتا رہا اور کہتا رہا تفردات پر مناظرہ نہیں ہوتا جب بھی اس سے یہ پوچھا جاتا کے یہ اصول کہاں لکھا ہے کہ تفردات پر مناظرہ نہیں ہوتا یہ بتادو کے جو تفردات پر مناظرہ کرے یا کرنے کیلئے تیار ہو جائے اس پر کیا حکم ہے؟

(اصل مسئلہ یہ ہے کے رضا خانی اہل سنت و جماعت کے دعوی جو کہ یہ ہے کہ ''احمد رضا خاں اپنی اور اپنے ہم مسلک علماء کی عبارت وفتاویٰ جات اور عقائد کی روشنی میں مسلمان نہیں ہے۔اب چونکہ رضا خانیوں کو بھی یقین کامل ہے کہ اس دعوی پر وہ احمد رضا خاں کو نہیں بچا سکتے ہیں تو یہ بہانا کرتے ہیں کہ یہ تفردات میں سے ہے۔اس پر مناظرہ نہیں ہوسکتا۔لیکن تاریخ گواہ ہے کہ احمد رضا خاں کے کفر وایمان پر کئی مناظرے ہو چکے ہیں جن میں سے ایک جھریا کا مناظرہ جو تقریباً ۴۰ رسال قبل سلطان المناظرین حضرت علامہ ومولانا سید طاہر حسین گیاوی دامت برکاتہم اور مولوی ارشد القادری کے بیچ ہوا تھا۔اور ایک اٹارسی کا مناظرہ جو ۲۰۰۸ء میں حضرت مولانا نور محمد مظفر نگری حفظہ اللہ تعالی اور مفتی مطیع الرحمٰن کے بیچ ہوا تھا۔اور ایک مناظرہ جو بقول مولوی مشتاق نظامی نہ ہوسکا اس کے متعلق نظامی صاب لکھتے ہیں''مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ تبارک وتعالی کو گالیاں دی ہیں وغیرہ وغیرہ اگر سند یافتہ جاہل کھانڈیا اسٹریٹ بمبئی کے جلسے میں ایسا کہے تو کچھ زیادہ مقام تعجب نہیں مگر بھیونڈی کی نشست جو تاریخ مناظرہ تھی اس میں مولوی ارشاد احمد جیسے دیوبندی کلے مبلغ وسفیر کا یہ کہنا یقیناً مقام حیرت ہے چنانچہ غنی رحیم اللہ دیوبندی کی بلڈنگ میں میں نے مولوی ارشاد احمد صاحب سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو جو کہہ رہے ہیں وہی لکھ کر مجھے دے دیجئے اور حفظ الایمان کی کفری عبارت پر مناظرہ سے پہلے

اسی موضوع پر ہمارا اور آپ کا مناظرہ ہو جائے (دیوبند کا نیا دین ص۳۴)''اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کے مولوی مشتاق نظامی احمد رضا خاں کے کفر پر بات کرنے کو تیار تھا۔ کیونکہ اللہ رب العزت کو گالی دینا کفر سے بھی بدتر عمل ہے۔ان مناظروں سے پتا چلتا ہے کہ اس موضوع پر مناظرہ ہوا بھی ہے اور کیا بھی جا سکتا ہے جو انکار کرتا ہے وہ اپنی لاچاری کو چھپاتا ہے) چار(۴) دن میں بھی اس مولوی سے کوئی جواب نا بنا اور یہی کہتے ہوئے مناظرہ سے بھاگ گیا۔

ایک اور رضاخانی سے مناظرہ جو کہ قطر میں رہتا ہے:

مئی ۲۰۱۶ء میں ایک مناظرہ ایسے ہندی سے ہوا جو قطر میں رہتا تھا۔اس مناظرہ کا عنوان شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان و کفر تھا۔ بریلوی مناظر کے دعوی پر ہی اس کی ایسی پکڑ کی گئی کے وہ بھاگتا نظر آیا۔سب سے پہلے تو اس سے حکم کا مطالبہ کیا گایا کہ حکم بتادو اس شخص کا جو ان عبارات کو حضرت شہیدؒ کا مانتا ہو پھر بھی حضرت شہیدؒ کی تکفیر نہیں کرتا ہو۔بس یہ سوال کرنا تھا کہ رضاخانی مناظر کی حالت خراب ہونے لگی اس کا مطالبہ تھا کے پہلے جواب دعوی پیش کرو!

جبکہ مفتی صاحب بار بار اسکو کہتے رہے کہ پہلے اپنا دعوی تو مکمل کرو!

لیکن وہ حکم بتانے کو تیار ہی نہیں ہوتا۔(اصل وجہ یہ ہے کہ رضاخانیوں کے امام احمد رضا خاں نے اپنی کتاب تمہیدِ ایمان میں حضرت شہیدؒ کے متعلق لکھا ہے بدلائلِ قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے و **هو الجواب و به یفتی و علیه الفتوی وهو المذهب و علیه الاعتماد**

و فیہ السلامة و فیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت ہے۔
(تمہید الایمان: ص ۴۸)

اب اگر وہ حکم لگاتا ہے تو پھر بات وہیں جاتی ہے یعنی احمد رضا خاں کے ایمان پر اور اگر حکم نہیں لگاتا تو مناظرہ کیسے ہوگا؟ بالآخر وہ رضا خانی مفتی صاحب کو بلاک کر کے اپنی جان بچا سکا۔

مغفرت ذنب پر ایک مناظرہ:

اگست ۲۰۱۶ء میں ایک مناظرہ بعنوان ''مغفرت ذنب'' پر ممبئی کے ایک رضا خانی سے ہوا۔ رضا خانی کی جانب سے اعتراض یہ تھا کہ جن لوگوں نے پارہ ۲۶/سورہ فتح آیت ۲/ کے ترجمہ میں ذنب کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی ہے۔ وہ تمام کے تمام ترجمہ کرنے والے آقا ﷺ کے معصوم ہونے کے منکر ہیں، نبی رحمت ﷺ کی توہین کرنے والے اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ دلیل کے طور پر النجوم الشہابیہ ص ۴۴ سے ۵۳ تک پیش کی۔ جواباً مفتی صاحب نے ۱۰/متفقہ علماء ۱۰/رضا خانی علماء بشمول احمد رضا خاں و نقی علی خاں سے اس جیسا ترجمہ پیش کر کے جس میں ذنب کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف ہے حکم لگانے کو کہا۔ وہ رضا خانی دو دن یہ کہہ کر غائب رہا کہ وقت نہیں ملتا دو دن بعد جب آیا تو کہتا ہے کہ اعلی حضرت کے ترجمہ میں ایسا کہیں نہیں ملتا کہ انہوں نے گناہ کی نسبت آقا مدنی ﷺ کی طرف کی ہو مفتی صاحب نے پہلے مغفرت ذنب نامی کتاب کے صفحہ ۶/ سے دکھایا کہ پہلے احمد رضا خاں بھی یہی ترجمہ کرتا تھا۔ تو رضا خانی نے اپنے مولوی ابوالخیر زبیر حیدر آبادی کا انکار کیا۔ پھر مفتی صاحب

نے ''فیصلہ مغفرت ذنب'' نامی کتاب پیش کیا جس میں ۲۰۰ر سے زیادہ رضاخانی مولوی کی تائید موجود ہے۔ اب رضاخانی کے لئے انکار ممکن نہ تھا اس لئے وہ بھی بلاک کر کے بھاگ گیا۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب کی اس ویڈیو کا بھی ذکر کرتا چلوں جو اس مصباحی صاحب کے اعتراض کے جواب میں ۱۲ر گھنٹہ سے زائد کی ہے۔ ہوا کچھ اس طرح سے تھا کہ علامہ و مولانا ابوایوب قادری دامت فیوضہم کی ایک ویڈیو نیٹ پر بہت زمانہ سے تھی جس کا بار پڑوسری ملک کے رضاخانی نہیں اٹھا پا رہے تھے۔ ان پڑوسری ملک کے رضاخانیوں نے اس سے بچنے کے لئے ایک سازش رچی ہندوستان کے رضاخانی مولوی کو اس ویڈیو کا جواب دینے اور مناظرہ کے ڈھونگ کرنے کو تیار کیا۔ اور مولوی مصباحی نے وہی کیا اور سوچا کہ دو ملک کی بات ہے وہ بھی ایسے دو ملک جن کی آپس میں نہیں بنتی۔ تو چلو اس بار کو اتار دو لیکن اس کے امید کے خلاف اسکو جواب ملا جو مجاہد اہل سنت و جماعت مفتی مجاہد صاحب حفظہ اللہ نے بحکم علامہ ابوایوب قادری دامت برکاتہم دیا۔ اور کچھ اعتراض بھی کیا۔ اس کا جواب مصباحی صاحب نے دیا جسکا منہ توڑ جواب پھر سے مجاہد اہل سنت و جماعت نے دیا اب مصباحی صاحب کو انتظام کرنا تھا مناظرہ کا لیکن وہ انتظام کی جگہ پھر سے ۳ر گھنٹے سے زائد کی ویڈیو بنا بیٹھے۔

میری تحقیق کے مطابق مصباحی صاحب کے بس کا مناظرہ کرنا نہیں ہے اور وہ ویڈیو کے دلائل بھی اپنے کرم فرماں پڑوسی ملک سے حاصل کرتے تھے۔ حالاں کہ حضرت مجاہد اہل سنت و جماعت نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ اب سیدھا مناظرہ ہوگا وہ ویڈیو کا جواب نہیں دیں گے۔

اب ان کو یہ ڈر تھا کہ کہیں میری رہی سہی عزت بھی نیلام نہ ہو جائے اور مفتی مجاہد صاحب اس کو جواب دے کر لاجواب نہ کر دیں اس لئے اپنے کرم فرماؤں سے مجاہد اہل سنت و جماعت کو ٹھیکانے لگانے کی گزارش کر بیٹھے ''مرتا کیا نہ کرتا'' کہ مثل ان کرم فرماؤں نے حضرت مجاہد اہل سنت و جماعت کے خلاف کیس کروا دیا۔ اور مجاہد اہل سنت و جماعت کو سلاخوں کے پیچھے جانا پڑا۔ ادھر مصباحی صاحب نے اس موقع کو غنیمت جانا اور عوام کو یہ تأثر پیش کیا کہ ان کے اعتراض کا جواب اہل سنت و جماعت کے پاس نہیں ورنہ وہ ضرور جواب دیتے۔

اللہ رب العزت جزاء خیر عطاء کرے مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب کو کے انہوں نے مصباحی صاحب کے اس پروپیگنڈا کو ناکام کر دیا اور مصباحی صاحب کو نا صرف ان کے اعتراض کا جواب دیا بلکہ مصباحی صاحب کو لاجواب کر دیا۔ اکتوبر ۲۰۱۶ء میں جواب ملا ہے اور فروری ۲۰۱۷ء ہو گیا لیکن جواب تو کیا بلکہ کوئی حرکت بھی ان کی جانب سے نہیں ہوئی ہے۔

چونکہ مفتی محمد عمیر صاحب کے جواب میں پہلا جواب اسی مغفرت ذنب پر ہے، سو اس کو یہاں ذکر کر دیا۔ ۱۲ر گھنٹے سے زائد کی ویڈیو کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں ہے۔ صرف اس مغفرت ذنب پر ۷۵ر سے زیادہ حوالے ہیں اسی طرح باقی اعتراضات پر بھی دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ یہ تمام ویڈیوز (جواب اور جواب الجواب) یوٹیوب پر موجود ہیں۔

انشاء اللہ پوری ویڈیو آپ حضرات کے سامنے عنقریب ہی کتابی شکل میں بھی پیش کی جائے گی۔

اختصار کی وجہ سے ہم بہت سے اہم اہم موضوع پر ہوئے مناظروں کا ذکر نہیں کر سکے۔ عاجز کی موجودگی میں ہی نیٹ پر بہت سارے مناظرے ہوئے

ہیں۔اور کئی ایسے بھی ہیں جن میں عاجز مصروفیات کی بناہ پر شامل نہ ہوسکا۔

پہلی تصنیف:

حضرت مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب کی پہلی تصنیف زمانۂ طالب علمی کی ہے جس کا نام ”گلدستۂ قرآن پاک“ ہے۔

اور دوسری کتاب:

”فضل خداوندی بر اہل سنت دیوبندی بجواب قہر خداوندی بر فرقۂ دیوبندی“ ہے جس میں مفتی محمد عمیر قاسمی صاحب نے بدنام زمانہ مفتی مصباحی کے مکر وفریب سے عوام کو اس طرح واشگاف کروایا ہے کہ قیامت تک مصباحی صاحب مفتی محمد عمیر صاحب کو بھولنے کی غلطی نہیں کریں گیں ۔اور اللہ رب العزت کی ذات سے امید ہے کہ یہ کتاب فتنۂ مصباحیہ کی تابوت میں وہ کیل ہوگی جو اس فتنہ کو باہر آنے نہیں دے گی ۔ساتھ ساتھ پوری رضاخانیت پر اس کتاب کے اورق زلزلہ در زلزلہ ثابت ہوں گے ،اہل بدعت پر توحید کا خنجر بن کریں گے اور اہل سنت وجماعت کے لئے براءۃ الابرار ہوں گے۔ان شاءاللہ

اب تک آپ نے جو بھی پڑھا ہے یہ اس علم وفضل کے ہلالی دور کی چند جھلکیاں ہیں جب یہ بدر بنے گا تو کیا عالم ہوگا۔

آخیر میں بس اتنا کہہ کر بات ختم کرتا ہوں کہ تمام امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ فتنۂ رضاخانیت کو سمجھے اور اللہ رب العزت سے دعاء کرے کہ اللہ پاک اس فتنہ کے سائے سے بھی ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

العباد محمد کمال الدین انصاری پورنوی

۱۲/ جمادی الاول ۱۴۳۸ھ

۱۰/ فروری ۲۰۱۷ء بروز جمعہ

حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

قارئین کرام!

جو الزام تراشی اس رضاخانی (اختر رضا مصباحی) نے ہم (اہل سنت علمائے دیوبند) پر کی ہے اور اس کے ذریعہ عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے اس سے پردہ اٹھاتے چلتے ہیں تاکہ یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہو جائے کہ رضاخانیوں نے اپنے اعلیٰ حضرت کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ان کے مقلد ہونے کا مکمل ٹھوس ثبوت دیا ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ تحریف وتخریب میں ہم اعلیٰ حضرت سے بھی دو قدم آگے ہیں۔

رضاخانی نے عنوان دیا ''علماء دیوبند کے اصول و استدلال'' جبکہ حق بات یہ ہے کہ یہ استدلال علمائے دیوبند کے نہیں، اور اس پر مزید یہ طرہ کہ متکلم اسلام، وکیل احناف، استاذ الاساتذہ، جامع المعقول والمنقول، حضرت سیدی ومرشدی، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ ورعاہ، بارک اللہ فی عمر نے جوبات مناظر اسلام، قاطع شرک و بدعت، فاتح رضا خانیت، محقق العصر، خطیب اللسان، فصیح اللسان، استاذ محترم، مرشد مکرم، حضرت مولانا ابوایوب قادری دامت برکاتہم وفیوضہم کی کتاب ''دست وگریباں'' میں لکھی تھی اس کو مصباحی صاحب نے بڑی چالاکی سے علماء دیوبند کی جانب منسوب کر دیا تاکہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور سانپ بھی مر جائے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت متکلم اسلام نے اور حضرت قادری صاحب نے کوئی بھی بات اپنی نہیں کہی۔

حقیقت یہ ہے کہ چیزوں کے کرتا دھرتا خود رضاخانی علماء ہیں ہم نے تو بس اتنا کیا کہ اس کو منظر عام پر لا کھڑا کیا تاکہ رضاخانیت کی حقیقت واشگاف ہو سکے۔

آپ کو اس حقیقت سے وہ ضرب لگی بلکہ آپ ہی کی تعبیر میں وہ ضرب کاری کی کہ آپ نے اپنی گندگیاں اپنے استدلالات اپنے اصول ہم پر ہی تھوپ دیے اگر آپ کو اتنا ہی درد ہے تو آپ ان اصول و استدلال کو

''اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں''

لیکن یہ ڈھونگ کیوں رچ رہے ہیں کہ یہ ہمارے استدلالات ہیں۔ بلکہ آپ تو علماء اہل سنت علماء دیوبند کو بدنام کرر ہے ہیں اور یہی آپ کا مقصد ہے الٹا الزام ہم کو دیتے ہیں کہ ہم آپ کو بدنام کرر ہے

شرم تم کو مگر آتی نہیں

اس کے بعد آپ ''سنی تبصرہ'' کے عنوان سے کہتے ہیں کہ ہم سیاسی اور فروعی اختلاف کو بھی مذموم بنا کر پیش کرتے ہیں جیسے حقہ کا مسئلہ، چمگادڑ کا مسئلہ وغیرہ اور آگے آپ کی زبان درازی یہاں تک پہونچ گئی کہ آپ کہتے ہیں کہ اس میں ہماری اپنی غرض ہے اپنا مقصد ہے نفسانی خواہشات ہے العیاذ باللہ، استغفر اللہ۔

﴿اصلی سنی کا تبصرہ﴾

مصباحی صاحب !اس میں آخر ہماری کیا غرض ہے؟ ہمارا کیا مقصد؟ کونسی عدم تحقیق ؟ کونسی نفسانی خواہشات؟ تاریخ شاہد ہے ہمارے اکابرین کبھی ایسی گھٹیا چیزوں کو منہ نہیں لگاتے یہ کام آپ نے کیا ہے اسکی ابتداء آپ سے اور اکابرین رضا خانیت سے ہوئی ہے ایسے فروعی مسائل کو بنیاد بنا کر گستاخ کہنا یہ آپ کا شیوہ ہے ہمارا نہیں، ایسی چیزوں پر طعنہ کسنا یہ آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ ہم نے تو بس جواب دیا ہے، اگر آپ کو ہمارے جواب سے اتنی ہی تکلیف ہے تو پھر آپ کے اکابرین اور آپ نے جو فروعی مسائل پیش کئے ہیں ان سے رجوع کریں کیوں کہ ابتداء آپ نے کی ہے ختم بھی آپ فرما دیں جب آپ کے علماء

پیش کرتے ہیں تو اس پر انعام القاب کی بارش ہوتی ہے سبحان اللہ وماشاء اللہ کے نعرہ بلند کئے جاتے ہیں علماء اہل سنت کو بدنام کیا جاتا ہے تب آپ کے سر پر جوں تک نہیں رینگتی تب تو آپ کا ہاضمہ بھی صحیح ہوتا ہے لیکن جیسے ہی ہم نے جواباً ان چیزوں کو پیش کیا بس پھر بلی تھیلے سے باہر آجاتی ہے اور رونا رویا جاتا ہے کہ فروعی چیزوں کو پیش کرتے ہیں وغیرہم۔ لہٰذا ماضل قوم بعد ہدیٰ کانوا علیہ الا اوتوا لجدل کے حقیقی اور صحیح مصداق آپ ہی ہیں یہ اصول واستدلال یہ فروعی اختلاف سب کو جامہ پہنانے والے خود آپ اور آپ کے گھر کے احباب ہیں آپ تو صاحب البیت ادری بما فیہ کے بھی مصداق بننے کے قابل نہیں ہم نے تو بس جوابی کاروائی کی ہے اگر یہ جرم ہے تو سب سے بڑے مجرم آپ اور آپ کے اکابرین ہیں، ماتم آپ کو خود پر کرنا چاہئے ہم پر نہیں۔

(۱) ہمارے یہاں چھوٹا سا نقطۂ اختلاف ہو تو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے۔

اس پر آپ کہتے ہیں کہ دیوبندی چھوٹے سے اختلاف کو پہاڑ بنا کر پیش کر دیتے ہیں بلکہ اس عمل میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

(۲) آج ہمارے علماء ومصلحین ومبلغین .... کیسے روا ہو سکتا ہے کہ جس سے کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اچھالیں، ٹانگ کھینچنے میں لگ جائیں، اور استہزاء وتمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں۔۔۔۔۔ باطنی گناہ ہمارے جیسے علماء کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں...... الخ۔

اس پر آپ کہتے ہیں کہ دیوبندی علماء کے کلام میں، تحریر میں، اسوۂ انبیاء کا رنگ نہ رہا۔ دیوبندی کے نزدیک مصلح مبلغ کا کمال یہ ہے کہ مخالف پر طرح طرح

کا الزام لگا کر اس کو رسوا کریں۔ استہزاء تمسخر پر مشتمل فقرے چست کرنا علماء دیوبند کی زبان دانی اورارد وادب ہے۔

علماء دیوبند سے کسی کو اختلاف ہوجائے تو اس کی پگڑیاں اچھالیں ٹانگ کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں۔

علمائے دیوبند ایسی باتوں کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں اور لوگوں سے اس کے متوقع رہتے ہیں کہ ہماری خدمت کو سراہیں اور قبول کریں۔

﴿آپ اس پر اصلی سنی حنفی کا تبصرہ بھی ملاحظہ کریں﴾

حضرت مفتی اعظم کی کتاب میں کہیں بھی کوئی بھی خصوصیت نہیں بلکہ عمومیت ہے کہیں علماء دیوبند کو خاص نہیں فرمایا بلکہ ایک عام بات کہی اور یہ چیز کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کتاب کا نام ''وحدت امت'' ہے تو کیا آپ کسی اورامت سے ہیں کیا آپ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا......الخ میں داخل نہیں؟ کیا آپ اور پوری رضا خانیت ولتکن منکم امۃ یدعون......الخ میں داخل نہیں؟ کیا آپ اورآپ کی جماعت وجادلھم بالتی ہی احسن کی تعلیم الٰہی میں داخل نہیں؟ آپ بتائیں! کتاب ''وحدت امت'' کے کس صفحہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ استہزاء و تمسخر پر مشتمل فقرے چست کرنا علماء دیوبند کی زبان دانی اور اردو ادب ہے۔

یہ جو ہر جگہ علماء دیوبند کا خودساختہ اضافہ کر کے اندر اندر مسرور ہو رہے ہیں اورعوام الناس کو مغالطہ دے رہے ہیں اس کتاب میں کہاں لکھا ہے۔

کیا آپ کے اکابر علماء میں داخل نہیں، کیا آپ کے یہاں مصلحین

ومبلغین نہیں؟ کیا استہزاء وتمسخر سے آپ اور آپ کی جماعت رضا خانیت صاف وشفاف ہے؟ کیا پگڑیاں آپ کے یہاں نہیں اچھالی جاتیں؟ کیا آپ خود اور آپ کی جماعت گالیاں دیکر زبان درازی اور غیبت کر کے جھوٹ بول کر داد نہیں چاہتی؟ کیا آپ کے ملّا علماء اہل سنت پر سب وشتم کر کے واہ واہی نہیں بٹورتے؟ کیا آپ کے یہاں اختلافات کو بڑھاوا نہیں دیا جاتا؟

﴿آئیں ذرا اس اصلی سنی حنفی کا تبصرہ بھی سن لیں﴾

آپ کے ہاشمی میاں مولانا اختر رضا ازہری تاج الشریعہ کو کہتے ہیں ہم کو یہ قبول نہیں بلکہ حد تو یہ ہے کہ یزید کی طرح کہتے ہیں۔ پھر میں آپ کے تبصرہ پر عمل کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ علماء رضا خانیت تو رائی کو پہاڑ تو دور بلکہ اختلاف کو ہمالیہ پہاڑ بنا دیتے ہیں حتی کہ یزید پلید تک پہونچا دیتے ہیں اس سے تو پتہ چلا کہ استہزاء وتمسخر پر مشتمل فقرے آپ کے علماء سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے، یزید بنا دینا اس سے بڑا استہزاء وتمسخر کیا ہوگا، اس سے زیادہ کیا کوئی پگڑی اچھالے گا، اس سے زیادہ کیا کوئی ٹانگ گھسیٹے گا۔

آپ سے زیادہ اختلافات کو بڑھاوا دینے والا کون ہوگا جو بات ہی بات میں کفر کا فتویٰ لگا دیتا ہو اور اس فقرہ سے بڑھ کر اور کیا فقرہ ہوگا جو ہاشمی میاں نے اپنی زبان سے ادا کیا کہ مخدوم اشرف کے یہاں ہر قسم کے بھوت جلائے جاتے ہیں اس لئے آج ایک بھوت میں بھی جلائے دیتا ہوں یہ ہے آپکی زبان دانی اور اردو ادب!

آپ کے ایک عالم مولانا قمر الزماں اعظمی کہتے ہیں کہ آج ہم وہ قرآن نہیں

پڑھ رہے ہیں جو اللہ کے رسول نے اپنی امت کو پڑھایا تھا قرآن سر بلندی کا حکم دے رہا ہے اور ہم ذلت کی بدترین پستیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور مزید اس پر یہ کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ جاہل قوم مسلمان ہے اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ جاہل طبقہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔

کہئے! آپ کے چودہ طبق روشن ہوئے کہ نہیں؟ آپ تو سب سے جاہل قوم میں سے ہیں، آپ کو تو قرآن سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہیں آتا آپ تو ذلت کی بدترین پستیوں میں ہیں یہ ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ چند مثالیں ہیں ورنہ اس پر مستقل ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ رضاخانی جاہل ہوتے ہیں۔

رضاخانیوں کو سنت نبوی کے مطابق قرآن پڑھنا نہیں آتا۔

رضاخانی ذلت کی بدترین پستیوں میں ہیں۔

رضاخانیوں کے یہاں کسی کی عزت اتارنی ہو تو اس کو بھوت جلانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

رضاخانیوں کے یہاں اختلافات ہو توں ہمالیہ پہاڑ بنا دیتے ہیں۔

رضاخانیوں کے یہاں اختلافات ہوں تو یزید پلید کی مثال دی جاتی ہے۔

رضاخانیوں کے یہاں معمولی سی بات پر کفر کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

اور ہاں مجھے پتا ہے کہ رضاخانی دھاندلی کریں گے وہ کہہ دینگے کہ یہ غیر معتبر ہے اگر آپ یہ کہتے ہیں تو اس سے تقویت ہمیں ملے گی پھر آپ نے ایک اور جگہ عجیب دھوکا دیا ایک تقریظ میں لکھی بات کو اختلاف بنا کر پیش کر دیا اور اس پر آپ کی دیدہ دلیری یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے دیوبندی علماء کو اختلاف کا چسکا

پڑا ہوا ہے احکام کو مختلف فیہ بنانے کا چسکا لیکن اس کو نقل کرنے سے پہلے آپ اپنے گریباں میں جھانک لیتے جھانکنے کی دعوت دینے سے پہلے خود کا تجزیہ فرمالیتے جس کتاب میں یہ تقریظ وتصدیق موجود ہے اور جس میں آپ نے فریب کاری سے کام لیا ہے اور جس کے متعلق چسکا چسکا رٹ لگا رہے ہیں اس میں آپ کے گھر میں کیا کیا پھل پکے ہیں چلیئے ہم آپ کے روبرو اس کو بھی پیش کردیتے ہیں۔

آپ کے اختر رضا ازہری ''میاں ابلیس کا رقص'' نامی کتاب میں فرماتے ہیں:

کیا فوٹو کھینچنا کھنچوانا، دیکھنا اور قوم کی مسلم بچیوں کے حسن ظن سے محفوظ ہونا اور میوزک سے لذت حاصل کرنا جیسے کارہائے حرام کو جائز قرار دینا، کیا ارتکاب کفر اور ترغیب کفر نہیں ،کیا ایسے فتوے سیکس کلچر کو بڑھاوا دینے کا ذریعہ نہ بنیں گیں؟ علماء کرام فرماتے ہیں یقیناً بنیں گیں پھر بھی مسلک اہل سنت کے کچھ ذمہ دار حضرات مسلک میں مضطر کی لگائی ہوئی آگ میں دانستہ کود پڑے اور ان کی پیروی میں ان کے مریدین معتقدین اور متعلقین کی ایک بڑی تعداد بھی آنکھیں بند کئے ان کی راہ پر چل پڑی۔

اور آگے چلیئے دیکھتے ہیں صفحہ نمبر ۲۴. پر جو یہ کہا جاتا ہے کہ دینی پروگرام ٹی وی ویڈیو جائز ہے یہ محض شیطان کا ایک دھوکہ ہے آگے حضور مفتی اعظم ہند کا ارشاد لکھا ہے ''دین کو تماشہ بنانا جائز نہیں''۔

آگے صفحہ نمبر ۲۵. پر انہیں مفتی اعظم کا فرمان موجود ہے کہ اگر فوٹو کھینچوانا ناگزیر ہو تو کھنچوالے لیکن گناہ سمجھ کر اور توبہ بھی کرلے آخر میں لکھتے ہیں شرع کی

حرام کردہ چیزوں کو جائز قرار دینا ممکن نہیں۔

﴿اصلی سنی حنفی کا تبصرہ﴾

(۱) خلاصہ یہ نکلا کہ فوٹو کھینچنا اور کھینچوانا یہ ارتکاب کفر اور ترغیب کفر ہے اور سیکس کلچر کو بڑھاوا دینے کا ذریعہ ہے۔

(۲) جو لوگ ٹی وی پروگرام کی ویڈیو جائز قرار دیتے ہیں یہ شیطانی حیلہ سے کام لیتے ہیں۔

(۳) جو ٹی وی پروگرام کو جائز کہیں وہ دین کا تماشہ بناتے ہیں۔

(۴) جو فوٹو کھینچتے کھینچواتے ہیں یہ گنہگار ہیں انہیں توبہ کرنا چاہئے۔

اب دیکھئے کون کون اس شیطانی کام میں پھنسا ہے اور کون کون دین کا تماشہ بنا ہے اور کون گنہگار رہوتا ہے۔

آپ نے ایک بات یہ کہی کہ مولانا سرفراز خان صفدر نے شمس الدین صاحب کے بارے میں اقرار کیا ہے کہ شوق اعتراض اور جذبۂ تردید میں آکر محترم نے اسے کیا سے کیا بنا ڈالا......الخ۔

﴿اصلی سنی حنفی کا تبصرہ﴾

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے یہ ٹھان لیا ہے کہ علماء اہل سنت علماء دیوبند کو بدنام کرنے کی سازش جو رچی ہے اس کو انجام تک پہو چا کے چھوڑونگا اس کیلئے مجھے اگر خدانخواستہ نومسلم لوگوں کا سہارا لینا پڑا تو وہ بھی کر گزرونگا ساری حدیں توڑ دونگا ایسا طوفان مچاوؤں گا کہ شیطان بھی مجھے شاباشی دے۔

گذارش یہ ہے کہ یہ مولانا شمس الدین اشاعۃ التوحید کے آدمی تھے اور

اشاعۃ التوحید والوں کو ہمارے کھاتے میں نہ ڈالیں، آپ کو نصیحت ہے کہ یہ کام اور دھندا شروع نہ فرمائیں ورنہ یہاں ہم لائن لگا سکتے ہیں۔

پھر آپ نے ایک چال اور چلی اور انتہائی مکاری سے کام لیا مکاری عیاری اور کذب بیانی کا وہ بازار گرم کیا کہ شاید آپ کے بانی بھی اس سے قاصر ہوں آپ نے المعارف رسالہ کا حوالہ دیا جو کہ بریلوی رضاخانیوں کا رسالہ ہے انانیت کی چادر تان کر آپ اس میں ایسے گھسے کہ آپ کو اپنے اور پرائے میں تمیز تک نہ رہی یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے اور بھلا آپ ہمارے یہاں کب سے معتبر ہونے لگے آپ جیسے کاذب اور خادع کیلئے ہی قرآن کریم نے **لعنة الله علی الکاذبین** فرمایا ہے۔

جھوٹ سے پیدا ہوا ہے تو جھوٹ کا پالا ہے تو
اس لئے اے بدعقیدے! اس قدر کالا ہے تو

آپ کی بربادی کا نمونہ تو آپ نے ملاحظہ ہی فرمالیا ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں سنیوں کو بدنام کرنا علماء دیوبند کا مقصد ہے اور دلیل اس پر یہ دی ہے آپ نے کہ دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقۃ اختلاف نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے مخالفت میں صرف ایک دوسرے کو بدنام کرنا مقصود ہوتا ہے۔

آپ ذرا دیکھیں تو آپ ایسی بات اور استدلال پیش کرتے ہیں ایسا کہ جس کا نہ بال ہے نہ پیر بس ہوائی فائرنگ اور کیوں نہ ہو آپ نے کمر بند اسی لئے باندھا ہے۔

آپ کو اتنی بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ تو آپ کے ہی متعلق کہا جارہا ہے، مخالفت تو آپ ہی لوگ کرتے ہیں اور شروع سے کرتے چلے آرہے ہیں اور بدنام بھی آپ ہی لوگ کرتے ہیں تازہ مثال آپ ہیں کہ اندھا دھن مخالفت پہ

اتر آئے ہیں اور اس کے چکر میں حق و باطل کی تمیز سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

کیوں کہ اختلاف تو رحمت ہوتا ہے تو بریلوی حضرات رحمت آج تک بنے ہی نہیں بلکہ زحمت ہی زحمت ہیں صرف ضد انانیت کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں۔

خطبات امین صفحہ نمبر (۵۰۴) پر حضرت فرماتے ہیں کہ صرف الزامات ہی الزامات ہیں آج تک کسی عام دیوبندی نے بھی ان عقیدوں کا التزام نہیں کیا کہ واقعۃً ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ دیوبندی بریلوی اختلاف نہیں بلکہ مخالفت ہے اختلاف میں دلیل پر نظر ہوتی ہے جبکہ مخالفت میں پروپیگنڈہ پر نظر ہوتی ہے کہ اس سے آدمی کو بدنام کیسے کرنا ہے۔

لیجئے صاحب اب تو کوئی مغالطہ ہی باقی نہیں رہا آپ جو ہم پر تھوپنا چاہ رہے تھے وہ الٹا آپ پر ہی عود کر کے آیا بدنام خود کر و الزام ہمیں دو۔

میری چپ رہنے کی عادت، جس کارن بدنام ہوئی۔

اب وہ حکایت عام ہوئی، سن تا جا شرماتا جا۔

آپ کے حوالہ جات کے جواب سے پہلے بہتر یہ ہے کہ آپ نے توڑ موڑ کر جو الزام کی بے بنیاد کوششیں کی ہیں آپ کو آپ کے گھر سے بھی وابستگی کرادینی چاہیئے تاکہ آپ کے علماء نے اپنوں پر جو رونا رویا ہے اس سے بھی تو عوام باخبر ہو جائیں۔

علماء بریلوی اظہار حق کے نام پر فتنہ پروری کا مظاہرہ کرتے ہیں

علامہ عون محمد سعیدی مصطفوی لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم اظہار حق کے نام پر فتنہ پروری اور غلبۂ دین کے نام پر شر انگیزی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ہم معمار نہیں تخریب کار بن چکے ہیں لوگوں کے چاک رفو کے بجائے ادھیڑ کر رکھ دیتے ہیں......الفتوں کے بجائے کدورتوں کوفروغ دیتے ہیں۔

قارئین کرام!

یہ اصلی سنی اس پر کیا تبصرہ کرے یہ بریلوی علامہ صاحب نے کیا نہیں کہا فتنہ پرور،شرانگیز،تحریب کار،نفرت،دشمنی کوفروغ دینے والا۔

﴿بریلوی علماء دعوت دین کو چھوڑنے والے ہیں﴾

یہی علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے دعوت دین کے اس خوب صورت طریقے کو ترک کر کے انتہائی غلط روش اختیار کر لی ہے ہمارے مذہبی ٹھیکیداروں کے رویّے صاف بتاتے ہیں کہ وہ اصلاح کے نام پر اندر کا بغض نکالتے ہیں۔

﴿بریلوی علماء ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالتے ہیں﴾

یہی علامہ لکھتے ہیں کہ جب ہم ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھال رہے ہوتے ہیں تو اس وقت اپنی اجتماعیت کے بخیے ادھیڑ رہے ہوتے ہیں۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں رضا خانی صاحب یقیناً چیخ چیخ کر روئیں گیں لیکن کیا کریں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

﴿بریلوی علماء گندگی اور کوڑے کی ڈھیر ہیں﴾

یہی علامہ ایک بزرگ کے حوالہ سے رقم فرماہیں کہ ہمارے زمانہ کے اہل علم

اپنی شکل وصورت ،لباس فاخرہ اور پر کشش سواریوں کی سجاوٹ اور خوبصورتی میں لگے رہتے ہیں آگے بہت کچھ لکھا..........................

بخل وکنجوسی کرنا، اترانا، اکڑنا، دھوکا دہی، ریاکاری شہرت ، چاپلوسی، خود پسندی، تکبر کرنا، تنگ دل ہونا، بداخلاق ہونا وغیرہ۔ (دعوت دین کے جدید تقاضے)

﴿تبصرۂ اصلی سنی حنفی﴾

اس تحریر سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

بریلوی علماء بخیل ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء فخریہ لباس زیب تن کرتے ہیں۔

بریلوی علماء پرکشش سواریوں کی سجاوٹ میں لگے رہتے ہیں۔

بریلوی علماء کنجوس ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء اتراتے ہیں۔

بریلوی علماء متکبر ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء ریاکار ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء تنگ دل ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء دھوکہ دہی کا دھندا کرتے ہیں۔

بریلوی علماء چاپلوسی کرتے ہیں۔

بریلوی علماء بداخلاق ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء شہرت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء بے رحم ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء اوچھے وکم ظرف ہوتے ہیں۔

بریلوی علماء مال ملنے پر خوش اور مال جانے پر غمگین ہوتے ہیں۔
بریلوی علماء متصنع و بناوٹی ہوتے ہیں۔
بریلوی علماء اپنی بات ٹھکرانے پر غصہ ہوتے ہیں۔
بریلوی علماء فضول گفتگو کرنے والے اور مخفی خواہشات کا شکار ہوتے ہیں۔

لیجئے صاحب! عقل وہوش سب ٹھکانے پر آگئے ہوں گے آپ ہمیں خواہشات پر عمل کرنے والا اور نہ جانے کیا کیا چیخ کر برہم ہو رہے تھے لیکن یہاں تو..................

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

﴿اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والے خود ہی اعلیٰ حضرت کے مخالف ہیں﴾

آپ کے ایک مؤلف ذیشان مصباحی لکھتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والے خود ہی اعلیٰ حضرت کے بہت سے نظریات کے عملاً مخالف ہیں کیا اس سے بھی قابل افسوس بات کچھ ہوسکتی ہے؟ کہ اسی جگہ مسلک اعلیٰ حضرت کا پرزور نعرہ بھی لگتا ہے اور وہیں چادر پوشی میں غلو، ڈھول، تاشہ اور عورتوں کی حاضری جیسی بدعتوں میں قصداً اعلیٰ حضرت کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

قارئین کرام!

اندازہ لگائیں جس دھرم کے لوگ خود اپنے بانی مبانی کو بھی کہیں کا نہ چھوڑیں اور اس کی بھی مخالفت پر اتر آئیں تو پھر اس قوم کا کون بھلا کرسکتا ہے بس مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتے رہیے اور خود کو نقلی سنی بتاتے رہئے۔

علماء بریلوی کا آپسی اختلاف بھی جہالت اور گمراہی ہے

یہی مولانا لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند کے بارے میں بہت سے ایسے لوگ مل جائیں گے جو یہ خیال رکھتے ہیں کہ کسی بھی مسئلہ میں ان سے معمولی انحراف بھی جہالت اور گمراہی ہے...... حتّٰی کہ سب وشتم سے بھی گریز نہ کیا۔

تبصرۂ اصلی سنی حنفی

قارئین کرام!

جس مسلک میں معمولی سی بات پر گالیاں لعن طعن جاہل وگمراہ تک کہا جائے اس مسلک کا کیا بھروسہ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ بریلوی جب اپنوں کو گالی دینے سے باز نہیں آتے تو علماء حق علماء دیوبند کو گالی دینے سے کیسے باز آئیں گے۔

بریلوی بہت جلد نماز میں بھی اعلیٰ حضرت کا نام لیں گے

ایک مفتی صاحب تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے تنگ آکر یہاں تک کہہ دیا کہ تم لوگ جلد ہی نماز میں اعلیٰ حضرت کا نام لینے کی فرمائش کروگے۔

قارئین کرام! اب میں اس پر کیا تبصرہ کروں آپ خود ہی زحمت فرمالیں۔

علماء بریلوی حرص وطمع کے رسیا ہیں

یہی مولانا رقم طراز ہیں کہ سوئے اتفاق کہ بعد کی نسلوں کو ان مزاریوں نے حرص وطمع کا رسیا بنادیا پھر ایسے مقرر...... کہ شور مچاسکیں، ناٹک کریں، لطیفے چھوڑیں اور عوام کا دل جیتیں تاکہ لفافہ دبیز ہوسکے۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

قارئین کرام!

فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ جو علماء حق کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں، مجالس ومحافل ومساجد میں طعنہ بازی، بازاروزبان، جھوٹ وفریب وغیرہ کرتے ہیں یہ سب اسلئے تاکہ جیب بھرسکیں تاکہ واہ واہی مل سکے لوگوں کے دلوں کو جیت سکیں۔العیاذ باللہ۔۔۔۔۔

یہ چند مثالیں ہم نے جواب الزامی کے طور پر پیش کی ہیں ورنہ مستقل کتاب تیار ہوجائے اب ہم دیکھتے ہیں آپ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

ع چھیڑو نہ مجھ کو میرے منہ میں زباں ہے اب

اب آتے ہیں حوالہ نمبرایک کی طرف آپ فرماتے ہیں مولانا امین صفدر اکاڑوی نے تجلیات صفدر میں لکھا ہے کہ فتح المبین میں ایک سو چار علماء کرام کی تصدیق ہے، علماء حرمین نے احناف کی کتاب الفتح المبین کی تصدیق فرمائی ہے، پھر آپ کا نکالا ہوا نتیجہ یہ ہے کہ اسی کتاب میں ہے کہ ''وہابی شیطانی امت ہے'' پھر حدیث نقل کی ہے آپ نے'' **ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان** '' پھر آپ فرماتے ہیں کہ پتہ چلا کہ شیطانی گروہ وہابیہ ہیں اور دیوبندیوں کا اقرار ہے کہ ہم وہابی ہیں۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

قارئین کرام!

جب سو جھوٹے مرے ہونگے تب جا کر رضاخانی صاحب کا وجود ہوا ہوگا ایسی دجالیت ایسی کذابیت تو شاید دجال بھی نہ دکھا پائے گا اور جب وہ آئے گا

تو آپ کے اطوار دیکھ کر بلا ساختہ اسکی زبان سے نکلے گا آپ ہمارے امیر ہیں ہم آپ کے زیر نگیں ہیں، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانے میں تو اغیار بھی آپ کے سامنے سر جھکائے صف بستہ ہوں گے یہ مژدۂ جانفشاں آپ ہی کو مبارک ہو **لعنة الله علی الکاذبین۔**

آپ کذب بیانی کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آج کے دور میں اس آیت کا صحیح بلکہ اصح مصداق میں (مصباحی) خود ہوں۔

ع سچ کہاں لکھے گا میرے دور کا تاریخ داں
جب وہ اپنا پیٹ بھرتا ہے کہانی بیچ کر

قارئین کرام!

یہ جس کتاب سے ہمیں وہابی گروہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، شیطانی گروہ بتانا چاہتے ہیں اور بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں ''دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب'' جبکہ یہ دیوبندیوں کی ہی نہیں بلکہ بریلویوں کی بھی مصدقہ کتاب ہے، جی ہاں اس پر ان کے حضور اعلیٰ حضرت کی تقریظ بھی موجود ہے ملاحظہ ہو کتاب فتح المبین (مکتبہ نوریہ رضویہ) صفحہ ۵۲۴ تا صفحہ ۵۲۸ آخر میں دستخط بھی ہے احمد رضا خاں ولد مولوی نقی علی خاں ۱۲۸۹ھ ۔

ثابت ہوا کہ یہ ان کی بھی مصدقہ کتاب ہے اور اس پر ان کی بانی مبانی کی تقریظ بھی موجود ہے اسی لئے میں کہتا ہوں۔

ع چھپائے کہیں چھپتے ہیں داغ چہروں کے
نظر ہے آئینہ بردار آؤ سچ بولیں

آپ آیئے ہم یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس کتاب فتح المبین میں کن کو وہابی کہا

گیا ہے یہ کتاب غیر مقلدوں کے خلاف لکھی گئی ہےاوراس میں صاف طریقہ پر
ان کو وہابی ثابت کیا گیا ہے ملاحظہ ہوصفحہ نمبر۴۳۳.جس میں صاف لکھا ہے کہ
وہابی غیر مقلد ہیں لیکن ان عقل کے ماروں کواتنی شرم نہیں آتی کہ اپنی ہی مصدقہ
کتاب کی بات ہم پرتھوپ دیتے ہیں۔

قارئین کرام!

اب آپ دیکھیں کہ ہم اسی کتاب سے انہیں کے طریقۂ استدلال کو مدنظر
رکھتے ہوئے کیسے ان کے اعلیٰ حضرت کو وہانی بناتے ہیں اورصرف وہابی ہی نہیں
بلکہ وہابیوں کا گُرُو پھرآپ دیکھیں گیں کہ جوجال انہوں نے دوسروں کیلئے بچھایا
اسمیں یہ خود کیسے پھنس گئے اور۔۔۔

ع لوآپ !اپنے دام میں صیاد آ گیا

کے حقیقی مصداق بن گئے۔

فتاویٰ فیض الرسول جلد:ا میں لکھا ہے:''وہابی نام ہے گستاخ رسول کا''۔

انہیں کی کتاب تجلیات انوارالمعین میں لکھا ہے اعلیٰ حضرت پر کابل کے
مفتیان کرام نے وہابیت وغیر مقلد کا الزام لگایا۔

آگے صفحہ ۴۲. پرلکھتے ہیں اعلیٰ حضرت نے ایک دنیا کو وہابی کرڈالا ایسا
بدنصیب وہ کون ہے جس پرآپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو......خلقت کہتی ہے کہ وہ
اعلیٰ حضرت جواپنے کووہابی کش ظاہرفرماتے ہیں بالآخرخود وہابی ثابت ہوئے۔

آگے صفحہ۴۴. پرلکھتے ہیں خلقت کہتی ہے کہ اعلیٰ حضرت صرف وہابی نہیں
ان کے سرتاج ہیں۔

قارئین کرام!

یہ ہمیں شیطانی گروہ ثابت کرنے نکلے تھے ہمیں وہابی کہہ رہے تھے لیکن یہاں تو معاملہ الٹا ہوگیا آپ کے اعلیٰ حضرت تو وہابیوں کے ''گرُو گھنٹال'' نکلے شیطانی گروہ کے سردار نکلے بلکہ آپ ہی کی کتاب سے تو آپ کے اعلیٰ حضرت ''گستاخ رسول'' ہوئے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

دراصل معاملہ یوں ہے کہ یہ گستاخ رسول ہیں یہ وہابی ہیں لیکن اپنے اس عیب کو چھپانے کے لئے یہ دوسروں پر واویلہ کرتے ہیں تاکہ ان کا عیب چھپ جائے اور دوسروں کا عیب ظاہر ہوجائے دراصل ''چور مچائے شور'' کے حقیقی مصداق یہی ہیں۔

اب آیئے ہمارے علماء نے جو خود کو وہابی کہا ہے اس کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں۔

دراصل وہابی کی دو قسمیں ہے اور یہ بات انہیں کی کتاب میں مذکور ہے۔

غلام نصیرالدین سیالوی نے لکھا ہے کہ وہابی دو قسم کے ہیں مسلمان وہابی، منافق وہابی ہمارے اکابرین جنہوں نے بھی وہابی خود کو کہا یہ سب پہلی قسم کے ہیں یعنی مسلمان وہابی ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ دراصل رضاخانی بریلوی بدعتی مارے جلن، تکبر، بغض کے ہمارے اکابر کی تنقیص کرتے تھے کرتے ہیں اور اسی میں ان کو سکون ملتا ہے اور جتنا یہ تنقیص کرتے ہیں اتنا ہی انکی شان دوبالا ہوجاتی ہے،

رضا خانی بدعتیوں کی آگ جب اس سے بھی ٹھنڈی نہ ہوئی تو انہوں نے ہمارے بزرگوں کو وہابی کہنا شروع کر دیا۔

قارئین کرام!

ذرا سوچیں وہ شخصیتیں جو متبع سنت ہوں جو نبی کے عشق میں مست ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص اور آپ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہ کرتی ہوں جو زندگی کے ہر قدم کو سنت کے طریقہ پر چلاتے ہوں جو ''ادخلوا فی السلم کافة'' کے حقیقی مصداق ہوں ان کو اگر کوئی متکبر حاسد بغض و کینہ کی وجہ سے گالیاں دے، وہابی کہے تو اس سے ان پر کیا آنچ آئیگی۔

اسی لئے ہمارے اکابرین نے خود کو وہابی کہا وہ بھی ان بدعتی رضا خانیوں پر طنز کرتے ہوئے یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابرین کی کتابوں میں صاف لکھا ملے گا کہ ہندوستان میں وہابی سنت کی پیروی کرنے والے کو کہتے ہیں کیوں کہ وہ متبع سنت تھے پھر بھی ان پر یہ الزام لگایا تو انہوں نے طنزاًیہ کہا اجی اگر تمہاری نظر میں ایک سنت کا پیرو اور ایک عاشق رسول وہابی ہے تو ہم سے بڑا وہابی کوئی نہیں تفصیل کے لئے دیکھئے ملوظات ملفوظ ۵۵ ،اشرف الجواب وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ بریلوی رضا خانیوں کے یہاں وہابی وہ ہے جو ان کے اعلیٰ حضرت کو مجدد نہ مانے ان کی بزرگی کا قائل نہ ہو پھر وہ چاہے کتنا ہی بڑا سنی کیوں نہ ہو وہ وہابی ہے۔

اس معنی کر اگر یہ لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں تو ہمارے اکابرین نے کہا کہ ہمارے سر آنکھوں پر پھر تو ہم سب سے بڑے وہابی ہیں۔

مولوی حسن علی رضوی نے تو معاملہ ہی صاف کر دیا کہ جس طرح علماء اہل سنت کو علماء نجد کے ساتھ اختلاف ہے اسی طرح علماء دیوبند کو بھی علماء نجد و محمد بن عبدالوہاب سے شدید اختلاف و نفرت ہے۔

(رضائے مصطفیٰ۔ص:۲/۳۔ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۷ھ)

﴿دھوکہ نمبر (۲) کا جواب﴾

آپ اسمیں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ علماء دیوبند بے ادب ہیں یہاں بھی آپ نے وہی دجالیت دکھائی ہے اور دجال اعظم ہونے کا ثبوت دیا ہے آپ کہتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے کہ وہابی کا معنی ہے ''بے ادب باایمان'' مولانا یہاں آپ کو زیادہ زور کی بھوک لگی تھی جو اس سے پہلے والا جملہ کھا گئے۔

قارئین کرام!

ملفوظات کی اصل عبارت یہ ہے کہ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری سے کسی نے بدعتی اور وہابی کے معنی پوچھے تو عجیب تفسیر کی فرمایا کہ بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان اور آگے لکھتے ہیں کہ آج کل کے بدعتی اکثر شریر ہوتے ہیں پہلے لوگوں میں یہ بات نہ تھی ...... آج کل بکثرت فاسق فاجر ہیں جن کو دین سے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا اور اس وقت یہی حالت غیر مقلدوں کی بھی ہے۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں یہ جملہ بدعتی اور وہابی غیر مقلدوں کیلئے بولا گیا اور اس رضا خانی نے اس کو اٹھا کر اکابرین دیوبند پر تھوپ دیا تعصب ضد عناد کی حد ہوگئی

ہے اگر ہم ایسے جملے آپ کے اکابرین پر چسپاں کرنے لگ جائیں گے تو آپ آئینے کو بھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائیں گیں کچھ شرم کرو یہ بھی تو سوچو کہ ایک دن اللہ کے سامنے بھی جانا ہے کیوں اپنا نامۂ اعمال کذب بیانی سے بھر رہے ہو۔

قارئین کرام!

اوپر ہم یہ بات ثابت کرآئے ہیں ہمارے اکابرین علماء حق علماء اہل سنت ہیں عاشق رسول ہیں متبع سنت ہیں اوران پر یہ وہابی کی بہتان بازی الزام تراشی کا بھی رد کرآئے ہیں۔

اس پر ہم اتنا ہی کہیں گیں یہی چیزیں ہم آپ پرفٹ کردیتے ہیں کیوں کہ وہابی آپ بھی تو ہیں آپ کے اعلیٰ حضرت بھی ہیں پھر ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ علماء بریلوی بھی مقصود تک راہ نہیں پاسکتے وہابیوں بریلویوں کی صورت بھی کبھی مسخ ہوجاتی ہیں وہابی بریلوی حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتے ہیں اور یہ سب وہابیوں اور بریلویوں کی گستاخی اور بے ادبی کے ثمرات ہیں اور کیوں نہ ہوں آپ کے جلال الدین مجددی تو کہتے ہیں کہ وہابی گستاخ رسول ہوتا ہے۔

لیجئے صاحب! ہم نے بھی وہی بات کہدی جو آپ نے کہی اب جو جواب آپ اس کا عنایت فرمائیں وہی ہم بھی دیدیں گے۔

رہی بات خرد ماغی کی تو مصباحی صاحب یہ آپکی خرد ماغی ہے آپ پر بھوت سوار ہے آپ کیا بک رہے ہیں کچھ خبر نہیں آپ اپنی خرد ماغی کا علاج فرمائیں۔

صاف ستھری بات کو آپ تضاد بیانی بتارہے ہیں حضرت تھانویؒ نے مطلق محرومی کی بات کی آپ نے اس میں عموم نکال کر خصوص پیدا کردیا کیوں کہ اگر

خصوص نہ کرتے تو آپ کی دجالیت ثابت نہ ہوتی اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں بہت ساری ہیں۔

کیا جو ماں باپ کا نافرمان ہو وہ نعمت سے محروم نہ ہوگا؟

کیا جو استاذ کا نافرمان ہو وہ نعمت سے محروم نہ ہوگا؟

کیا جو صوم صلوٰۃ کا پابند نہ ہو وہ نعمت سے محروم نہ ہوگا؟

کیا جو کفر و فسق میں مبتلاء ہے وہ نعمت سے محروم نہ ہوگا؟

کیا جو انبیاء اولیاء کی تنقیص کرے وہ نعمت سے محروم نہ ہوگا؟

یہ جملہ عموم کا تقاضہ کرتا ہے لیکن افسوس کہ اپنی گھناؤنی حرکت پر عمل کرتے ہوئے آپ نے اس کی عمومیت کو ختم کر کے اسمیں تضاد بیانی ثابت کردیا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اس عبارت کو بے غبار ثابت کریں۔

قارئین قاعدہ ہے ''اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال '' آپ کی جو دلیل ہے یہ آپکی اپنی فطرت کی پہنائی ہوئی ہے کیوں کہ اسمیں عموم ہے اور احتمالات ہیں تو آپ کا استدلال تو باطل ہو جاتا ہے پھر بھی ہم غبار ثابت کر دیتے ہیں۔

ایک شخص نماز نہیں پڑھتا لیکن وہ باایمان ہے گرچہ نعمت سے محروم ہے۔

ایک شخص چوری کرتا ہے زنا کرتا ہے پھر بھی وہ باایمان ہے گرچہ نعمت سے محروم ہے۔

ایک شخص فسق و فجور میں مبتلاء ہے پھر بھی وہ باایمان ہے گرچہ نعمت سے محروم ہے۔

کیوں کہ وہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے، زنا کر رہا ہے، چوری کر رہا ہے، فسق فجور میں مبتلا ہے اور اس گناہ کی وجہ سے وہ نعمت سے محروم ہوسکتا ہے اللہ اس پر رزق

کی تنگی کردیگا وہ بے حیائی فحاشی اور منکرات میں مشغول ہو جائے گا لیکن باایمان رہے گا۔

قارئین کرام!

آپ ملاحظہ فرمائیں یہ اتنی صاف بات ہے پھر بھی اپنی طرف سے اسمیں تضاد بنا کر اپنا مطلب گھسا کر پیش کرنا یہ رضاخانیوں کا گورکھ دھندا ہے یہ رضاخانیوں کی خرد ماغی ہے۔

لیکن اگر یہ ایسا نہ کریں تو پھر ان کے رضاخانی ہونے کا بھی کیا فائدہ آخری بات اسی سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ یہ وہابی کے معنی بے ادب با ایمان یہ تعبیر حضرت مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ کی ہے اور انہیں کا ارشاد ہے لیکن موصوف مصباحی صاحب جس طرح عقل سے کورے ہیں اسی طرح علم سے بھی کورے ہیں حضرت مولانا فیض الحسن صاحب یہ آپ کے بھی علماء میں سے ہیں یعنی یہ کہ مسلّم بین الفریقین ہیں۔

چنانچہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فارقی تذکرہ علماء اہل سنت والجماعت لاہور میں لکھتے ہیں خاک ہند نے شاید ہی کوئی اتنا بڑا امام الادب پیدا کیا ہو۔

قارئین کرام!

واقعہ بھی یہی ہے کہ وہابی کے معنی بے ادب باایمان یہ ادبی بات ہے حضرت مولانا فیض الحسنؒ نے اپنے مخصوص لہجہ میں ادب کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا وہابی کے معنی بے ادب باایمان مصباحی صاحب اب آپ سے میں نہایت ہی ادب کے ساتھ یہ شعر جس کو آپ پیش فرما چکے ہیں آپ کیلئے پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات ان کی

اب وہ ساری تاویلات فاسدہ جو آپ نے ہمارے اکابرین علماء حق اہل سنت پر کی تھیں وہ سب آپ کی جانب عود کر آئیں جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں لکھ آئے ہیں۔

﴿حوالہ نمبر (۳) کا جواب﴾

حضرت شاہ اسماعیل شہید کی کتاب تقویۃ الایمان سے آپ نے ایک جملہ نقل فرمایا کہ امام الوہابیہ (جبکہ امام الوہابیہ اعلیٰ حضرت ہیں) کے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی کو بھی حاضر وناظر ماننا شرک ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ دیوبندیوں کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر ماننا شرک ہے اور شیطان مردود کو حاضر وناظر ماننا شرک نہیں اور حوالہ ''براۃ الابرار'' کا دیا اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ ۶۱۶ ر علماء کافر ومشرک ٹھہرے۔

عرض یہ ہے کہ کون شیطان لعین کو حاضر وناظر مانتا ہے اور کس نے لکھا ہے؟ کہاں لکھا ہے؟

ممکن ہے آپ کو میرے سوال چبھیں لیکن میں حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں رہی بات براۃ الابرار کی تو فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ یہ بات الزاماً فرمارہے ہیں اور یہ فرمانا چاہتے ہیں تمہیں یہ باتیں نصوص سے مل گئیں مگر اس پر قیاس کیوں؟

حضرت سہارنپوریؒ نے بطور استہزاء وتمسخر کے تمہاری درگت بنائی ہے جیسے قرآن پاک میں '' انک انت الاعز الاکرم '' ہے مگر رضا خانی علماء بھی

جاہل ہوتے ہیں جیسا کہ ہم پیچھے عرض کر آئے ہیں وہ اس کو حقیقت سمجھ بیٹھے جہاں حقیقت سمجھنا چاہئے وہاں تو نہیں سمجھتے تب تو فہم وادراک بازاروں میں محرم کے شربت میں چکر لگاتی ہے اور جہاں حقیقت کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا وہاں فہم وادراک کا پوٹلہ لیکر زبان درازی کیلئے چلے آتے ہیں۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق

دوسری بات یہ ہے کہ شیطان لعین کا ہر جگہ حاضر وناظر رہنا آپ کے مسلک کا طرۂ امتیاز ہے تو فتویٰ تو آپ پر لگنا چاہئے نہ کہ ہم پر اگر حضرت نے لکھا ہے تو یہ تو تم پر طنز فرمایا ہے تمہاری خبر لی ہے کہ ایک جگہ قیاس کرتے ہو اور ایک جگہ نصوص قطعیہ کا سہارا لیتے ہو۔

تیسری بات آپ کے ہی مسلک کی کتاب میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ عقیدہ وہ ہے جو محل عقائد میں لکھا جاتا ہے ابحاث ومشاجرات میں جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ قابل اعتماد واعتقاد نہیں ہوتا مباحث کلام مناظرہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ۴۱۲)

تو عرض یہ ہے کہ براہین قاطعہ بھی مناظرہ اور بحث ومباحثہ میں لکھی گئی ہے لہٰذا آپ کو آپ کے آنجہانی رضاخانی مجدد کی بات پر عمل کرنا چاہئے اور اس پر اعتراض ہی نہیں کرنا چاہئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ برأۃ الابرار پر جن علماء کی تصدیقات وتائیدات موجود ہیں ان میں رضاخانی علماء بھی تو ہیں تو اگر ہم کو آپ کافر بنانے کے درپے ہیں تو آپ خود بھی تو مشرک ٹھہرے۔

تین بریلوی علماء کی تقریظات وتصدیقات وتائیدات برأۃ الابرار پر موجود

ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) بریلوی شمس العلماء مولانا معین الدین اجمیری اور یہ ان کے معتبر اور بہت بلند پایہ عالم ہیں۔

(۲) شیخ الجامعۃ العباسیہ مولانا غلام محمد گھوٹوی انہیں بریلوی اپنے اکابر میں تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) مولانا فخر الدین جعفری یہ بھی بریلوی عالم ہیں۔

اب آپ کو چاہئے کہ ان کے جو معتقدین ہیں ان کے جو تلامذہ ہیں جو عوام ان کے زیر سایہ ہیں سبھی کو کافر و مشرک ٹھہرائیں تاکہ سب پر آپ کی مہربانی کا صدقہ ہو۔

پانچوی بات یہ ہے کہ آپ کے بانی مولوی احمد رضا خان فتاویٰ افریقہ میں لکھتے ہیں کہ جن (جنات) غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنا عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر ہے۔ یہی بات کفریہ کلمات کے سوال و جواب میں لکھی ہے۔

یہی فاضل بریلوی تمہید الایمان میں لکھتے ہیں عمر آپ تو غیب داں نہیں مگر جن (جنات) علم غیب رکھتے ہیں اسے غیب کا علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے یہ بھی کفر ہے۔

معلوم ہوا کہ جو جن (جنات) کے غیب دانی کا قائل ہو۔

وہ عقلاً احمق (بیوقوف) ہے۔

اور شرعاً حرام کا ارتکاب کرنے والا ہے۔

اور اس کا یہ عقیدہ کفریہ ہے۔

اب دیکھئے آپ جیسے مریضوں کے حکیم مولوی احمد یارخان نعیمی تفسیر نورالعرفان میں لکھتے ہیں کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا ہے کہ اس نے آئندہ کے متعلق جوخبر دی آج ایسا ہی دیکھا جارہا ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کے یہ حکیم البریلویہ اوران کے معتقدین منسلکین حتی کہ آپ بھی عقلاً احمق ثابت ہوئے شرعاً حرام کا ارتکاب کرنے والے اورسب سے اہم بات آپ اورآپ کے حکیم اورانکے منسلکین سب کے سب کافر ٹھہرے اور کفریہ عقیدہ رکھنے والے ہوئے۔

ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں نگے

﴿دھوکہ نمبر(۴) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ حجۃ اللہ فی الارض وکیل احناف حضرت امین صفدر اکاڑویؒ کے دعویٰ سے دیوبندی اکابرین جانوروں سے بھی بدتر ٹھہرے اورآپ فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک قبر کا اطلاق صرف زمینی گڑھے پر ہی ہوتا ہے اگرکوئی قبر سے عالم برزخ مراد لے تو وہ قرآن کا منکر احادیث متواترہ کا منکر اجماع کا منکر جانوروں سے بدتر ہے۔

قارئین کرام!

دراصل نقل کرنے کے لئے عقل چاہئے اورفہم وادراک کیلئے دماغ چاہئے عقل تو آپ بریلی کے بازارمیں بیچ آئے ہیں دراصل نقل نویسی کرتے ہیں نقل النقل نہیں کرتے بلکہ عقل کے پیچھے الجھتے پھرتے ہیں تو آپ کو بات کیسے سمجھ آئیگی۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ یہ دفع دخل مقدر ہے،لگتا ہے مصباحی صاحب نے

شرح جامی دل لگا کرنہیں پڑھی اصل معاملہ یہ ہے کہ اسی کتاب تسکین الاذکیاء میں وضاحت موجود ہیکہ ایک ہے قبر اور ایک ہے عالم قبر جس طرح ایک ہے بستر خواب ایک ہے عالم خواب جو عرش تک ہے یہ دونوں لفظ یعنی قبر اور عالم قبر علماء ایک دوسرے کی جگہ استعمال کر دیتے ہیں لیکن ہر زمانے میں استعمال میں فرق پڑ جاتا ہے جس طرح جوں جوں گمراہ لوگ انکار کرتے ہیں تو علماء کو احتیاط کرنا پڑتا ہے، اس سے پہلے اجمال ہی چلتا رہتا ہے جیسے معراج ہے پہلے علماء معراج بغیر جسمانی کے بولا کرتے تھے لیکن جیسے ہی جسمانی کے منکرین آئے تو اب معراج کے ساتھ جسمانی کا لفظ بڑھانا پڑتا ہے۔

اسی طرح حضرت حکیم الامت حضرت کاندھلویؒ کے زمانہ میں علم قبر کا انکار کرنے والے تو تھے لیکن اس گڑھے کا انکار کرنے والا کوئی نہ تھا اسلئے عالم قبر پر قبر کا لفظ استعمال فرمایا۔ (بلفظہ دیکھئے تسکین الاذکیاء صفحہ: ۱۱۰۔۱۱۳)

معلوم ہوا کہ دونوں ایک چیز ہے قبر بولیں یا عالم قبر عالم برزخ بس تغیرات کا فرق ہے منکرین کے اعتراضات کے رفع کیلئے یہ تعبیر اختیار فرمائی ہے۔

اور دفع دخل مقدر یہ ہے کہ ایک آدمی ہے جس کو بھیڑیا کھا گیا یا سانپ نگل گیا یا آج کے دور میں جسم کا چیتھڑا ہو گیا کسی بھی عضو کا پتہ نہیں چلتا تو کیا کہیں گے کہ قبر نہیں ملی یا جو پانی میں ڈوب گئے یا جل کر راکھ ہو گئے ان کو قبر نہیں ملی تو منکریں وملحدین کہتے ہیں کہ ان کو قبر نہیں ملی مماتی کہتے ہیں کہ ان کو قبر نہیں ملی وہ کہتے ہیں کہ نہ سوال ہے نہ جواب ہے نہ عذاب ہے کچھ بھی نہیں یہ منکرین قبر ہیں۔

انہیں منکرین کا رد فرمارہے ہیں تم کہتے ہو کہ کہاں ہے قبر؟ جبکہ قبر کو سب جانتے ہیں مسلمان کافر کوّا سب جانتے ہیں صرف تم منکر ہو تم نہیں مانتے ہو تم

کہتے ہو کہ جس کو شیر کھا گیا سانپ نگل گیا اس کو قبر نہیں ملی وغیرہ۔

حضرت فرماتے ہیں کس کو نہیں ملی قبر؟ کوئی ہمیں نظر نہیں آیا جس کو قبر نہ ملی ہو ہر شخص کو قبر ملی چاہے جلدی ملے دیر سے ملے کہتے ہیں۔

جسے شیر کھا گیا تو کیا شیر کھا کر عرش پر تو نہیں چڑھ گیا وہ بھی تو مر کر مٹی ہی میں گیا جن کو کوّے کھا گئے ہوں وہ بھی مر کر مٹی ہی میں تو گئے دیکھو قرآن پاک نے بالکل واضح کر دیا ''ان اللہ یبعث من فی القبور'' اور دوسری آیت میں صاف کر دیا ''منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم الخ'' کہ قبور سے مراد یہی زمین ہے کسی آیت میں یہ نہیں آ رہا ہےکہ قیامت کے دن کوئی ہوائی جہاز سے نکل کے آ رہا ہوگا کوئی کوّے کے پیٹ سے نکل کر آ رہا ہوگا کوئی چیل کے پیٹ سے نکل کر آ رہا ہوگا، قرآن نے ایک ہی بات فرمائی کہ سارے زمین سے نکل کر آ رہے ہوں گے۔

قارئین کرام!

یہ ہے وہ بات وہ خلاصہ وہ دفع دخل مقدر جس کا جواب حضرت اکاڑویؒ نے دیا جس میں منکرین وملحدین کی درگت بنائی ہے لیکن نقالوں کو صرف نقل نویسی سے مطلب ہے۔

اسی پر حضرتؒ نے فرمایا قبر سب کو ملتی ہے اور یہ منکر ہیں اسکے گویا کہ قرآن اور احادیث متواترہ کے منکر ہیں اجماع کے منکر ہیں۔

یہی بات حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''اشرف الجواب'' میں فرماتے ہیں کہ کسی کو بھیڑیا کھا گیا کوئی سمندر میں غرق ہو گیا اس صورت میں چونکہ وہ زمین میں دفن نہیں ہوا اسلئے اس کو چاہئے کہ قبر کا عذاب نہ

ہو۔اسلئے فرماتے ہیں عالم مثال ہی کا نام قبر ہے وہیں اس کو عذاب قبر بھی ہوگا یہ عالم مثال بھی اسی قبر کا حصہ ہے تا کہ وہ جزئیات جس کو ملحدین ومنکرین بطور اعتراض کے پیش کرتے ہیں وہ اعتراض ہی باقی نہ رہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ تعبیرات کا فرق ہے جو اکابرین نے معترضین کے اشکال کو رفع کرنے کیلئے استعمال فرمایا تا کہ جزئیات وکلیات دونوں داخل ہوجائیں اور اعتراض بھی باقی نہ رہے۔

دوسری بات: آپ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ مماتی دیوبندی نہیں ان کی بات ہم پر تھوپنا آپ کے بے وقوف ہونے کی اعلی دلیل ہے اگر آپ اسی کو درست مانتے ہیں تو کیا میں شیعوں کی عبارت پیش کرکے آپ کا چھترول کروں کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے۔

جبکہ آپ نے اپنی تین گھنٹہ کی ویڈیو میں دبے لفظوں میں خود اقرار کیا ہے کہ مماتی ہمارے نزدیک معتبر نہیں پھر آپ یہاں بضد ہیں آخر یہ دوغلی پالیسی کیوں؟ یہ دھوکہ اور فریب کیوں؟

مماتی نہ ہمارے ہیں نہ یہ معتبر ہیں آپ لکھتے ہیں ''خضر حیات نے اپنے ہی دیوبندی حیاتی'' جبکہ وہ ہم کو دیوبندی نہیں مانتے اور آپ لکھتے ہیں اپنے ہی۔
(ندائے حق صفحہ:۴۷۴)

قارئین کرام!

اس پر ہم کیا تبصرہ کریں خود مصباحی صاحب دوغلہ پن کررہے ہیں آخر اس دوغلہ پن کی وجہ کیا ہے؟ یہ تو وہی بتائیں گے۔

﴿دھوکہ نمبر (۵) کا جواب﴾

آپ نے ''تقریر دل پزیر'' کے حوالہ سے اور ''المسلک المنصور'' جو ہمارے

یہاں معتبر نہیں کے حوالہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ انٹرنیٹ وغیرہ کی مثالیں دینا یہ ایمان بالغیب رکھنا ہے، یہ علم سے ناواقف ہونا یعنی جاہل ہونا ہے وغیرہما۔

قارئین کرام!

یہاں بھی وہی دوغلی پالیسی اپنائی اور تضاد بیانی ان لوگوں سے ثابت کرنا چاہا جو ہمارے یہاں معتبر تو دور ہم انکو اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھتے ہیں لیکن جاننے کے بعد بھی اس کو ہم پر تھوپنا یہ ایسے لوگوں کا کام ہے جو عقل پیچ کردانہ چبانے والے ہیں۔

ہمارے ذمہ اس کا جواب بھی ضروری نہیں لیکن پھر بھی ''**الفضل بماشهدت به الاعداء**'' کے تحت ہم جواب عرض کرتے ہیں۔

گذارش یہ ہے کہ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی جو بات ہے وہ اس وقت کی ہے جب قیاس کو نص کے مقابلہ میں پیش کیا جائے یہاں تو قیاس ہے ہی نہیں، بالکل صاف بات ہے کہ آج کے دور جدید میں سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک آدمی لاکھوں کتابوں کا مطالعہ کرسکتا ہے اس میں ایمان بالغیب کی بات ہے ہی نہیں اعتراض تو تب ہوتا جب اس کو نص کے مقابلہ میں لایا جاتا لیکن خضر حیات اور مصباحی جیسے لوگوں کی عقل گھاس چرنے گئی ہے ان کی عقل پر ضد عناد تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے۔

ہمیں حیرت ہے کہ آپ ''دست وگریباں'' کا جواب لکھنے چلے ہیں اور یہاں تو آپ نقل کو عقل پر ترجیح دے رہے ہیں دراصل خضر حیات یہ آپ کے ہی گھر کے لوگ ہیں خضر حیات کی بہن کی شادی بریلوی سے ہوئی ہے یہ آپ کا آدمی ہے جب اتنا گہرا رشتہ ہے آپ دونوں کا تو آپ نے سوچا کہ رشتہ کی لاج

رکھ لی جائے تا کہ اپنی بہواور سالے کا دل نہ ٹوٹے۔

قارئین کرام!

یہاں کوئی اعتراض نہیں کیوں کہ یہاں معاملہ کچھ اور ہے اور مصباحی صاحب کچھ اور سمجھ بیٹھے یہ اعتراض اس وقت درست ہوتا جب قیاس کو نص کے مقابلہ میں پیش کیا جائے جبکہ معاملہ ایسا نہیں ہے بات کچھ اور ہے اور پیش کچھ اور کیا ہے۔

﴿دھوکہ نمبر۶ کا جواب﴾

یہاں پر بھی آپ نے چشم پوشی سے کام لیا جبکہ جو حوالہ آپ نے نقل کیا اسی میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ مماتی دیوبندی نہیں ہیں، رگڑا لگایا جارہا ہے مماتیوں کو لیکن آپ کے خاندان کے ہیں مماتی، اسلئے انہیں کی تقلید اور پیروی کرتے ہوئے واپس ان کو ہم پر تھوپ ڈالا یہ آپ کا تجاہل عارفانہ بڑا جاہلانہ ہے اپنے ہم نشینوں کو ہم پر ہی ڈال رہے ہیں تا کہ کچھ تو آپ کی پردہ داری ہو سکے، عجیب بات ہے، آنکھوں پر پٹی ڈال لی ہے خود دیکھ رہے ہیں کہ مماتی سے مناظرہ کا ذکر ہے پھر بھی ہماری جانب ان کی نسبت چہ معنی دارد۔

قارئین کرام!

موصوف مصباحی صاحب مجبور ولاچار ہیں ہم آپ کے سامنے حقیقت کھولتے ہیں مصباحی صاحب جس کو دست وگریباں بنارہے ہیں دراصل وہ ہے ہی نہیں لیکن چونکہ رشتہ داری نبھانی ہے اس لئے مجبور ہیں۔

معاملہ یہ ہے کہ "من دون اللہ اور غیر اللہ" والی جو آیات ہیں ان کو خصوص پر رکھنا یہ جہالت اور کم علمی کی دلیل ہے، بلکہ ان تمام آیات کو عموم پر رکھا جائیگا تا کہ

ہر وہ چیز جو اللہ تک پہونچنے میں رکاوٹ بنے وہ اسمیں داخل ہو جائے کیونکہ چاہے وہ غیر مسلم ہوں یا سکھ یا عیسائی یا بدھ مذہب کے ماننے والے ہر ایک نے اپنے الگ الگ معبود بنا رکھے ہیں اور ہر ایک اللہ تک پہونچنے میں رکاوٹ ہیں اگر اصنام رکاوٹ ہیں تو وہ اسمیں داخل ہیں اگر کوئی انسان رکاوٹ ہو تو وہ اسمیں داخل ہے اگر کوئی ولی یا قطب یا شیخ رکاوٹ ہو تو وہ اس میں داخل ہے۔

اور یہ کوئی ہم نہیں کر رہے ہیں یہ آپ کے ہی بہت بڑے عالم پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو''استعانت و اعانت کی شرعی حیثیت'' صفحہ:۹۷. اور مزید اس پر فرماتے ہیں کہ غیر اللہ اور من دون اللہ میں جیسے اصنام داخل ہیں اسی طرح اس کی رد میں جناب عیسیٰ اور عزیر علیہ السلام بھی آئیں گے۔ (ملخصاً)

مزید لکھتے ہیں کہ جب مسئلۂ اثبات توحید اور نفی شرک میں کلام ہو تو ہر وہ چیز جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو چاہے وہ پرستش شدہ چیز اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔ اس کو من دون اللہ کہا جائے گا اور مزے کی بات آگے فرماتے ہیں کہ جو لوگ ابھی تک بضد ہیں کہ من دون اللہ کا لفظ مقبولان خدا پر استعمال نہیں ہو سکتا کیا وہ باعتبار مرتبہ پیروں فقیروں کو سیدنا عیسیٰ سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ **نعوذ باللہ من ذٰلک۔**

آپ کے دماغ کے دریچہ کھلے کہ نہیں؟ یہ تو شروعات ہے آگے آگے دیکھئے کیا کیا ہوتا ہے آپنے اس مسئلہ کو چھیڑ کر کن کن رضا خانی علماء کی شامت بنا دی۔

﴿رضا خانی علماء ایمان سے خارج ہیں﴾

مولوی عمر اچھری لکھتے ہیں: کہ اولیاء اللہ انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے متبعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔

کرنل انور مدنی لکھتے ہیں کہ نام نہاد مولوی ان پڑھ اور جاہل ہیں جو من دون اللہ کے معنوں میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو لے آتے ہیں اگر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو وہ اللہ کا باغی ہے کیوں کہ وہ اللہ سے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ کے باغی کی سزا قتل ہے۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں کہ کیسے عمرا چھروی نے رضا خانی علماء حتی کہ مفسرین ومحدثین کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا ہے۔

پیر سید نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں من دون اللہ غیر اللہ میں جیسے اصنام داخل ہیں ویسے ہی حضرت عیسیٰؑ اور عزیز اور شیخ وغیرہ۔

مولوی نعیم الدین مراد آبادی پارہ (۳) سورہ آل عمران (۷۹) میں لکھتے ہیں ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اسکا حکم دیا نہ مجھے اسلئے بھیجا۔

قارئین کرام!

غور کریں یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو غیر اللہ کہا۔ استغفر اللہ معاف فرمائے یہاں میرا قلم کانپ رہا ہے دل رو رہا ہے زبان گنگ ہے کہ اس رضا خانی جاہل کی وجہ سے یہ لکھنا پڑ رہا ہے۔

صاحب روح المعانی علامہ محمد آلوسی آیت ''**قل ادعوا الذین زعمتم الخ**'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ آیت انسانوں کے اس گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جو جناتوں کے ایک گروہ کی

عبادت کرتے تھے۔

عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے اور وہ حضرت عیسیٰؑ اور انکی ماں اور حضرت عزیر کی عبادت کرتے تھے۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں دو جلیل القدر صحابۂ کرام ''ایک مفسر'' ایک فقیہ دونوں نے من دون اللہ سے مراد انسان اور انبیاء لیا ہے۔

تفسیر جلالین میں من دون اللہ سے مراد ملائکہ حضرت عیسیٰؑ وعزیر لیا ہے ''کملائکة''

تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے''فنحن نعبد بعض المقربين من عبدالله وهم الملائكة وقيل انها نزلت فی الذين عبدوا المسيح وعزيراً''

تفسیر روح البیان میں ہے''كالملائكة والمسيح وعزير''

تفسیر معالم التنزیل میں ہے''افحسب افظن الذين كفروا ان يتخذوا عبادی من دونی اولياء ارباباً عيسىٰ والملائكة''

قارئین کرام!

یہ تمام حوالہ جات بریلوی رضاخانیوں کی کتاب ردشرک وبدعت سے نقل کئے ہیں اوراس پر درج ذیل علماء کی تقریظات وتصدیقات موجود ہیں۔

مولوی تابش، مولوی ابوداؤد، محمد صادق اور مؤلف ہیں مولوی ابوالفضل منور یہی بات مولوی عطاء بندیالوی نے ''سیف العطاء'' میں لکھی ہے۔

اور یہی بات مولانا احمد بگوی نے ''دلیل المشرکین'' میں لکھی ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ:۔

پیر نصیر الدین نصیر

مولوی نعیم الدین مراد آبادی

مولوی ابوداؤد محمد صادق

مولوی تابش

مولوی ابوالفضل منور

مولوی عطاء بندیالوی

مولوی احمد بگوی

یہ سب کے سب رضا خانی علماء ہیں۔

ان کے علاوہ عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عباس صاحب روح المعانی صاحب تفسیر کبیر صاحب روح البیان صاحب تفسیر جلالین صاحب تفسیر خازن یہ تمام کے تمام اور رضا خانی بریلوی علماء سب کے سب کیا بنتے ہیں۔

ہم میں اتنی جرأت نہیں کہ ہم صحابہ کرام اور مفسرین عظام کی شان میں گستاخی کریں یہ کام آپ ہی کو مبارک ہو۔

﴿دھوکہ نمبر ۷ کا جواب﴾

آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ مولانا امین صفدر اکاڑویؒ کے مطابق مردہ کا لفظ انبیاء کیلئے توہین ہے اور مردہ کا لفظ انبیاء کے لئے استعمال کرنے والے مردار ہیں۔

قارئین کرام!

''اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت'' اس آدمی کے اندر حیاء نام کی چیز باقی نہیں ہے اور عقل تو پہلے سے بریلی کے بازار میں بیچ آئے ہیں اللہ ان کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

معاملہ یہ ہے کہ یہاں توہین سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جب اس دارفانی سے کوچ کر جائیں، اس دنیا سے نکل کر دوسری زندگی میں چلے جائیں'' کل نفس ذائقة الموت '' کا مصداق بن جائیں اور پھر اپنی قبروں میں چلے جائیں اس کے بعد بھی انہیں مردہ مردہ کے لفظ سے خطاب کرنا اور تعبیر کرنا یہ گستاخی ہے یہ توہین رسالت ہے۔

مصباحی صاحب کے اندر نہ ہی عقل سلیم ہے اور نہ فہم سلیم کہ وہ اس کو اپنے فہم وادراک کے کوٹھے میں لاسکیں۔

کیوں کہ ہمارا اور جمیع اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ ''الانبیاء احیاء فی قبورهم '' کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس حقیقت کے باوجود اور اس نص کے باوجود اگر کوئی انبیاء کو مردہ کہتا ہے تو یہ توہین اور گستاخی ہے۔

دوسری بات یہ کہ خود مولوی احمد رضا خان فاضل بریلوی نے بھی مردہ کا ترجمہ کیا ہے اور تفسیر میں آپ کے یہاں بھی مراد حضرت عزیرؑ ہیں تو اس توہین کے مستحق آپ بھی ہوئے کیونکہ یہ خود ساختہ مطلب آپ کا نکالا ہوا ہے۔

تیسری بات اس سے مراد حضرت عزیر ہیں یا کوئی اور اس میں بھی اختلاف ہے۔

جو بھی بات ہو حقیقت یہ ہے کہ یہاں موت سے مراد متعارف موت نہیں جس کو آج کل ہم موت کہتے ہیں بلکہ یہاں موت سے مراد ایک طویل مدت تک

کامل بے حسی اور فقدان شعور مراد ہے ''ان من الموت ما یمتد زمناً طویلاً وھو ما یکون من فقدالحس والحرکۃ والادراک من غیر ان تفارق الروح البدن بالمرۃ وھو ماکان لاھل الکف''

اس لئے بغیر غور وفکر کے صرف نقل نویسی کرنا اور ''نقل کیلئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے'' کے مصداق پر عمل نہ کرنا جعل سازی، تقیہ بازی کرنا یہ آپ جیسے ہی کم علم اور کج فہم آدمی کا کام ہوسکتا ہے آخر آپ کو رضا خانیت کی حماقت بھی بچانی ہے !

﴿دھوکہ نمبر (۹/۸) کا جواب﴾

آپ نے فتاویٰ رشیدیہ کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت قطب الارشادؒ نے لکھا ہے کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب ہونے کا معتقد ہو وہ سادات حنفی کے نزدیک قطعاً مشرک وکافر ہے۔

اسکے بعد آپ نے ''حفظ الایمان فی توضیح البیان'' وغیرہ کا حوالہ دیا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب مانا ہے۔

اور اسی طرح رضا خانیوں میں زلزلہ پیدا کرنے والا مرد مجاہد جس نے رضا خانیت میں بھونچال مچا دیا ہے جس کا نام لے لے کر رضا خانی شہرت حاصل کرنا چاہتے فاتح رضا خانیت قاطع بریلویت حضرت علامہ مولانا محمد ابوایوب قادری حفظہ اللہ ورعاہ کی تحریر سے جو ''راہ سنت'' میں چھپی تھی علماء دیوبند کو پادری ثابت کرنے کا جو خواب سجایا ہے اور کتاب کے صفحات کو سیاہ کرنے کا اچھوتا طریقہ اپنایا ہے اس میں بھی آپ یہی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

قارئین کرام!

''وہ کھڑا ہے ایک باب علم کی دہلیز پر'' یہ یقیناً علماء دیوبند علماء حق کا خاصہ ہے رضاخانی جیسے لوگ علماء دیوبند کا سہارا لیکراس بات تک پہونچنا چاہتے ہیں لیکن یہ حسرت حسرت ہی بن کے رہ جائیگی۔

حسرت پہ اس مسافر بے کس کی روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ علم غیب کی دو حیثیتیں ہیں ایک لغوی اور ایک اصطلاحی۔

یعنی شرعی شریعت کی روشنی میں علم غیب وہ ہے جو بلا واسطہ بلاقرینہ بغیر کسی حاسہ کے بلاکسی ضرورت کے بلاکسی دلیل کے حاصل ہو اور یہ صرف خاصہ خدا وندی، خاصہ حق جل وعلاء ہے۔

اور لغوی حیثیت ''ما غاب عنک'' ہے یعنی جو تجھ سے غائب ہو اب چاہے کچھ بھی ہو یہاں حفظ الایمان توضیح البیان وغیرہ میں لغوی علم غیب مراد ہے نہ یہ کہ وہ جو خاصہ جل وعلاء ہے۔

''فتاویٰ رشیدیہ'' اور ''راہ سنت'' میں اصطلاحی اور شرعی علم غیب مراد ہے، فلا اشکال فیہ۔

جانوروں انسانوں وغیرہ کو بھی علم ہے یہ تو آپ کے فاضل بریلوی نے بھی لکھا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے ''الدولۃ المکیہ''۔ ''السوء والعقاب'' اسی طرح دوسرے رضاخانی علماء کی کتاب ''اصول تکفیر'' وغیرہ۔

﴿دھوکہ نمبر(۱۰) کا جواب﴾

آپ نے تقویۃ الایمان سے یہ ثابت کرنا چاہا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو مالک ٹھہرانا یہ کفر وشرک ہے اور اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ کی کتاب ادلۂ کاملہ سے یہ ثابت کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کہتے ہیں الخ۔

قارئین کرام!

یہاں چشم پوشی سے کام لیا ہے دراصل اس میں تفصیل ہے اور تفصیل یہ ہے کہ مالک کے دو معنی ہیں ایک مالک حقیقی ایک مالک مجازی مالک حقیقی یہ صرف اللہ رب العزت کا خاصہ ہے اور مالک مجازی یہ عام ہے سب اس میں شامل ہیں حضرت شاہ اسمٰعیلؒ نے جو بات لکھی ہے وہ وہاں شرک کی تردید فرمارہیں اور آیت ''اتخذوا احبارکم الخ'' کی توضیح فرمارہیں کہ یہودی اور عیسائیوں نے اپنے درویشوں اپنے لوگوں کو مالک حقیقی سمجھ رکھا تھا وہ ان کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے تھے یعنی ہر وہ کام جو مخصوص رب العزت ہے وہ اپنے درویشوں مولویوں کو اس میں شریک ٹھہراتے تھے جیسا کہ ''اربابا من دون اللہ'' سے واضح ہے اور یہی کچھ بریلوی جیسے مریضوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی نے بھی تفسیر نعیمی میں لکھا ہے تو یہاں حضرت شاہؒ ان لوگوں کا رد فرمارہے ہیں جو اللہ کے تصرفات میں شریک ٹھہراتے تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مالک ہیں ہمارے آقا ہیں ہمارے سردار ہیں ہمارے روحانی باپ ہیں خود اللہ فرماتا ہے ''النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم'' تو بحیثیت سردار بحیثیت نبی بحیثیت آقا بحیثیت روحانی باپ ہم ان

کے غلام ہیں وہ ہمارے مالک ہیں وہ ہمارے سردار ہیں ہم ان کے قبیلے ہیں وہ ہمارے روحانی باپ ہیں ہم ان کی اولاد۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہاں مالک سے مراد وہ ہے جو اللہ کے تصرفات اختیارات میں شریک ٹھہراتا ہو اور یقیناً وہ شرک ہے اور یہاں مالک سے مراد آقا اور باپ کے ہیں۔

اور بے ادب بے نصیب کے حوالہ سے جو اشعار آپ نے پیش فرمائے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے شعر کا مطلب یہ ہے ہر دور ہر زمانہ میں تیری ہی عظمت ہوگی تیری ہی عزت ہوگی تیرا ہی بول بالا ہوگا۔

اور خزانے سارے تیرے ہیں اس کا مطلب یہ ہے اے نبی آپ کسی کو خالی ہاتھ نہ چھوڑنا اور رہی خزانے کی بات تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہم سے مانگتے رہیں گے ہم آپ کو دیتے رہیں گے اور تقسیم فرماتے رہیں گے اس سے جو مطلب آپ نے کشید کیا ہے یہ آپ کا خودساختہ مطلب ہے اسے اپنے تک محدود رکھیں اپنے عقیدہ کو ہم پر چسپاں نہ کریں۔

﴿دھوکہ نمبر (۱۱) کا جواب﴾

علامہ خالد محمود نے فرمایا قرآن خامیوں سے پاک ہے زنیم کا معنی حرامی یا حرامزادہ کرنا یہ گستاخی ہے اس کے بعد اور چند اکابرین کی تفسیر کے حوالہ جات آپ نے نقل فرمائیں اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ یہ سب گستاخ ہیں گندہ معنی نکال کر قرآن کی طرف منسوب کررہے ہیں............الخ۔

قارئین کرام!

مولوی احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمہ اصل میں خطاء ہے اور یہ صریح

گستاخ بنتی ہے یہ قرآن میں گالی منسوب کرنا ہے کیوں کہ لغت میں اصل میں خطاء کا معنی لکھا ہے خاندانی اثر، نطفہ کا اثر چھوڑ دیا اور یہی مولوی احمد رضا خاں ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ حرامزادہ کسی کو بول سکتے ہیں کیوں کہ حرامزادہ کے معنی شریر کے ہیں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ولید بن مغیرہ یہ شریر تھا فسادی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شرارت کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں میں فساد مچاتا تھا۔

تو علماء دیوبند نے جو معنی بیان کئے ہیں وہ برحق بالکل درست ہیں اس میں کوئی گالی نہیں، ہاں فاضل بریلوی کا جو ترجمہ ہے اس میں گالی ہے، نطفہ کے متعلق کہنا، کسی کے خاندان کے متعلق کہنا یہ گالی ہے۔

﴿دھوکہ نمبر (۱۲) کا جواب﴾

یہاں بھی آپ نے اپنے ہم مشربوں کو ہم پر تھوپنا چاہا جو کہ آپ کا دوغلہ پن ہے مماتی ہمارے نہیں ہیں بلکہ آپ کے ہی ہیں۔

قارئین کرام!

(۱) حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند
(۲) حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند
(۳) حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند
(۴) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ
(۵) حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ
(٦) حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ

(۷) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ

(۸) حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحبؒ

(۹) حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ

(۱۰) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ

(۱۱) حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

(۱۲) حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ

(۱۳) حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ

(۱۴) حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ

(۱۵) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحبؒ

(۱۶) حضرت مولانا دوست محمد قریشی صاحبؒ

(۱۷) حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحبؒ

(۱۸) حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحبؒ

(۱۹) حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ

(۲۰) حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ

(۲۱) حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ

(۲۲) حضرت مولانا محمد صادق صاحبؒ

(۲۳) حضرت مولانا محمد ادریس صاحبؒ

(۲۴) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ

(۲۵) حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ

(۲۶) حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ

(۲۷) قطب الارشاد حضرت مفتی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

(۲۸) صوفی وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

(۲۹) شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ

(۳۰) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ

(۳۱) حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ

(۳۲) خلیل وقت حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ

(۳۳) قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم النانوتوی صاحبؒ

(۳۴) حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا امین صفدر اکاڑوی صاحبؒ

(۳۵) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ

(۳۶) فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ

(۳۷) حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ مفتی دار العلوم دیوبند

(۳۸) حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحبؒ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور

(۳۹) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ مفتی مظاہر العلوم سہارنپور

(۴۰) حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب

(۴۱) حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب

(۴۲) حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحبؒ

(۴۳) حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ

(۴۴) حضرت مولانا ادریس کاندھلوی صاحبؒ

(۴۵) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ

(۴۶) حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب

(۴۷) مناظر اعظم حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ

(۴۸) حضرت مولانا ابوایوب قادری صاحب

(۴۹) حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد صاحب

(۵۰) حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

(۵۱) حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب

یہ وہ علماء کرام ہیں جو دیوبند کی شان ہیں جن سے دیوبندیت کی پہچان ہے جو دیوبند کے اکابرین ہیں ہر ایک عقیدہ حیات النبی ﷺ کا قائل ہے اور ہر ایک خضر حیات اور اس کے ہم پلہ مماتیوں کا رد کرتا ہے حتی کہ اہل سنت و جماعت سے خارج سمجھتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اہل بدعت میں شمار کرتا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ غیر مقلد تک کہتا ہے۔

اسی لئے رضا خانیوں کا مماتیوں کو ہم پر پیش کرنا ان کی اعلیٰ ترین جہالت ہے بلکہ اعلی درجہ کی حماقت ہے۔

ہم نے قارئین کیلئے یہ تفصیل لکھی تا کہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ علماء اہل سنت علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء حیات ہیں اور جو اس کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت و جماعت سے خارج بلکہ ضال مضل ہے۔

اس لئے باغی آپ اور آپ کے رشتہ دار مماتی حضرات ہیں ہمارے اکابرین بحمد اللہ مسلک اہل سنت و جماعت کے ترجمان مسلک کے وکیل مسلک کے تقدس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔۔۔۔ فللہ الحمد.......

﴿دھوکہ نمبر (۱۳) کا جواب﴾

آپ نے المہند کا حوالہ دیا کہ روضۂ اقدس کی زیارت کے وقت چہرۂ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے ہمارے یہاں یہی معتبر ہے اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور پھر ''تقویۃ الایمان'' سے تضاد ثابت

کرنے کی کوشش کی کہ اس میں لکھا ہے کہ کسی پیر پیغمبر کی چوکھٹ یعنی قبر پر حاضر ہوکر دعا کرنا یہ شرک ہے گویا کہ علماء دیو بند مشرک ہیں۔

قارئین کرام!

اولاً تو یہاں عبارت قطع و برید کر کے نقل کی ہے اور رضا خانی نے خائن اکبر ہونے کا منہ بولتا ثبوت دیا ہے کیوں کہ ''تقویۃ الایمان'' میں آگے یہ بھی لکھا ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم اللہ جیسی کرنا یہ شرک ہے اور علماء دیو بند نے المہند میں جو لکھا ہے وہ کیسے شرک ہوگا اس میں تو ان شرکیہ افعال کا ذکر تک نہیں۔

ہم اور ہمارے اکابرین روضۂ اقدس پر جا کر دورد وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کرتے ہیں ہم ''ولو انهم اذظلموا انفسهم الخ '' ہیں اس طرح روضۂ اقدس کے سامنے حاضری نہیں دیتے تو بھلا شرک کیسے ہوگا۔

شرک تو تب ہوتا جب ہم غیر اللہ کی تعظیم اللہ رب العزت کی جیسی کرتے ہمارے اکابرین کا یہ شیوہ نہیں وہ فرق مراتب کا لحاظ رکھتے ہیں آپ اپنا طرۂ امتیاز ہم پر نہ تھوپیں۔

﴿دھوکہ نمبر ۱۴/۱۶/۱۷ کا جواب﴾

آپ نے ''تقویۃ الایمان'' کی عبارت کو مدعی بنا کر کئی جگہ اپنی انانیت دکھائی ہے جب آپ کو مطلب سمجھ میں نہیں آتا تو کیوں اپنا خود ساختہ جعلی مطلب نکال کر عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یہ چالا کی دکھا کر آپ واہ واہی بٹور لیں گے لیکن حقیقت کو چھپا نہیں سکتے۔

قارئین کرام!

ہر چیز کا ایک مرتبہ ہوتا ہے دنیا کی تمام مخلوقات میں فرق مراتب ہے ہر ایک کی فضیلت میں بھی فرق ہے اسی طرح ادب و تعظیم میں فرق مراتب ہیں۔

چنانچہ تعظیم کے تین مراتب ہیں۔

(۱) **تعظیم الامر والنہی** یعنی افراط وتفریط سے بچنا جس چیز کا حکم دیا گیا ہے نہ اس میں حد سے تجاوز کرنا اور نہ ہی جس سے منع کیا گیا ہے اس میں حد سے پار ہونا۔

(۲) **تعظیم حکم** یعنی جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس میں عیب وکجی تلاش نہ کرنا اور نہ ہی اسے نہ کرنے کیلئے بہانہ ڈھونڈنا۔

(۳) **تعظیم حق** جل مجدہٗ یعنی اللہ کی ایسی تعظیم کرنا کہ اس کے علاوہ کسی طرف نہ دیکھنا ہر چیز کا ماویٰ وملجاء رب تعالیٰ ہی کو سمجھنا۔

اسی طرح ادب کے بھی تین مراتب ہیں۔

(۱) ایک اللہ تعالیٰ کا ادب (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی شریعت کا ادب (۳) مخلوق کا ادب۔

مخلوق کا جو ادب ہے اس میں بھی تفصیل ہے والدین کا ادب جدا ہے، اولاد کا جدا ہے، اساتذہ کا جدا ہے، پڑوسیوں کا جدا ہے، ہر ایک میں فرق مراتب ہے اور ہر ایک کا اس کے مراتب کی رعایت کرتے ہوئے لحاظ کرنا یہ ہی اصل ادب ہے کہ ادب میں حدود کی رعایت کی جائے نہ غلو کیا جائے نہ ہی کمی کی جائے "وھٰذا من احسن الحدود"

اب اس تفصیل کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

''تقویۃ الایمان'' میں جس ادب اور تعظیم کو شرک ٹھہرایا گیا ہے وہ اس ادب اور تعظیم کو جس میں آدمی افراط وتفریط کا شکار ہو، تمام حدود کو پرے رکھ کر ادب وتعظیم کرے ایسے ادب اور تعظیم کو شرک قرار دیا گیا ہے خود آگے توضیح بھی فرمائی ہے کہ ایسی تعظیم جیسے اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے یہ شرک ہے اور واقعہ بھی یہی ہے۔

لیکن آپ نے اس جملہ کو کہیں لکھا ہی نہیں تا کہ آپ کی چوری نہ پکڑی جائے؛ لیکن گھبرائیں نہ! ہم آپ کی طرح چشم پوشی سے کام لینے والے نہیں، ہم حق کو واضح کریں گے۔

قارئین کرام!

یہ تمام افعال جن کا موصوف مصباحی نے ذکر کیا ہے: خانقاہ کی بات، جھاڑیوں کی بات وغیرہ وغیرہ یہ سب اس وقت شرک ہوگا جب شریعت کے حدود کی رعایت نہ کی جائے، لیکن اگر ادب وتعظیم شریعت کی روشنی میں ہو، اللہ کا ادب کما حقہ ہو اور غیر اللہ کا غیر اللہ کی طرح تو شرک نہیں ہوگا۔

جنگل، جھاڑی، ویرانہ یہ تمام کے تمام فرق مراتب کے اعتبار سے ہیں کہ اگر کوئی ان کی تعظیم وادب حد سے بڑھ کر کرتا ہے جیسا کہ ہندو حضرات اپنے دیوی دیوتاؤں کی کرتے ہیں، جھاڑیوں کی کرتی ہیں، مندروں کی کرتے ہیں، تو یقیناً یہ شرک ہوگا کیوں کہ اس میں مخلوق کو خالق کے درجہ میں اتارنا ہے جو یقیناً شرک ہے۔

یہی بات شرح النخر پوتی علی البردہ صفحہ ۸۸ پر بھی موجود ہے۔

حتی لاتجاوزعن الحیات الانسانی الی الوصف الصمدانی اذ

صفات القدیم بخلاف صفات المخلوق فکما ان ذاته تعالیٰ لا یشبه الذوات کذٰلک صفاته تعالیٰ لا یشبه صفات المخلوقین.

یعنی آدمی کو چاہئے کہ وہ انسانی حدود کی رعایت کرے، ایسا نہ ہو کہ انسانی حدود سے تجاوز کر کے اللہ کی صفات تک جا پہونچے کیوں کہ صفات قدیم ہیں برخلاف مخلوق کی صفات کے، لہٰذا جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کسی ذات کے مشابہ نہیں ہوسکتی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہوسکتیں۔

یہی بات امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ''تفہیمات الٰہیہ'' میں تحریر فرمائی ہے''**ثم ان الشرک باللہ سبحانه فی العبادۃ حده تعظیم لغیر اللہ الخ** '' کہ اللہ تعالی کے لئے شرک فی العبادت یہ ہے کہ آدمی غیر اللہ کی تعظیم میں حد سے بڑھ جائے اور بعد میں آگے شرک فی الاستعانہ شرک فی الدعاء اور بھی بہت ساری چیزوں کی قباحت بیان فرمائی۔

(تفہیمات الٰہیہ: ص۲۳)

قارئین کرام!

یہی کچھ اسی خانوادہ کا چراغ کہنا چاہتا ہے لیکن جن لوگوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے حقائق سے منہ پھیر رکھا ہے انہیں حق بات میں بھی برائی ہی نظر آتی ہے۔

رضا خانی جب حق قبول ہی نہ کرنا چاہتے ہوں، آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہوں، حقانیت وصداقت سے ان کو ڈر لگتا ہو تو اس میں ہمارا قصور ہی کیا ہے! قصور تو آپ کا ہے لیکن اپنے قصور کو چھپانے کیلئے ہمیں ہی قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

﴿دھوکہ نمبر (۱۵) کا جواب﴾

رضا خانی صاحب نے کہا پیر بخش، علی بخش، حسین بخش، مدار بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہےاور پھر فرماتے ہیں: کہ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نوراللہ مرقدہٗ کے سلسلۂ نسبت میں پیر بخش نام ہے پھر پیر طریقت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ حکیم الامت حضرت تھانویؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ یہ سب کے سب کافر ومشرک ٹھہرے۔

قارئین کرام!

ہم لاکھ انہیں سمجھائیں پر یہ نہیں سمجھیں گے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ ان کی آنکھوں پر رضا خانیت کا عینک لگا ہوا جوان کو حق فہمی کی اجازت نہیں دیتا۔

عرض یہ ہے کہ اس طرح کے نام رکھے جاتے ہیں تفصیل یوں ہے۔

ایک چیز ہے نسبت اور ایک چیز ہے حکم۔

نسبت ایسی چیز ہے کہ جہاں اس میں رد وبدل ہوا، وہاں حکم بھی بدل جاتا ہے چنانچہ علامہ تفتازانی مختصر المعانی میں حقیقت عقلیہ کی تفسیر وتوضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حقیقت عقلیہ چار چیزوں کو شامل ہے۔

(۱) **ما یطابق الواقع والاعتقاد جمیعاً**۔یعنی واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو یعنی جس چیز کو آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ حقیقت اور اعتقاد دونوں میں ثابت ہو۔

(۲) **ما یطابق فی الاعتقاد** ۔اعتقاد کے مطابق ہو لیکن واقع کے مطابق نہ ہو جیسے: **انبت الربیع البقل** کہ کافر یہ سمجھتا ہے کہ موسم ربیع نے بقل کو اگایا

حالانکہ اللہ نے اگایا۔

(۳)ما یطابق الواقع۔واقع کے مطابق ہو اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔

(۴)مالا یطابق الواقع ولاالاعتقاد جمیعاً۔نہ اعتقاد کے مطابق ہونہ ہی واقع کے مطابق ہو۔

اس وضاحت کے بعد عرض یہ ہے کہ موصوف مصباحی صاحب نے یہاں چوتھی قسم سمجھا ہے جو نہ واقع کے مطابق ہے اور نہ اعتقاد کے مطابق ہے۔

اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت تھانویؒ حضرت مہاجر مکیؒ وغیرہ کی عبارت از قبیل مایطابق الاعتقاد ہے یعنی حضرات اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ ''تقویۃ الایمان'' میں صراحت بھی موجود ہے کہ عموماً لوگ پیروں سے، اماموں سے نذرونیاز مانگتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور جب مرادیں پوری ہو جاتی ہیں تو مزید اس پر یہ کرتے ہیں کہ انہیں کی جانب منسوب کر کے ان کا نام عبدالنبی، پیر بخش، علی بخش، مدار بخش وغیرہ رکھ دیتے ہیں یعنی اولاد دینا حاجت پوری کرنا بیٹا بیٹی دینا یہ سب حقیقت میں اللہ کیلئے ثابت ہے جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں ''یھب لمن یشاء اناثاً ویھب لمن یشاء الذکور الخ ''لیکن جو لوگ مزاروں کا چکر لگاتے ہیں، پیروں سے منتیں مانتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں سب کچھ انہیں پیروں نے دیا، انہیں مزار والوں نے دیا اسی اعتقاد کو ذہن میں رکھتے ہوئے پیر بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھ دیتے ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور دوسرے اکابرینؒ اسکو شرک قرار دے رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر باعتبار وسیلہ کے یہ نام رکھے جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں مثلاً کسی کے یہاں اولاد نہیں ہو رہی ہے، وہ دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ میں

نا کارہ ہوں، گنہگار ہوں، نافرمان ہوں، اقراری مجرم ہوں، اے اللہ تو فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا کو قبول فرمالے اور مجھے صاحب اولاد بنادے۔

یا پھر کسی ولی کسی بزرگ کے پاس جائے اور کہے کہ آپ اللہ کے مقرب بندے ہیں آپ متقی پرہیزگار ہیں آپ میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ مجھے صاحب اولاد بنادے اب اللہ نے اس کو اولاد سے نواز دیا وہ باعتبار سبب کے باعتبار ذریعہ کے اس کا نام پیر بخش، مراد بخش وغیرہ رکھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیوں کہ دنیا دار الاسباب ہے۔

آدمی کچھ بھی حاصل کرنا چاہے تو اسباب اختیار کرنے پڑتے ہیں مثلاً اولاد کیلئے اللہ نے ماں باپ کو ذریعہ بنایا ہے۔

اگر کوئی اس سبب سے اور اس ذریعہ سے نام رکھے ''فلا حرج فیہ'' عقیدہ یہ ہو کہ اللہ نے دیا لیکن ان کی دعاء سبب بنی ہے اس لئے محبت اور عقیدت کی وجہ سے کوئی نسبت کردے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ناموں کے اندر معانی کا لحاظ بہت کم رکھا جاتا ہے ویسے ہی نام رکھ دیا جاتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ بخش یہ کلی مشکک ہے یہ خدا کیلئے بھی مستعمل ہے اور غیر خدا کیلئے بھی مستعمل ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کے حقوق میں جو کوتاہی ہے اللہ اس کو معاف فرماتا ہے اور بندہ جو معاف کرتا ہے وہ حقوق العباد میں کوتاہی کو معاف فرماتا ہے۔

یہاں جو رد ہے وہ ان لوگوں کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ پیر ہی دینے والا ہے، پیر ہی بخشنے والا ہے اور ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی احمد رضا فاضل بریلوی احکام شریعت میں تحریر فرما ہیں کہ محمد نبی، احمد نبی یہ صرف حضور ہی کو زیبا دیتا ہے دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں۔

آگے فرماتے ہیں کہ یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا۔

آگے فرماتے ہیں کہ نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمیٰ کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین ، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذٰلک سب کو علماء کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا۔ (احکام شریعت: صفحہ:۹۳/۹۷/۹۶)

خلاصہ یہ نکلا کہ جس کے نام میں دین ہو یا اسلام ہو یا محمد نبی احمد نبی ہو گویا کہ وہ حرام کام کر رہا ہے۔

وہ ایسا ہے جیسا شیطان نام رکھنا۔

وہ سخت ناپسند کام کر رہا ہے۔

وہ مکروہ ممنوع کام کر رہا ہے۔

اب دیکھئے اس میں کس کس کی دھجیاں اڑتی ہیں۔۔۔

پیر مہر علی شاہ کے سلسلۂ نسب میں جو والد کی طرف ہے تقریباً سات مرتبہ دین موجود ہے اور والدہ کی طرف جو نسب ہے اس میں بھی تقریباً پانچ دفعہ دین موجود ہے۔ (مہر منیر: صفحہ:۳۰)

خواجہ قمر الدین سیالوی

مولوی محی الدین بدایونی

مولوی معین الدین آروی

مولوی مختار الدین آرزو

مولوی معین الدین اعظمی

خواجہ معظم الدین مرولوی

مولوی نظام الدین ملتانی

خواجہ شمس الدین سیالوی

خواجہ ضیاء الدین سیالوی

مولوی سید ضیاء الدین سلطانپوری

مولوی سید غلام قطب الدین ہر مچاری

غلام الدین لاہوری

محمد عمر الدین ہزاروی

غلام محی الدین تصویری

خواجہ غلام الدین گولڑوی

پیر غلام محی الدین

مفتی غلام معین الدین

یہ تمام کے تمام حرام کام کرنے والے، سخت ناپسندیدہ کام کرنے والے اور مکروہ وممنوع نام رکھنے والے ہوئے سب کی نیّا ڈبادی رضا خانی صاحب نے اس مسئلہ کو چھیڑ کر۔

﴿دھوکہ نمبر (۱۸) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ دیوبندی کے امام قاسم نانوتویؒ نے لکھا ہے کہ

پھر دروغ بھی کئی طرح کا ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔

اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ قاسم نانوتویؒ پر کیا فتویٰ لگایا ہے عام مسلمان کی زبانی سنئے۔

قارئین کرام!

جواب دینے سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں حضرت حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ کی اس عبارت کی توضیح کر دیں۔

حضرت نانوتویؒ نے اسی کتاب ''تصفیۃ العقائد'' میں اس کی وضاحت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جھوٹ کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱)**تعریضات**۔یعنی اشارہ کنایہ توریہ وغیرہ یہ سب ظاہر کے اعتبار یا صورت کے اعتبار سے تو جھوٹ ہوتے ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے سچ ہوتے ہیں۔

(۲)**تصریحات**۔یعنی کذب صریح صراحۃً جھوٹ بولنا اس میں بھی تفصیل ہے کہ جب نقصان سے خالی ہو اور اس میں نفع بھی ہو تو یہ کذب داخل حسنات ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرنے کی خاطر کچھ کلام کرتا ہے او کما قال اور کبھی یہ محض دوسرے کے نقصان، اس کو فریب یا گمراہ کرنے کیلئے بولا جاتا ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔

ہاں! اگر بعض دفعہ تعریضات سے کام چل جائے تو وہاں کذب صریح جائز نہیں ہوتا اور انبیاء علیہم السلام تو تعریضات کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں کیوں کہ ان

کی شان بلند بالا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز شفاعت سے اعراض فرمائیں گے تو اسکی یہی وجہ بیان فرمائیں گے کہ مجھ سے وہ باتیں جو توریہ کنایہ کے طور پر صادر ہوتی ہیں اسلئے مجھے شفاعت کرتے ہوئے جھجھک آتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تصفیۃ العقائد۔ صفحہ:۲۲/۲۳/۲۴)

خلاصہ یہ ہوا کہ کذب بالعموم منافی نبوت نہیں ہے اس کا مقصد ومراد یہ ہے کہ انبیاء کرام میں سے بعض سے توریۃً وتعریضاً کچھ کلام منقول ہیں جو کہ صرف صورۃً کذب ہیں حقیقۃً نہیں لہذا یہ بات نبوت کے منافی نہیں ہے۔

اور یہی بات بریلوی حضرات کی کتب سے بھی ثابت ہے چنانچہ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کیلئے معاریض کافی ہیں۔

حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ بولے ہیں۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ۔۔۔۔

اس حدیث میں جھوٹ سے مراد ظاہری جھوٹ اور حقیقت میں معاریض مراد ہیں۔ (تبیان القرآن۔ ج:۷، ص:۵/۶)

مفتی مظہر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اچھے لوگوں کے دل میں اللہ تعالی کا خوف زیادہ ہوتا ہے اس لئے ظاہری صورت کے جھوٹ پر بھی ابراہیمؑ اپنے تئیں ہمیشہ خطاوار سمجھ کر استغفار میں مشغول رہتے تھے۔ (تفسیر مظہر القرآن۔ ج:۱، ص:۹۷۵)

ثابت ہوا کہ کذب بالعموم یہ نبوت کے منافی نہیں انبیاء کرام سے کچھ کلام توریۃً تعریضاً کنایۃً اشارۃً ظاہر ہوتے ہیں جو حقیقۃً کذب نہیں، جیسا کہ بریلوی حضرات کی کتابوں سے بھی ہم نے ثابت کردیا۔

اب رہی بات عامر عثمانی وغیرہم کی یہ تو آپ کے جیسا ہی مکار دجال آدمی تھا اور آپ کو آپ ہی جیسے لوگ نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطبین الخ '' عامر عثمانی دارالعلوم کا مدرس بننا چاہتا تھا حالانکہ حقیقت میں وہ اس لائق تھا ہی نہیں اسی بغض وحسد میں مودودی کے زیر سایہ ہوگیا اور علماء حق علماء اہل سنت وجماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور طرح طرح کی خودساختہ تحریریں بنائیں ایسے جھوٹے مکار مودودی کو ہمارے مقابلہ پیش کرنا یہ آپ کی اعلیٰ درجہ اور پرلے درجے کی حماقت ہے مودودی کی تحریر ہمارے مقابلہ حجت نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ (ماہنامہ الشریعہ ۲۰۰۹ء بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ)

حضرت شیخ الہند سے بغض وعناد کی وجہ سے اس نے یہ ساری پلید گیاں انجام دیں۔

﴿دھوکہ نمبر (۱۹) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہیؒ نوراللہ مرقدہٗ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کا انکار فرمایا ہے پھر فرمایا کہ تواتر کا منکر کافر ہے۔

قارئین کرام!

رضاخانی یا تو جاہل وناواقف ہیں یا پھر جہل مرکب کررہے ہیں یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔

''امدادالسلوک'' حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی کتاب نہیں بلکہ ''رسالہ مکیہ'' کا ترجمہ ہے جو حافظ ضامن تھانویؒ کی تحریک پر حضرت نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔

اور مترجم کا یہ فرض ہے کہ وہ خیانت نہ کرے بلکہ ہوبہو ترجمہ کرلے اس میں کوتاہی، کمی نہ کرے حضرت نوراللہ مرقدہٗ چوں کہ ایک قطب عالم تھے، ولی اللہ تھے، وہ کیسے جھوٹ اور دغا دے سکتے تھے انہوں نے پوری امانت اور دیانت

داری سے ''رسالۂ مکیہ'' کا ترجمہ فرمایا ہے پھر یہ الزام ان پر کیوں؟
(مخدوم جہانیاں۔ص:۳۳۴)

مصباحی صاحب فارسی زبان کا مقولہ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد
لیکن میں آپ کیلئے کہتا ہوں دروغ گورا حافظہ نہ باشد

اب حضرت کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تحریرفرماتے ہیں کہ سایہ نہ ہونے کی روایات احادیث مشہور ہمیں نہیں دیگر کتب کی خبر نہیں اور اقوال مشہورہ قائل اعتبار نہیں۔

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ۔ص:۵۵۲)

﴿دھوکہ نمبر (۲۰) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ محمود عالم دیوبندی کے مطابق اگر امام جسم اصلی کے ساتھ ہو اور مقتدیوں کے اجسام مثالی ہوں تو جماعت نہیں ہوتی تو محمود عالم کے مطابق شب معراج انبیاء کرامؑ کی نماز ہی نہیں ہوئی اور دوسرے دیوبندیوں کے مطابق یہ تمام مقتدی اجسام مثالیہ کے ساتھ شامل تھے۔

قارئین! دھوکہ اور فریب کاری میں تو رضاخانیوں نے دنیا کے سارے فریب کار اور دھوکہ بازوں کے ریکارڈ توڑ دیئے ہم آپ کو پوری حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں حقیقت واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام اہل سنت تو صورت مثالیہ کا اثبات اور تعدُّد کے امکان کو ثابت فرمارہے ہیں اور یہی بات حضرت حکیم الامت حضرت تھانویؒ بیان فرمارہے ہیں کہ آدمی کو مثالی شکل جس طرح نینداور خواب میں بھی نظر آسکتی ہے ایسی ہی بیداری میں بھی نظر آسکتی ہے۔

رہی بات امامت کی تو خود حضرت تھانویؒ نے ''نشر الطیب'' صفحہ ۷۵/۷۶

پر صاف بات لکھ دی ہے کہ: میں (ﷺ) نے تمام انبیاء کرامؑ کی امامت فرمائی آگے لکھتے ہیں کہ پھر ارواح انبیاء کرامؑ سے ملاقات ہوئی۔

اب مولانا محمود عالم اکاڑویؒ کی بات جو ہے وہ مماتیوں کے متعلق ہے مولانا ان کا رد فرما رہے ہیں کیونکہ مماتی کہتے ہیں کہ نیا جسم تیار کیا گیا مشک وغیرہ کافور سے تو مماتی ایک الگ جسم مانتے ہیں جو پہلے والے کی طرح ہے مولانا محمود عالم دامت فیوضھم ان پر رد فرما رہے ہیں۔

حیرت ہے کہ مصباحی صاحب میں اتنی سی بات سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے اب رہی بات جسم مثالی کی جسے صوفیا جسم مثالی کہتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ روح نے اس جسم کی شکل اختیار کر لی ہو اور یہ جسم کئی ہوں اور ایک اختیار سے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے سے ہو۔ (نشر الطیب۔ص:۸۶/۸۴)

چنانچہ حضرت کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ روح کی شکل بعینہٖ وہی ہے جو انسان کی ہے جس طرح جسم کے آنکھ ناک ہاتھ اور پیر ہیں اسی طرح روح کے لئے بھی آنکھ ناک ہاتھ اور پیر سب ہیں اصل انسان کی روح ہے اور یہ ظاہری جسم روح کیلئے بمنزلۂ لباس ہے جسمانی ہاتھ روحانی ہاتھوں کیلئے بمنزلۂ آستین کے ہیں اور ٹانگیں بمنزلۂ پاجامہ کے ہیں اور سر بمنزلۂ ٹوپی کے ہے اور چہرہ بمنزلۂ نقاب کے ہے وقس علی ہذا۔ (سیرت مصطفیٰ۔ج:۱،ص:۲۰۲)

قارئین کرام!

اوپر حضرت تھانویؒ کے حوالہ سے ہم نے لکھا کہ پھر روح سے ملاقات ہوئی اور آپ نے اوپر دیکھا کہ اصل تو روح ہی ہے یہ جسم تو ظاہری ہے یہی بات حضرت تھانویؒ فرما رہے کہ جسم مثالی وہ ہے کہ روح نے جسم کی شکل اختیار کر لی ہو

ہم نے بات اور مسئلہ دونوں کو واضح کردیا کہ ہمارے علماء واکابرین کی عبارت میں کوئی تضاد نہیں، لیکن موصوف مصباحی صاحب نے تو عصبیت کی چادر تان رکھی ہے، ان کو کہاں حق نظر آئے گا۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۱) کا جواب﴾

خضر حیات یہ گمراہ آدمی ہے اس کی بات ہمارے لئے حجت نہیں ہے اسکی تفصیل پیچھے صفحات میں گذر چکی ہے۔

اور رہی بات حضرت حکیم الاسلامؒ اور حضرت لدھیانویؒ کی تو مسئلہ صاف ہے کہ وہ عقیدہ حیات النبی کی جو تفصیل ہے اس کے متعلق فرمارہے ہیں، نہ یہ کہ مطلق عقیدہ حیات النبی کے متعلق۔ کہ مطلق عقیدہ حیات النبی کی تفصیل یہ ہے کہ عقیدہ دوطرح کا ہوتا ہے قطعی اور ظنی، جو شخص قطعی کا منکر ہو وہ کافر ہوتا ہے اور جو شخص ظنی کا منکر ہو وہ کافر نہیں ہوتا اور عقیدہ حیات النبی عقائد ظنیہ میں سے ہے اسلئے اس کا منکر کافر نہیں ہوگا بلکہ گمراہ ضال مضل اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہوجائیگا۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۲) کا جواب﴾

آپ نے امام اہل سنتؒ پر کفر کا فتویٰ کا ذبہ تھوپ دیا وہ بھی اس لئے کہ انہوں نے شیخ الاسلام کہا ابن تیمیہ کو اور ''تسکین الاتقیاء'' کا حوالہ دیا کہ جس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر۔

قارئین کرام!

مصباحی صاحب کو مالیخولیا کا مرض ہوگیا ہے اور ان کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوچکی ہے کہ ان کو پوری بات دکھائی نہیں دیتی اور وہ پڑھ نہیں سکتے۔

قارئین کرام!

''تسکین الاتقیاء'' صفحہ ۱۲۵. پر ایسی حقیقت لکھی ہوئی ہے کہ جس سے منہ چرانا یہ ایک دھوکہ باز اور متعصب کا کام ہے۔

حضرت مولانا محمود الحسن دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ یہ بزرگوں کی آپس میں معاصرانہ یا ناقدانہ باتیں ہیں اور ہمارے لئے سبھی حضرات قابل قدر ہیں اور معاذ اللہ ہمارا مقصد ان جوابوں سے حافظ ابن تیمیہ کی توہین و تنقیص نہیں الخ۔

اور اسی صفحہ ۱۲۵. پر فرماتے ہیں کہ ہمارا ان حوالہ جات سے قطعاً یہ مقصد نہیں کہ ہم بھی ابن تیمیہ کی تکفیر کے قائل ہیں، ان حوالہ جات سے صرف مدمقابل کو آئینہ دکھانا مقصود ہے جبکہ رضا خانیوں کے یہاں خود اس میں آپس میں تضاد بیانیاں ہیں ملاحظہ ہو حنیف قریشی کی روئیداد مناظرہ گستاخ کون۔ ؏

احباب کو دے رہا ہوں دھوکہ
چہرے پہ خوشی سجا رہا ہوں

﴿دھوکہ نمبر (۲۳) کا جواب﴾

یہاں بھی آپ نے دجل سے کام لیا اور اپنے فاضل بریلوی کے عقیدت مندوں کی فہرست میں اول نمبر پر پہونچ گئے حتی کہ فاضل بریلوی سے بھی آگے بڑھ گئے۔

آپ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت منانے کو ہندوؤں کے سانگ کنہیا سے تشبیہ دی اور اس پر مزید یہ بھی جھوٹ کہ اللہ کا قہر خود بخود نازل فرمانے پر تلے ہیں کہ خود ہی فتویٰ جاری کر دیا۔

جب عقل ہی الٹی ہوتو اس میں ہمارا کیا قصور

قارئین کرام!

حضرت نے صاف لکھا ہے کہ نفس ذکرولادت نہایت ہی پسندیدہ اوراعلیٰ درجہ کا مستحب ہے یہاں تشبیہ نہیں دی جارہی بلکہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ تم ہرمرتبہ قیام کرتے ہواس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ تم ولادت کومکررہ مانتے ہو جیسے ولادت ہوئی ویسے قیام، اگرتم ولادت کومکررہ مانتے ہواورتمہارا یہی نظریہ ہےتو تم ہنود کے ساتھ مشابہت کررہے ہو کیوں کہ وہ اپنے کنہیا کی ولادت کومکررہ مانتے ہیں اوراصل ولادت کی نقل اتارتے ہیں تو حضرت اس کی تردید فرمارہے ہیں اس میں کہاں تشبیہ ہےاور یہ مطلب ''المہند'' میں ہی لکھا ہوا ہے جس پرآپ کی نظرنہیں پڑی۔ (المہند علی المفند :۶۹)

﴿دھوکہ نمبر(۲۴) کا جواب﴾

آپ نے ختم خواجگان اورختم پڑھنے پر اعتراض کیا ہے اور اسی کوشرک بتانے پر تلے ہیں مجھے یہاں وہ شعر یادآتا ہے۔

خدا جب دین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے

قارئین کرام!

حضرت شہیدؒ نے پہلے ہی وضاحت فرمادی ہے کہ وہ صفات جواللہ نے اپنے لئے مخصوص فرمادی ہیں ان میں ذرہ برابر بھی کوئی شریک نہیں اب اگرکوئی اللہ کی صفات کو دوسرے کیلئے خاص کرکے اس میں شریک ٹھہراتا ہےتو یقیناً وہ مشرک ہے، کافر ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسی غیراللہ کا نام لے یا دورونزدیک سے اسے پکارے کہ وہ اسکی مصیبت رفع کرتے ہیں یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے یا اس کے نام کا ختم پڑھے اور آگے حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں اس کا تصور آتا ہے یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں الخ تب یہ شرک ہے اس کو شرک فی العلم کہتے ہیں۔

لیکن اگر کسی کا عقیدہ ایسا نہ ہو وہ محض ایصال ثواب کیلئے پڑھتا ہے اور بندوں کے مقام کو مدنظر رکھ کر ختم کرتا ہے تو فلاحرج فیہ۔ اپنی طرف سے مطلب چسپاں کرنا اور اس میں ترمیم کرنا یہ تو آپ ہی کا خاصہ ہوسکتا ہے اگر ایسا نہ کرتے تو آپ کے صفحات کیسے سیاہ ہوتے۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۵) کا جواب﴾

سیرت النبیؐ کے جلسے پر دوسرے اکابرین کے اقوال کو متضاد بنا کر پیش فرمایا۔

قارئین کرام!

نفس ذکر ولادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی، افعالی، اقوالی زندگی کا تذکرہ یہ باعث اجر وثواب ہے باعث خیر ہے اور ہم اس پر فخر کرتے ہیں دراصل جن اکابرین کا حوالہ انہوں نے دیا وہ سب کے سب بریلوی رضاخانی پر رد کررہے ہیں کہ انہوں نے جو طریقہ بنا رکھا ہے، جو مراسم جو رواج جو ناچ گانے ڈھول تاشے وغیرہ اور جو کیک کاٹے جاتے ہیں اس طرح سے سیرت النبیؐ کا نام دیکر جلسے کرنا اور شیطانی خرافات اور شیطانی کام سے پیش آنا یہ یقیناً اچھی کی

پیداوار ہے۔

نفس ذکر ولادت یہ تو صحابہ سے چلا آرہا ہے۔

چنانچہ آپ کے عبدالرزاق بھترالوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت جلسے دو قسم کے ہوتے تھے ایک وہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان ہوتے تھے وہ جلسہ اللہ نے منعقد فرمایا، انبیاء کرام نے آپ کے اوصاف بیان کئے، صحابہ کرام نے آپ کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا۔

لہٰذا مطلقاً جلسہ جس میں نبی کریم ﷺ کے مجالس افعال واوصاف اخلاق واقوال کا تذکرہ ہو یہ صحابہ کرام کے دور سے چلا آرہا ہے۔

اور اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے اور سن نے سنانے کیلئے اجتماع یہ بھی ثابت ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس آئیں اور فرمایا کہ کچھ باتیں ہم سے بھی بیان فرمادیں تاکہ اللہ نے آپ کو جو بتلایا ہے ہم بھی اس کو سیکھ لیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا **اجتمعن فی یوم کذا و کذا وفی مکان کذا کذا فاجتمعن۔** (بخاری۲، ص:۱۰۸۷)

اور پھر ہم جو جلسہ کرتے ہیں اس پر تو آپ کو بھی اعتراض نہیں کیوں کہ آپ کے شیخ الحدیث عبدالرزاق بھترالوی لکھتے ہیں ''کسی کا نام پیغمبر انقلاب کا نفرس، کسی کا نام سیرت النبی ﷺ ..الخ راقم نے کبھی کسی عنوان پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خیال یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ذکر ہوتا رہے خواہ کسی نام سے بھی ہو''۔

قارئین کرام!

ذرا غور فرمائیں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اعتراض نفس ذکر ولادت پر نہیں ہے بلکہ آج کل سیرت النبی ﷺ کے جلسے میں جو غلط طریقے رائج ہیں ان

پر اعتراض ہے اور یہی بات علماء حق علماء اہل سنت اپنی کتابوں میں فرمارہے ہیں نہ یہ کہ نفس ذکر ولادت کو منع فرمارہے ہیں اللہ آپ کو عقل سلیم نصیب فرمائے۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۶) کا جواب﴾

کہ جشن دیوبند علماء دیوبند کے مطابق بدعت ہے۔

قارئین کرام!

ہم نے آج تک جشن دیوبند کبھی نہیں کہا یہ تو رضا خانی صاحب کی طرح جھوٹے لوگ فریب دیتے ہیں، بھلا اخبار اور نیوز والوں کی باتیں کب سے معتبر ہونے لگیں اور رضا خانیوں کے یہاں تو اخبار کی بات معتبر ہی نہیں تفصیل کیلئے دیکھئے، کلیات مکاتیب رضا، تو تم کس منہ سے ہم پر یہ اعتراض چسپا کررہے ہو۔

ہم نے کسی کو دعوت بھی نہیں دی اگر کوئی ہمارے یہاں آتا ہے تو یہ سنت رسول ﷺ ہے کہ ہم آنے والے کی عزت وتکریم کریں۔

اگر کوئی سرکاری یا سیاسی پارٹی کا رکن دارالعلوم کے صد سالہ جلسہ میں آیا تو اس میں ہمارا کیا قصور، ہم نے تو دعوت نہیں بھیجی۔

ہم نے اس کا تفصیلی جواب اپنی بارہ گھنٹہ کی ویڈیو میں دیدیا ہے من شاء فلیراجع۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۷) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے جلوس بدعت ہیں علماء دیوبند کا فتویٰ اسی پر ہے جبکہ حضرت جھنگویؒ نے جلوس کا حکم فرمایا تو یہ تضاد ہوا۔

قارئین کرام!

صحابہ کرام ہمارے رہنما اور سالار اعظم ہیں وہ ستاروں کی مانند ہیں جو لوگ صحابہ سے دشمنی رکھتے ہیں، ان سے بغض وعناد رکھتے ہیں، سر بازار ان کی عزت نیلام کرتے ہیں، حضرت صدیق جو افضل البشر بعد الانبیاء ہیں ان کی عظمت وتقدس کو پامال کرتے ہیں، اگر حضرت جھنگویؒ نے بطور احتجاج شیعہ کے خلاف شیعہ کی زبان کو لگام دینے کیلئے صحابہ کی عظمت کو بتانے کے لئے احتجاجاً جلوس نکالا تو اس میں کیا قباحت ہے یہ تو احتجاجی جلوس ہے۔

مصباحی صاحب اس سے آپ کے پیٹ میں کیوں درد ہو رہا ہے فتویٰ ان جلوسوں پر ہے جو ماہ محرم الحرام اور ماہ ربیع الاول میں ڈھول تاشے قوالی اور ناچ گانوں کے ساتھ نکالے جاتے ہیں اور مرد وزن کا کوئی امتیاز نہیں رہتا ہے۔

جبکہ یہاں تو احتجاج ہو رہا ہے وہ بھی اس لئے کہ شیعہ حضرات ماتم منانے کیلئے، کبار صحابہ سے بغض نکالنے کیلئے، پورا ملک بند کرا دیتے ہیں اگر ان کی اس حرام کاری اور ان کی اس بیہودگی پر کوئی سنی احتجاجاً جھنڈا بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم شیعوں کو اجازت دیکر پورے ملک میں تعطیل کراتے ہو، علامہ اقبال کے نام پر یوم تعطیل مناتے ہو، تم فلاں فلاں کے نام پر ملک بند کروا دیتے ہو، تو پھر صحابہ کرام کے سامنے ان سب کی وقعت جوتے کی نوک پر ہے وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں تم یوم صدیق اکبر پر تعطیل کرو یوم عثمان پر تعطیل کرو وغیرہما۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرتؒ نے یہ بطور احتجاج کیا تھا اور اپنے حقوق کا مطالبہ کیا تھا نہ یہ کہ مروجہ جلوس کی اجازت دیتی تھی۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۸) کا جواب﴾

آپ نے سبز عمامہ کو دست وگریباں بناڈالا جبکہ بہت صاف ستھری بات ہے۔

قارئین کرام!

ہم اہل سنت و جماعت کے یہاں سبز عمامہ پہننا اس وقت بدعت ہے جب اس کو ضروری سمجھ لیا جائے اسی کے ذریعہ اپنی شناخت قائم کی جائے اور دوسرے عمامہ پر اس کو ترجیح دی جائے اپنی جماعت کی نشانی اور امتیاز بنالیا جائے تو اس وقت ہم کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

اگر کوئی اس کو ترجیح نہیں دیتا بلکہ اس لئے باندھتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو سبز رنگ محبوب تھا تو کوئی حرج نہیں۔

قارئین کرام!

رضا خانیوں میں بھی اس مسئلہ میں خوب طعن وتشنیع ہے۔

چنانچہ مولوی ابوداؤد صادق لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ عمامہ سفید رنگ کا ہو اور اس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ شریف سفید رنگ کا ہوتا تھا ویسے بھی آپ سفید لباس کو بہت پسند فرماتے تھے۔

چنانچہ آپ کا ارشاد کہ اے لوگو سفید کپڑوں کو اختیار کرو تم میں سے جو زندہ ہے وہ بھی سفید کپڑے پہنے اور جن کا انتقال ہو جائے ان کو بھی سفید کپڑوں میں کفناؤ۔ (دعوت عمل۔ص:۹۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ امیر دعوت اسلامی کی من مانی وخود پسندی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ خود اور ان کی دعوت اسلامی نمائشی وعلامتی طور پر باقی لباس تو سفید

استعمال کرتے ہیں، لیکن وہ اوران کی جماعت عمامہ شریف سفید کے بجائے سبز عمامہ کوترجیح دیتے ہیں اوراسے دعوت اسلامی کا علامتی نشان سمجھا جاتا ہے۔

جبکہ بقول محققین عمامہ بھی سفید سنت ہے اور دوسرے رنگ کا عمامہ باندھنا بطور جواز ہے لیکن دعوت اسلامی کے ماحول میں لیبل سنتوں بھرے اجتماع کا کیا جاتا ہے لیکن ایسے اجتماعات میں سفید کے بجائے سبز عماموں کی کثرت اور نمازیں سنّت مکبرین کے بجائے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال دونوں سنتوں سے محرومی کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا جاتا ہے بلکہ خود امیر دعوت اسلامی بھی سفید عمامہ کی سنت کے بجا آوری کے اپنی من مانی سے سبز عمامہ باندھنے کو ذاتی و جماعتی طور پر ترجیح دیتے ہیں اوراسی طرح امیر دعوت اسلامی کی ذات قول وفعل کے تضاد میں بھرپور طور پر ملوث ومبتلاء ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ (مکتوب مولانا ابوداؤد بنام مولانا ابوالہلال، ص:۲۱/۲۲)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ لباس سفید رنگ کا پسند تھا اکثر عمامہ قمیص اور تہبند استعمال فرماتے تھے، کبھی سیاہ عمامہ بھی ثابت ہے۔ (رسالہ نعیمیہ۔ص:۱۷۹)

مولوی عمر اچھروی لکھتے ہیں کہ: ہمیشہ آپ سفید لباس سفید عمامہ استعمال فرماتے رہے ہیں آپ کا جنگی عمامہ لوہے کی خود سے میلا اور سیاہ ہو چکا تھا۔

(مقیاس خلافت۔ص:۹۲)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں کہ عمامہ سنت کے مطابق چاہئے کہ ٹوپی پر باندھا جائے مع شملہ کے ہو عام دنوں میں سات ہاتھ ہو جمعہ کی نماز میں بارہ ہاتھ ہو جو شملہ آدھی پیٹھ تک ہو۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ۔ج:۶ص:۱۲۱)

مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ سبز عمامہ پہننا جائز ہے اسے سنت کا درجہ دینا غلط ہے۔ (لباس رسول کی تفصیل۔ص:۱۰)

مفتی وقار العین صاحب لکھتے ہیں: کہ اس وقت دیندار کے نام سے ایک جماعت کام کر رہی ہے اس کا ہر پیر سبز رنگ کا عمامہ باندھتا ہے وہ قادیانیت اور دوسرے گمراہ فرقوں کا مجموعہ ہے ان پر سب نے کفر کا حکم لگایا ہے سبز رنگ کا عمامہ باندھنے میں ان سے مشابہت ہوگی لہٰذا یہ ناجائز ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ "**من تشبہ بقوم فھو منھم**".

لہٰذا اہل سنت والجماعت کو ان بے دینوں کی مشابہت سے بچنا چاہئے ورنہ ان بے دینوں کو اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے بہانہ مل جائے گا کہ وہ جاہلوں کو دکھا کر یہ بتائیں گے کہ وہ ہمارے مذہب کے ماننے والے اتنے ہوگئے اسلئے اس رنگ کے عمامہ سے بچنا چاہئے دیندار جماعت والے اپنا مذہب پھیلانے میں دن رات مصروف ہیں اور اپنی مسجدیں بھی بنا رہے ہیں۔
(وقار الفتاویٰ جلد:۲ر صفحہ:۲۵۴)

قارئین کرام!

یہ تو ایک گروہ کی بات ہوئی اب ان سب کا فریق مخالف بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی فیض اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت ابورمثہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز رنگ کی چادروں میں ملبوس دیکھا اس سے مراد ایسی چادر ہے جس میں سبز دھاریاں تھیں اگرچہ خالص سبز ہونے کا بھی احتمال رکھتی ہے لیکن دیار عرب میں یہی معنی مشہور و معروف ہے اور زرد رنگ بھی اس معنی میں ہے کہ زرد رنگ کی دھاریاں تھیں۔ (لباس رسول کی تفصیل: ص:۳۲)

مولوی حبیب اللہ رومی صاحب لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا تو آپ ﷺ

نے دوسبز چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں سبز چادر میں حلہ حمراء بھی سرخ جوڑے کی طرح سبز دھاریاں تھیں جو شخص حلہ الحمراء سے مراد سرخ گہرا جوڑا سمجھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ یہاں بھی گہرہ سبز رنگ کہے حالانکہ محدثین میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ (لباس مصطفیٰ ﷺ۔ص:۲۵/۲۴)

یہی مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ شمائل ترمذی میں ابوالبشرؓ سے یوں مروی ہے کہ ''رأيت النبی ﷺ وعلیه بردان اخضران ''یعنی میں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو آپ نے دوسبز مخطط چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے جب برد سے مراد خطوط والی چادر ہے تو بردان کے بعد اخضران کی تہہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ برد میں سبز خطوط ہیں اگر حدیث میں برد اخضر سے محض سبز چادر مراد ہو تو یہ برد نہیں رہے گی۔

(لباس مصطفیٰ ﷺ۔ص:۹۶)

معلوم ہوگیا کہ سبز لباس سے مراد سبز رنگ کی دھاریاں تھیں مکمل سبز مراد ہوتا یہ عرف عرب کے خلاف ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ پگڑی بھی لباس میں شامل ہے جیسا کہ ابوداؤد محمد صادق صاحب لکھتے ہیں کہ لباس کے متعلق چند ضروری گزارشات کے بعد اب ہم مختصراً کیفیت لباس کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں ہمارے اسلامی وقومی لباس میں عمامہ کا مقام بہت اہم ہے۔ (دعوت عمل۔ص:۸۷)

مفتی احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ لباس سفید رنگ کا پسند تھا اکثر عمامہ قمیص اور تہبند استعمال فرماتے تھے کبھی سیاہ عمامہ بھی ثابت ہے۔

(رسائل نعیمیہ۔ص:۱۷۹)

تو سبز لباس جب سبز دھاری ثابت ہوا عمامہ بھی شامل ہونے کی وجہ سے سبز دھاری ہوا۔

مولوی عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر پہنو بھی تو وہ جو پسندیدہ مصطفیٰ ﷺ ہو، وہ پہننا چاہیئے، محبّ تب کہلاتا ہے، آپ پسند فرمائیں سفید کپڑا اورتم پسند کرو سیاہ تو یہ محبت کے خلاف ہے۔ (مقیاس خلافت۔ص:۸۹)

معلوم ہوا کہ دعوت اسلامی والوں کا سبز رنگ کو پسند کر لینا پسندیدۂ مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے اور یہ لوگ محبّ بھی بقول اچھروی صاحب نہیں ہو سکتے۔

اب آیئے مولوی غلام سرور قادری لاہوری کی بھی پڑھیئے!

ماہنامہ البر لاہور ۱۹۹۳ء نومبر کے شمارہ میں انہوں نے ایک مضمون لکھا ہے وہ ہو بہو نقل کرتا ہوں۔

﴿سبز عمامہ بدعت ہے﴾

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ جس کی اصل نہ سنت میں ہو اور نہ شریعت میں وہ بدعت ہوتی ہے لہٰذا کسی گروہ کا سبز عمامہ کو دینی و مذہبی اعتبار سے اپنی علامت و پہچان بنانا جیسے ہمارے دعوت اسلامی والے بنائے پھر رہے ہیں بدعت و نا جائز ہے۔ کیونکہ سنت و شریعت میں اسکی کوئی اصل نہیں ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واما العلامة الخضراء فلا اصل لها وانها حدثت سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة بامر الملک شعبا ن بن حسن۔

کہ شریفوں کے لیے سبز پگڑی کی علامت کی کوئی بنیاد نہیں، یہ سبز پگڑی کی بدعت بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۷۷۳ھ میں نکالی گئی ہے۔

(الفتاوی الحدیثیہ۔صـــ۱۶۸)

یہاں سے واضح ہوگیا کہ سبز پگڑی کو بطور خاص علامت ٹھہرا کر استعمال کرنا بدعت ہے جو ۷۷۳ھ میں ایک بادشاہ کے حکم سے پیدا کی گئی۔لہذا ہمیں سبز پگڑی کو اجتماعی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عمل بدعت ہے اور یک بادشاہ سے منسوب ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ بھی یہی فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو:

ھل یلبسون العلامة الخضراء؟والجواب ان ھذه العلامة لیس لها اصل فی الشرع ولا فی السنةولا کانت فی الزمن القدیم وانما حدثت .

کیا شریف لوگوں کو سبز پگڑی اپنی علامت کے طور پر پہننا چاہئے؟ جواب یہ ہے کہ سبز پگڑی کی علامت کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی اور سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف بن شعبان کے حکم سے وجود میں آئی۔

﴿سبز عمامہ کی سنت میں اور شریعت میں کوئی اصل نہیں۔امام کتانی﴾

اہل سنت کے مؤرخین ومحدثین وفقہاء وعلماء نے واضح لکھا ہے کہ یہ عمامہ اشراف کے لئے سنت سے ثابت نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے چنانچہ امام محمد بن جعفر کتانی علیہ الرحمۃ ''الدعامہ'' میں لکھتے ہیں کہ:

ان ھٰذا العمامه الخضرء لیس لها اصل فی الشرع ولا فی السنةولا کانت فی الزمن القدیم وانما حدثت سنة ثلاث وسبعین وسبعمائة بامرالاشرف بن شعبان بن حسن۔

سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی زمانۂ قدیم میں تھی یہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ھ میں بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔ (الدعامہ۔ص:۹۵)

یعنی اشراف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (سادات) کے لئے سبز پگڑی کی علامت کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، اور نہ ہی زمانہ قدیم میں شریفوں کیلئے علامت کے طور پر اس کا کوئی وجود نظر آتا ہے۔ اس کا شریفوں (سادات) کیلئے علامت قرار پانا بدعت ہے جو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے بنائی گئی۔

سیدنا غوث اعظمؒ کی کتاب ''السفینة القادریه'' کی شرح میں سید العلماء محمد المنلا فرماتے ہیں:

واعلم ان تعليم الاشراف بالعمامة الخضراء ليس لها اصل فی الشرح ولا فی السنةولا كانت فی الزمان القديم وانما حدثت فی سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة بامر الملك الاشراف شعبان بن حسن۔

معلوم ہوا کہ اشراف کو سبز عمامہ کے باندھنے کی تلقین کرنا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت میں اور نہ ہی یہ سبز پگڑی کی علامت زمانۂ قدیم میں تھی بلکہ یہ بدعت تو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔ (شرح سفینہ قادریہ۔ص:۳۹)

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سبز وغیرہ رنگ کے مقابلہ میں سفید عمامہ کو ترجیح دینے کا حکم دیا مگر ہمارے مہربان مولانا محمد الیاس

قادری صاحب اوران کے پیروکار دعوت اسلامی والے بھائی، لوگوں سے سفید عمامہ چھڑواکران کوسبز عمامے بندھواتے پھر رہے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ وہ لوگوں کواس رنگ کے عمامہ کے باندھنے کی ترغیب دیتے جس کے باندھنے کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیح دینے کا حکم فرمایامگر یہ مہربان ایک طرف سے تو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ فرماتے ہیں اور دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برعکس بھی رہے ہیں۔

امام علی بن سلطان القادری مکی علیہ الرحمۃ م: ۱۰۱۴ھ اپنی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ای ثوب تکبر وتفاخر وتجبر اومایتخذ ہ المتزھد لیشھر نفسہ بالزھداوما یشعر بہ المتسیدمن علامۃ السیادۃ کا الثوب الاخضراوما یلبسہ المتفقھۃمن لیس من الفقھاء والحال انہ من جملۃ السفھاء .

یعنی جس نے تکبروفخر وجابرانہ انداز کا لباس پہنایا اپنے آپ کوزہد ونیکی سے مشہور ومعروف کرنے کے لئے کوئی مخصوص لباس اختیارکیااپنی بزرگی کی نمائش کے لئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت ٹھہرالیایاعالم دین نہ تھامگر وضع قطع علماء کی اختیارکی تو ایسے شخص یا ایسے لوگوں کو اللہ تعالی قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا یعنی وہ قیامت کے دن ذلیل ورسواہوگا۔ (ج:۴،ص:۴۳۰)

سیاہ عمامہ

سبز عمامہ کے مقابلہ میں سیاہ کی احادیث روایات اس قدر بکثرت ہیں اور صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا اس قدر بکثرت سیاہ عمامہ باندھنا ثابت ہے کہ یہ

کہنا بجا ہوگا کہ سفید عمامہ کے بعد سیاہ عمامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین اور ائمۂ مجتہدین واولیاء کرام کو زیادہ محبوب تھا یہاں تک کہ سیاہ عمامہ کا استعمال اہل اسلام کی علامت بن گیا۔

لہٰذا اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لئے سبز یا کسی اور رنگ کی پگڑی اپنے لئے مخصوص کرنا مجوس کا طریقہ ہے۔ لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ وہ کسی بھی رنگ کو استعمال کرے جائز ہے مگر اس بات کا خیال رکھے کہ اس رنگ کو اپنے لئے ہمیشہ کے لیے مخصوص نہ کرے کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ عمامہ اور دیگر لباس سفید پہنے اور کبھی کبھی مختلف قسم کے رنگدار بھی استعمال کرے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے کہ اکثر سفید اور کبھی سیاہ اور کبھی زعفرانی اور کبھی پیلا بھی استعمال کرتے۔

الحمدللہ ہم نے عمامہ سے متعلق سیر حاصل بحث کردی ہے امید ہے کہ دعوت اسلامی والے بھائی اور خصوصاً محترم محمد الیاس قادری صاحب اس کو غور سے ملاحظہ فرما کر سبز پگڑی والی علامت کو چھوڑ کر سفید عمامہ کو ہی استعمال کریں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے اور آپ کا فرمان بھی ''کہ سفید لباس پہنو کیونکہ وہ تمہارے لباس میں سب سے بہتر ہے''۔

نوٹ:۔ یہ مضمون نومبر ۱۹۹۳ء کے ماہنامہ ''البر'' سے ماخوذ ہے۔

﴿سبز عمامہ باندھنا جائز ہے﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی رسوله الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ سبز عمامہ باندھنا کیسا ہے؟ کیا یہ رنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے؟ اگر کسی امام نے سبز عمامہ باندھا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (عبداللطیف)

الجواب:۔بسمہ وحمدہ تعالیٰ۔عمامہ کے بارے میں خلاصۃ الفتاویٰ جلد سوم کے آخر میں فارسی میں ایک رسالہ **ضیاء القلوب فی لباس المحبوب** لگا ہوا ہے۔

غالبًا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا ہے اس میں عبارت یہ ہے۔

مسئلہ: دربستن دستار سنت است کہ سفید باشد بے آمیزش رنگ دیگر، ودستار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفید بود، وگاہے دستار سیاہ واحیانًا سبز۔

یعنی پگڑی باندھنے میں سنت یہ ہے کہ بالکل سفید ہو، بغیر دوسرے رنگ کی آمیزش کے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پگڑی مبارک اکثر اوقات سفید ہوتی تھی اور کبھی کالی اور کسی وقت ہری (سبز) اس کے علاوہ صحاح کی اکثر احادیث میں اس مضمون کی روایات ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس پسند تھا، اور سفید لباس پہننے کا حکم فرمایا اور مردوں کو سفید کفن دینے کی ہدایت فرمائی، لہٰذا عمامہ میں سنت تو سفید رنگ ہے سیاہ اور سبز سنت نہیں بلکہ جائز ہے اور ان میں اگر کسی بد مذہب سے مشابہت پیدا ہو جائے تو یہ ناجائز ہو جائے گا۔

جیسا کہ بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ محرم کے زمانہ میں کالے رنگ کے کپڑے پہننا شیعوں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے اور سبز رنگ کے کپڑے جاہل تعزیہ بنانے والے کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے۔اس وقت ''دیندار انجمن'' کے نام سے ایک جماعت کام کررہی ہے۔اس کا ہر ممبر سبز رنگ کا عمامہ باندھتا ہے۔وہ قادیانیت اور دوسرے گمراہ فرقوں کا مجموعہ ہے،ان پر سب نے کفر کا فتویٰ اور حکم دیا ہے۔سبز رنگ کا عمامہ باندھنے سے ان سے مشابہت ہوگی،لہٰذا یہ ناجائز ہے۔حدیث میں فرمایا ''من تشبه بقوم فهو منهم ''جو کسی قوم سے مشابہت کریگا وہ انہیں میں سے ہے،لہٰذا اہل سنت کو ان بے دینوں کی مشابہت سے بچنا چاہئے،ان بے دینوں کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے یہ بہانہ مل جائے گا کہ وہ جاہلوں کو دکھا کر یہ بتائیں گے کہ ہمارے مذہب کے ماننے والے اتنے ہوگئے۔اس لئے اس رنگ کے عمامہ سے بچنا چاہئے۔''دیندار انجمن'' والے اپنا مذہب پھیلانے میں دن رات مصروف ہیں اور اپنی مسجدیں بھی بنارہے ہیں۔نیو کراچی میں ابھی حال ہی میں ایک نئی مسجد علیحدہ بنائی ہے۔

(وقارالدین غفرلہٗ)

نوٹ:۔یادرہے کہ حضرت مولانا مفتی وقارالدین صاحبؒ جناب محمد الیاس قادری صاحب کے پیرومرشد ہیں۔

اب دوسرے گروہ کی سنئے!انہوں نے کتابیں لکھیں سبز عمامہ کے جواز پر اور اس میں سے بعض نے یہ نام رکھا کہ ''سبز عمامہ سے کذاب جل اٹھے''۔

ایک رسالہ فیض اویسی صاحب نے لکھا سبز عمامہ کا جواز!وہ لکھتے ہیں کہ اسے بدعت وحرام اور مکروہ کہنا دین میں فتنہ انگیزی ہے۔(سبز عمامہ کا جواز۔ص:۴)

اویسی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ عمامہ سنت ہے خواہ کسی رنگ کا ہو اگرچہ

افضل سفید رنگ ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اسی طرح سبز عمامہ کا مسنون ہونا ثابت ہے۔

اویسی صاحب کا دماغ ٹھکانے پر نہیں، کیوں کہ ایک جگہ کہتے ہیں اسے سنت سمجھنا غلط ہے اور اب خود ہی سنت بھی کہہ رہے ہیں۔

ایک جگہ لکھتے ہیں دور حاضر میں جن صاحبان نے سبز عمامہ کو بدعت وحرام کہا انہوں نے شریعت مطہرہ پر افتراء اور خود کو مستحق سزا بنایا ہے۔ یہ ظلم عظیم ہے کہ صرف سبز عمامہ کو بدعت اور حرام گردانا جائے۔ (سبز عمامہ کا جواز۔ ص:۱۰/۷)

اسے بدعت و ناجائز کہنا بجائے خود جرم اور بدعت و ناجائز ہے بلکہ ظلم عظیم ہے۔

اسے مفتی غلام سرور صاحب پر ٹیڑی مجتہد کا سایہ پڑ گیا ہے یا انہیں دعوت اسلامی سے کوئی رنجش ہے جس کی وجہ سے وہ سبز عمامہ کے عدم جواز کے علاوہ بدعت کے کھاتے ڈال رہے ہیں۔ (سبز عمامہ کا جواز۔ ص:۳۲)

خلاصہ یہ نکلا کہ منکرین بھی مجرم اور قائلین بھی، قائلین کو مانعین برا کہیں اور مانعین کو قائلین۔

﴿دھوکہ نمبر (۲۹) کا جواب﴾

سالگرہ کے متعلق آپ نے تضاد بیانی دکھانا چاہا کہ ایک بدعت اور ناجائز کہہ رہا ہے اور ایک جائز کہہ رہا ہے۔

قارئین کرام!

رضا خانی صاحب اپنے تعارف میں فرماتے ہیں کہ یہ مفتی ہیں اور فتاویٰ جات کا کام کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ فقہ کے قواعد سے بالکلیہ ناواقف ہیں۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ سارے مضامین میں سرقہ کیا ہے، خود اس قابل نہیں کہ کچھ کر سکیں تو نقلچی بن گئے اور صفحات سیاہ کر ڈالے۔

حضرت اقدس حضرت گنگوہیؒ کا جوفتویٰ ہے وہ اس وقت کا ہے جب اس کا اتنا رواج نہیں تھا اور لوگ طرح طرح کے مروّجات بدعات اور خرافات میں مبتلاء نہ تھے کیک نہیں کاٹا جاتا تھا، غیروں کی مشابہت کا معاملہ نہیں تھا، لیکن جیسے جیسے حالات بدلے وقت نے کروٹ لی تو شیطانیت بھی بڑھ گئی اور خرافات میں بھی اضافہ ہو گیا تب علماء کرام نے متفقہ فتویٰ دیا کہ یہ حرام ہے۔

کیوں کہ اس میں قباحت ہے اور ''من تشبہ بقوم'' کے زمرہ میں داخل ہو چکا ہے، اس لئے منع فرمایا اور یہ قاعدہ فقہیہ ہے ''تغیر الفتویٰ بتغیر الزمان والمکان والاحوال والعادات ''اسی طرح قاعدہ ہے ''الاحکام التی یتغیر بتغیر الزمان''۔

جس آدمی کو قاعدہ فقہیہ سے واقفیت نہ ہو، وہ چلا ہے ہمارے اکابرین پر اعتراض کرنے۔

﴿دھوکہ نمبر (۳۰) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الہندؒ بے وقوف ہیں۔

قارئین کرام!

یہ عجیب بات ہے حوالہ خود اپنی ذاتی کتاب کا دے رہے ہیں اور حکم بھی خود لگا رہے ہیں۔

مناظرۂ جھنگ یہ کتاب ہمارے لئے کیسے اور کب معتبر ہوگئی؟ جو آپ خود ساختہ حوالہ ہم پر تھوپ رہے ہیں وہ بھی بریلوی رضا خانی کی کتاب سے جو کہ ہمارے نزدیک معتبر نہیں۔ کیوں کتابوں میں ہیرا پھیری اور کمی زیادتی میں تو آپ حضرات اتنے ماہر ہیں کہ دنیا کے خداع اور فریب کار لوگ آپ پر عش عش

کرتے ہیں۔ ممکن ہے آپ کو ہماری باتیں بری لگتی ہوں، لیکن یہ اصول ہمارا نہیں ہے بلکہ آپ ہی کا خودساختہ اصول ہے۔

چنانچہ نصیرالدین سیالوی صاحب حضرت امام اہل سنتؒ پر گرجتے ہوئے رقم طراز ہیں: اولاً اپنے ہی مولوی کے لکھے ہوئے رسالہ کا حوالہ دینا نہ یہ برہانی انداز ہے اور نہ جدلی انداز ہے۔ (عقیدات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ صفحہ ۵۰)

اور محاسبۂ دیوبندیت میں مولوی حسن علی رضوی صاحب لکھتے ہیں: کہ گھر سے الزام اور گھر سے ثبوت دیوبندیوں وہابیوں کی یہ مکارانہ روش ہے کہ اہل سنت کے خلاف ایک دیوبندی اپنی من گھڑت کتاب میں دل پسند الزام عائد کرتا ہے دوسرا دیوبندی مصنف اس کا حوالہ دیتا ہے۔ (محاسبۂ دیوبندیت۔ص.۹۹)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: کہ اول تو عرس یا نذرانہ عرس کراچی سے شائع شدہ ان کی اپنی کتاب ہے، ہمارے لئے حجت ہے نہ معتبر۔ (ایضاً۔ص.۱۰۷)

خلاصہ یہ نکلا کہ مصباحی صاحب اپنی ہی کتاب کا من گھڑت حوالہ دیکر مکارانہ روش اور دل پسند الزام عائد کرتے ہیں جو ہمارے لئے حجت نہیں ہے اور نہ ہی معتبر اور آپ نے عنوان دیا کہ گستاخانہ عبارت اور تھانوی کی تاویلیں، اسمیں آپ نے حافظ اسلم اور حضرت تھانویؒ کو آمنے سامنے کردیا اور تضاد بنانے کی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام!

عرض یہ ہے کہ اولاً ''نور سنت'' کے شمارہ میں صاف لکھا ہے کہ ادارہ کا ہر مضمون نگار کی رائے سے بالکلیہ اتفاق ضروری نہیں ہے۔

لہٰذا حافظ محمد اسلم نے اپنی طرف سے اگر کوئی بات لکھی ہے تو وہ ہمارا متفقہ

اور اجماعی عقیدہ تو نہیں ہو گیا اور نہ ہی ہمارے لئے حجت ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں کے مکاتیب بنام ''کلیات مکاتیب رضا'' میں لکھا ہے کہ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب وفصول یا فہرست الخ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہل سنت کا معتقد ہوتا ہے وہی خود ان علماء کا دین معتمد ہوتا ہے ہنگامِ ذکر، دلائل، ابحاث ومناظرہ جو کچھ بھی ضمناً لکھے جاتے ہیں اس پر نہ اعتماد ہے نہ خود ان کا اعتقاد ہے۔

لہٰذا مناظرہ جھنگ کا جو حوالہ آپ نے دیا ہے وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔

ثانیاً اگر ایسا ہو بھی تب بھی یہ ہنگامی اور مناظرہ کے درمیان کی بات ہے لہٰذا یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر اعتماد ہوگا۔

تیسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہفواتِ عشاق ہیں۔

اس میں تو رضاخانیوں کے یہاں اچھی خاصی جنگ ہے۔

﴿حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں﴾

چنانچہ ''التصدیقات لدفع التلبیسات'' میں لکھا ہے کہ: اپنی ذات سے کمال عقیدت کا امتحان لینے کیلئے خود کفر بولنا اور سامنے والے سے کفریہ کلمات نکلوانا ان نفوس قدسیہ رکھنے والوں سے ہرگز ممکن نہیں۔

اور آگے یہاں تک لکھا ہے کہ اس کو درست قرار دینے کی کوشش کو کبھی بھی بنظر استحسان نہیں دیکھنا چاہئے۔ (التصدیقات لدفع التلبیسات: ص۵۳)

خلاصہ یہ نکلا کہ اگر یہ بات درست ہے تو یہ کفریہ بات ہے، اس کی تاویل بھی غلط ہوگی اور پھر آپ نے خود ان عبارات کو گستاخانہ کہا، چنانچہ آپ لکھتے ہیں ''گستاخانہ

عبارت اور تھانوی کی تاویلیں'' مطلب آپ بھی ان کو گستاخانہ مانتے ہیں۔

اب دوسری طرف کی تاویلات بھی ملاحظہ ہوں۔

چنانچہ مفتی عبدالرحیم سکندری فرماتے ہیں: کہ جتنے صاحب اسرار وہاں تک پہونچتے ہیں انہوں نے ذوق ومستی کا کلام فرمایا ہے صوفیاء کرام اس کو شطح کا نام دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ شطحیّات جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں ان کے مطابق ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہیئے (سیف سکندری: ص، ۱۰۳)

اور مفتی حنیف قریشی لکھتے ہیں: اس کے بعد حضرت خواجہ غلامؒ نے صوفیاء کرام کے ذوق ومستی کے کلام اور ان کی شطحیّات کو اکٹھا کیا ہے کہ بطورت شطح کسی بزرگ کی زبان کیا کلام سرزد ہوا ہے، اور بہت لمبی چوڑی بحث کی ہے تفصیل کیلئے دیکھئے مناظرہ گستاخ کون؟ صفحہ: ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۱۶۔

خلاصہ یہ نکلا کہ ایک طرف تم کہتے ہو کہ یہ کفریہ عبارات ہیں اور اس کی تاویل کرنا بھی درست نہیں بلکہ استحسان کی نظر سے بھی منع فرمادیا اور گستاخانہ آپ نے لکھا اور دوسری طرف تم خود ان کی تاویلات بھی کرتے ان کی شطحیّات پر محمول کرتے ہو، ان کو شوق ومستی پر محمول کرتے ہو۔

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ کون درست کہہ رہا ہے؟ اور کون گستاخ کہہ رہا ہے؟ ماکان جوابکم فھو جوابنا.

﴿دھوکہ نمبر (۳۲) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ میں ایک بانی اسلام کہتا ہے اور ایک منع کرتا ہے اور یہ خانہ جنگی ہے۔

قارئین کرام!

جس آدمی کو اتنی سی بات سمجھ میں نہ آئے اس پر ہم کیا کہیں؟ رضا خانیوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے دامن کو پکڑ لیں اور مارے حسرت اور افسوس کے رونا روئیں کہ ہمارے مجدد اتنی سی بھی بات نہیں سمجھ سکتے۔

دراصل اس میں کوئی تناقض نہیں کیوں کہ حضرت شیخ الہندؒ نے مجازی معنی میں استعمال فرمایا ہے اور حضرت حکیم الامتؒ نے حقیقی معنی میں استعمال فرمایا ہے کیوں کہ حضور ﷺ امت میں اس شریعت کے پھیلانے کا ذریعہ اور سبب بنے ہیں تو ذریعہ اور سبب کی حقیقت سے حضرت شیخ الہندؒ نے بانی اسلام کہا جیسے شارع اصل تو اللہ ہی ہیں لیکن ہم شارع علیہ السلام بھی کہہ دیتے ہیں مجازی معنی کے اعتبار سے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کی یہ بات بہت پہلے کی ہے اور حضرت تھانویؒ کی تحقیق بعد کی ہے، حضرت شیخ الہندؒ کے دور میں یہ بات عیسائیت کی طرف سے مروج تھی، اس کا اتنا رواج اور اتنی اشاعت نہیں تھی، جیسے لفظ امام، یہ روافض اور شیعہ کی طرف سے چلا تھا لیکن ہم بھی کہتے ہیں اور روافض بھی، روافض عقیدۂ امامت کی وجہ سے بولتے ہیں اور ہم مقتدیٰ، پیشوا، سردار کی حیثیت سے بولتے ہیں، لہٰذا حضرت شیخ الہندؒ اور حکیم الامتؒ کی عبارت میں اسی طرح کوئی تناقض تعارض نہیں ہے۔

﴿دھوکہ نمبر (۳۴) کا جواب﴾

آپ نے امام سخاوی اور علامہ سیوطی کو کافر و مشرک بنا ڈالا اس پر ہم آپ کو بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ویحک!!!!!

قارئین کرام!

ہم احد کے جو معنی مراد لیتے ہیں اس اعتبار سے بالکل ہی شرک نہیں، کیوں کہ ہم احد سے مراد لیتے ہیں ''آپ اپنی مثال آپ ہیں'' آپ یکتائے روزگار ہیں، آپ کا کوئی ثانی نہیں، آپ کی صفات آپ کے جمیع کمالات ومحاسن سب میں آپ تنہا ہیں، سب میں آپ یکتائے روزگار ہیں، ہر صف کے آپ امام ہیں، آپ کی کوئی نظیر نہیں،

برخلاف رضا خانیوں کے کہ وہ ان معانی میں استعمال نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت میں شریک کرتے ہیں بلکہ خدا ہی سمجھتے ہیں۔

چنانچہ مولوی احمد رضا حدائق بخشش میں لکھتے ہیں:

وہی اول وہی آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اس سے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش۔۱/۱۱۴)

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں بنتی
خدا پر تم کو چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو

(ایضاً۔۲/۱۰۴)

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر اک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

(ایضاً۔۲/۱۰۴)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

آپؐ احد واحمد ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ۔۲۹۸/۱۵)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:

ع کبھی انا احمد بے میم پڑھا کبھی انا عرب بے عین پڑھا۔
(دیوان قادری۔ص:۸۲)

قارئین کرام!

ذرا غور فرمائیں ان تمام حوالہ جات میں کیسے اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کو ایک بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔

رضا خانیوں نے غلو میں نہ تو اللہ کے مقام ومرتبہ کا لحاظ کیا اور نہ ہی حضور ﷺ کے مقام ومرتبہ کا لحاظ کیا ایں چہ بوالعجبی نیست؟

﴿دھوکہ نمبر (۳۴) کا جواب﴾

رضا خانی نے علامہ شبلی نعمانیؒ اور حضرت حکیم الامت کی بات کو فتویٔ کفر بنا کر پیش کر دیا۔

مجھے ایک بات کا قلق ہے کہ آیا آپ کا مطالعہ کمزور ہے یا آپ نقل مارنے کا کام کرتے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ کو حقیقت بھی دکھائی نہیں دیتی۔

قارئین کرام!

حضرت مولانا شبلی نعمانیؒ پر کفر کا جو فتویٰ عائد کیا گیا تھا اس سے رجوع فرما لیا تھا چنانچہ ''کفایت المفتی'' میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان ندوی نے شائع کی ہے جس میں

یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مادہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسابی ہونے کے عقیدہ سے تبری کی ہے، کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظرانداز کیا جائے، اس لئے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ (کفایت المفتی: ج،۱۔ص،۳۴۴)

﴿دھوکہ نمبر (۳۵) جواب﴾

آپ نے "ص" "صلعم" وغیرہ کو مدعیٰ بنا کر اعتراض کیا اور سب کے ہاتھ کٹوانے پر تلے ہوئے ہیں اور اوپر سے سینہ زوری کہ کاتب کی غلطی تسلیم نہیں کی۔

قارئین کرام!

آپ حضرات خود تضاد بیانی دیکھئے کہ ایک شخص خود کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کے نام کے آگے بار بار درود لکھو پھر وہی شخص لکھے بھی نہیں "ہٰذا الا یمکن" اس لئے کے جو اتنا بڑا عاشق رسول ہو، جس کے دل میں محبت رسول کوٹ کوٹ کر بھری ہو، جس کا اوڑھنا بچھونا احادیث ہوں، جو نبی کریم ﷺ کی محبت میں مست ہوں، ان کے ہاتھ کٹوانا یہ آپ جیسے ضدی، متعصب، فریبی کا کام ہوسکتا ہے۔

قارئین! یقیناً یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے چونکہ جن کتابوں کے حوالہ آپ نے دئے ہیں وہ پہلے کی چھپی ہوئی ہیں اور آج کے دور میں تو ایک بٹن سے پورا درود ﷺ لکھا جاتا ہے لیکن پہلے صرف کاتب اور ٹائپر "ص" "صلعم" وغیرہ لکھتے تھے۔

لہٰذا یہ غلطی ان کی ہوگی کہ اس سے ہم پر کوئی فتویٰ نہیں آتا۔

لیکن آپ پر فتویٰ آئے گا، کیوں کہ تم تاویل کے منکر ہو تم تاویل مانتے بھی نہیں ہو تمہارے نزدیک تو تاویل ہی باطل ہے اسلئے فتویٰ تم پر لگے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اہل علم جو مسلم بین العلماء اور مسلم بین الناس ہیں ان کی عبارات میں ایسی کوئی بات ملتی ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

کیوں کہ آپ کے مفتی فیض اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ کاتبین کی غلطی سے ایسا ہوگا پھر لکھتے ہیں کہ انکی تصنیفات میں تصریحات ہیں کہ وہ بھی 'صلعم' وغیرہ لکھنے کو محرومی سمجھتے ہیں۔

لہٰذا ہم نے اوپر صراحت بھی کی کہ ایک شخص منع بھی کرے اور حکم بھی دے کہ لکھو پھر خود نہ لکھے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے بلکہ یہ کاتب اور کمپوزنگ کی غلطی ہے، لہٰذا ہم پر کوئی فتویٰ نہیں آتا فتویٰ آپ پر ہی ہے۔

﴿دھوکہ نمبر (۳۶) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ دیوبندی صحابہ کرامؓ سے بغض رکھتے ہیں (العیاذ باللہ) اور اس پر قیاس کر کے حضرت شاہ اسماعیل صاحبؒ کو ہی بغض رسول کا موجب ٹھہرا رہے ہیں۔

قارئین کرام!

اولاً تو قیاس کرتے ہیں، ثانیاً یہ کہ حضرت اکاڑویؒ نے جو بغض صحابہ کہا ہے وہ غیر مقلدوں کے لئے ہے، کیوں کہ وہ صحابہ کرام سے بغض وحسد رکھتے ہیں، اور مارے حسد کے رضی اللہ عنہ نہیں لکھتے، جیسا کہ رضا خانی حضرات خود واقف ہوں گے۔

تو غیر مقلدین کے معاملہ کو اہل سنت علماء حق کی جانب منسوب کرنا یہ آپ کے حسد کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

رضا خانی عقل وہوش دونوں سے یکسر خالی ہیں وہاں صلی اللہ علیہ وسلم

کیوں نہیں لکھا اس کا جواب تفصیلاً ہم سابقہ حوالہ میں عرض کر چکے ہیں۔

﴿دھوکہ نمبر (۳۷) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ کے لفظ سے منع فرمایا ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے، لیکن مولانا منظور نعمانی صاحبؒ نے شہنشاہ اور دیگر علماء نے شہنشاہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

قارئین کرام!

حیف صد حیف !!افسوف صد افسوس!!! مصباحی صاحب! آپ میں بات سمجھنے کی اہلیت ہے بھی کہ نہیں؟ یا آپ سیاق وسباق کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے؟ اور لیبل صدر کا لگا ہوا ہے۔افسوس ہے ایسے صدر پر!!!!!!!

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے لکھا ہے پھر جو کوئی اس قسم کی تعظیم غیراللہ کی کرے، پھر کئی مثالیں دیں اور اس میں شہنشاہ کا بھی ذکر فرمایا۔

صاف مطلب یہ ہے کہ اگر شہنشاہ اس نیت سے کہے کہ جیسے اللہ رب العزت کو کہا جاتا ہے اسی تعظیم سے کہے تو شرک فی العبادات ہوگا۔

اور حضرت مناظر الاسلام استاذ المناظرین فاتح رضا خانیت مولانا منظور نعمانیؒ اور دیگر اکابرین کی عبارات میں شہنشاہ سے مراد نہ اللہ ہے، اور نہ ہی اللہ جل جلالہ جیسی تعظیم وہ مراد لے رہے ہیں، بلکہ صرف دنیا کا شہنشاہ، دنیا میں سب سے بڑا، دنیا میں ساری صفات کا حامل، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس سے ہرگز اللہ جیسی تعظیم مراد نہیں، ہم اپنی زبان میں کہتے بھی ہیں شہنشاہ بطحیٰ، شہنشاہ کونین، یقیناً اس میں تعظیم رب العزت کے معنیٰ نہیں لیتے تو

پھر یہ فتویٰ کیسے ان پر عائد ہوسکتا ہے مزید تفصیل کے لئے ''تقویۃ الایمان'' کا مطالعہ فرمائیں۔

﴿دھوکہ نمبر(۳۸) کا جواب﴾

آپ نے قبلہ وکعبہ پر گنہگار اور فاسق بنانے کی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام!

قبلہ وکعبہ کے ایک معنی شرعی ہے اور ایک عرفی لغوی ہے چنانچہ شرعی اعتبار سے کسی کو بھی قبلہ کعبہ کہنا درست نہیں ہے، لیکن لغوی اعتبار سے قبلہ وکعبہ کہنا درست ہے۔

چنانچہ محاسبۂ دیوبندیت میں مولوی حسن علی رضوی نے کافی وافی شافی بحث کی ہے اور لغوی قبلہ وکعبہ کو ثابت کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کے شعر میں لغوی قبلہ وکعبہ مراد ہے۔ (محاسبۂ دیوبندیت: ص، ۲۴۷، ۱۴۸)

امداد الفتاویٰ میں بھی صراحت سے لکھا ہے کہ بزرگوں کو قبلہ وکعبہ کہنا بتاویل معنی مجازی کے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ج،۱۔ص: ۲۷۴)

ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیں۔

مولوی احمد رضا کو بھی آپ کے لوگوں نے قبلہ وکعبہ مانا ہے۔

ع ''حرم والوں نے تم کو مانا قبلہ وکعبہ''
''جو قبلہ اہل قبلہ کا وہ قبلہ نما تم ہو''

(مدائح اعلیٰ حضرت۔ص: ۴۰)

اور آپ کے یہاں لوگ حج کرنے سیال کی طرف جاتے ہیں۔

(فوز المقال۔ص: ۳۷۸، ج: ۲)

﴿دھوکہ نمبر(۳۹) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ دہلوی کے پیر کا ہاتھ اللہ کے دست قدرت میں ہے اور ''تقویۃ الایمان'' اور ''صراط مستقیم'' کو تضاد بنا کر پیش فرمایا ہے۔

آپ کی عقل کو داد دینا چاہئے کہ دوستی آشنائی کا ذکر کرتے ہیں، اور صراط مستقیم کی عبارت ''دست قدرت میں پکڑنے کو'' دوستی آشنائی سے تعبیر کر دیا **العیاذ باللہ معاذ اللہ استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** گستاخ تو تم ہوئے کہ اللہ دست قدرت کو دوستی آشنائی سے تعبیر کر دیا۔

قارئین کرام!

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک چیز کو محض اپنی من مانی اور اپنی نفسیاتی خواہشات پر عمل کرنے کیلئے اور علماء حق کو بدنام کرنے کیلئے کیا سے کیا پاپڑ بیلنا پڑ رہا ہے اور حد تو یہ کہ اللہ کی شان میں گستاخی کرنے لگ گئے غیرت نام کی چیز باقی نہیں رہی شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ دیا۔

اور پھر تضاد ہے ہی نہیں۔ کیوں کہ صراط مستقیم میں دوستی آشنائی کا لفظ موجود ہی نہیں ہے یہ تو ان کی دجالیت اور کذابیت ہے کہ دست قدرت جیسے الفاظ کو دوستی آشنائی پر محمول کر رہے ہیں **فیا للعجب!!!!!**

قارئین کرام!

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ خدا سے دوستی یا بھائی بند جیسا رشتہ سمجھتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ''کوئی کہتا ہے میں نے رب کو ایک کوڑی میں خرید لیا، کوئی کہتا ہے کہ میں رب سے دو برس بڑا ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میرا رب میرے پیر کی صورت کے علاوہ کسی

اورصورت میں ظاہر ہوتو میں اسے کبھی نہ دیکھوں ......الخ۔
خدا کی پناہ خدا کی شان ان مسلمانوں کو کیا ہوگیا''۔
یہ وہ جملہ تھے جن کو مصباحی صاحب حلوہ سمجھ کر چٹ کر گئے اور لوگوں کو ورغلانا چاہتے ہیں کہ حضرت نے ''تقویۃ الایمان'' میں یہ گستاخانہ جملے لکھ دیئے۔العیاذ باللہ۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۰) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں دیوبندی دغاباز اور مشرک ہیں دلیل یہ ہے کہ جو کشف کا دعویٰ کرے الخ۔

قارئین کرام!

جب کوئی شخص اپنی عقل ہی کہیں فروخت کرآیا ہوتو پھر ہم اس پر کیا کہہ سکتے ہیں، یہاں کوئی اعتراض والی بات نہیں تھی بس سمجھنے کی ضرورت تھی لیکن مصباحی صاحب رضاخانی ہیں علمی باتیں ان کو چھو کر بھی نہیں گذرتیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مصباحی صاحب یہاں بھی نقل ماررہے ہیں وہ بھی اپنی کتابوں سے ،اگر اصلی کتابوں سے نقل کرتے تو شاید ان کی عقل میں کچھ باتیں گھستی لیکن اپنے ہی جھوٹے مولویوں اور رضاخانیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی بھی کذابیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہاں جس کشف کا رد فرمارہے ہیں وہ وہ کشف ہے جو دعویٰ کے ذریعہ ہو اور اختیاری ہو جو یہ کہتا پھرتا ہو کہ آؤ کشف کروالو آؤ کشف کروالو۔

قباحت جسکی بیان ہورہی ہے وہ دعویٰ اور اختیاری کشف کی ہے،لیکن جو

غیراختیاری ہے اس پرنکتہ نہیں فرمارہے ہیں۔

قارئین کرام!

آیئے آپ کوایک مزے کی بات بتاتے چلیں۔

ان کے فاضل بریلوی نے ملفوظات میں لکھا ہے کہ ''مصر میں ایک جگہ بڑا بھاری تھا دیکھا، ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا، اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورا کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے''۔

ملاحظہ فرمائیں ان بدعتیوں کے یہاں گدھے کو بھی کشف ہوتا ہے وہ بھی غیب داں ہوتا ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں!

کہ جتنے بھی بریلوی علماء پیری ومریدی میں مبتلاء ہیں خود مصباحی صاحب اور دوسرے علماء سب کے سب پیری مریدی میں مبتلاء ہیں اور بہت ساروں کو کشف بھی ہوتا ہے یہاں تفصیل کا موقع نہیں ورنہ ہم نام بھی لکھ دیتے۔

مولوی نذر حسین گولڑوی ''ذکر عطاء'' میں لکھتے ہیں کہ کشف القبور تو بجو کو ہوتا ہے لہٰذا سارے بریلوی پیری مریدی والے جن کو کشف ہوتا ہے اور جو دعویٰ کشف کرتے ہیں سب کے سب بجو ٹھہرے مصباحی صاحب کہئے بزبان حال اور بزبان قال واآسفاہ!!!!!! (ذکر عطاء۔ص:۳٦٦)

اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ پیری مریدی والا کتا کام ہے ہم سے نہیں ہوتا۔ (ایضاً۔ص:۳٦۷)

قارئین کرام!

خلاصہ یہ نکلا کہ نہیں مانتے ہیں، تو کسی کی بھی نہیں مانتے اور ماننے پر اتر آئیں تو گدھے کے بھی کشف کے قائل ہیں۔

اور ساتھ ہی ساتھ سارے کے سارے بجّو اور سارے کے سارے کتے کا کام کرنے والے ہیں اور اس فہرست میں موصوف مصباحی صاحب بھی ہیں۔

کسی بریلوی کو برا نہ لگے کیوں کہ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ آپ کو آپ ہی کے گھر کا آئینہ دکھا رہے ہیں غصہ آتا ہے تو خود کو جوتے ماریں ہم سے کوئی بھی شکوہ نہ کریں۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۱) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ ''صراط مستقیم'' اور ''تقویۃ الایمان'' میں تضاد ہے۔

قارئین کرام!

تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی عبارت میں کوئی خانہ جنگی نہیں ہے یہ تو رضا خانیوں کے گھر کی خانہ جنگی ہے اس لئے کہ نقل نویسی میں سب سے آگے ہیں۔

حضرت شاہؒ کی عبارت کا مطلب یہ نہیں جیسا کہ ان رضا خانی صاحب نے پیش کیا کہ وہ نصرت کر سکتے ہیں مختار ہیں وغیرہما بلکہ خلاصہ یہ ہے کہ آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے، جتنے بھی آئیں گے، ہر ایک تک آپ کا فیض پہونچے گا ہر ایک آپ کی برکات سے سیراب ہوں گے، نسل در نسل سارے اسی دھاگے میں پروئے ہوئے ہوں گے آپ کا کمال، آپ کا جمال، آپ کا طور طریقہ آپ کا علم وعمل غرضیکہ ہر چیز کے فیوض وبرکات تمام تک پہونچیں گے یہ عبارت کا خلاصہ ہے۔

نہ یہ کہ مختار تصرف روا وغیرہ سمجھنا، ہم اتنا ہی کہیں گے اللہ انہیں عقل سلیم نصیب فرمائیں تا کہ بات کو سمجھنے میں مدد ملے۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۲) کا جواب﴾

''المہند'' اور اسماعیل دہلوی کی آپس میں تضاد بیانی ہے۔

قارئین کرام!

رضا خانیوں سے گزارش ہے کہ پہلے آپ اپنے گھر کی خبر تو لے لیں پھر ہم پر اعتراض کریں آپ کے مسلک کی معتبر کتاب حیات اعلیٰ حضرت میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی نے باتباع ابن تیمیہ، اللہ جل شانہ کے لئے جہت ثابت کردی اور اس کو بزور زبان صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب قرار دیا(انی ما وافقت ابن تیمیه فی الاستواء الا لانه قد وافق فیه جماعة الصحابة والائمة المجتهدین)۔ (حیات اعلیٰ حضرت۔ص:۲۸۴،ج:۲)

ہوسکتا ہے کہ رضا خانی حضرات مولانا عبدالحی لکھنویؒ کو ہمارے کھاتے میں ڈالیں تو اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش ہیں۔

(۱) حیات اعلیٰ حضرت میں لکھا ہے کہ استاذ الاساتذہ جناب مولوی حاجی حافظ محمد عبدالحی۔

(۲) مقابیس المجالس۔ص:۵۲۵ میں لکھا ہے کہ مولوی عبدالحی جو بڑے متبحر عالم تھے اور ایک جگہ لکھا ہے فاضل جلیل تھے تمام علوم خواہ صرف ہو یا نحو، بدیع ہو یا بیان، منطق ہو یا معقول، تفسیر ہو یا حدیث تمام میں ماہر تھے۔

(۳) پروفیسر ڈاکٹر مسعود ''عبقری الشرف مولانا احمد رضا خان''۔ص:۳۵ پر لکھتے ہیں مشہور فقیہ مولوی عبدالحی فرنگی محلی۔

(۴) تنبیہات بجواب تحقیقات میں تو صاف لکھ دیا ہے کہ دیوبندی حضرات خوش فہمی سے سنی عالم دین حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کو ان کی کثرت تصانیف کی بناء پر اپنے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ایں خیال است ومحال است وجنون۔

خلاصہ یہ نکلا کہ آپ کے عالم ہیں اور یہ خود جہت کے قائل تھے تو پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لیں پھر دوسرے پر زور آزمائی فرمائیں: **قال اللہ عزوجل" یا ایھاالذین آمنوا قو انفسکم واھلیکم ناراً"وقال تعالی"'یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم"۔**

دوسری بات ہے کہ حضرت شہیدؒ نے یہ بات عوام کی وسعتِ ذہنی کے اعتبار سے فرمائی ہے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک لونڈی سے خدا کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا آسمان میں۔

حضور ﷺ نے اس کے ذہن کو دیکھ کر اس پر نکیر فرمائی ٹھیک اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے عوام کی وسعتِ ذہنی کے اعتبار سے کلام فرمایا ہے، ہر ایک کیلئے یہ مسئلہ نہیں ہے، مصباحی صاحب تھوڑی سی عقل بھی استعمال فرمایا کریں تا کہ بغیر کسی وجہ سے آپ کو صفحات رنگین نہ کرنا پڑے۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۳) کا جواب﴾

آپ نے سجاد بخاری کے ذریعہ تضاد ثابت کرنا چاہا۔

قارئین کرام!

مصباحی صاحب کا مطالعہ بہت کمزور ہے اور وہ اس میں محض نقل سے کام لے رہے ہیں جس سجاد بخاری کا حوالہ انہوں نے دیا ہے وہ مماتی ہے،

گمراہ اور اہل سنت و جماعت سے خارج ہے لہٰذا وہ ہمارے لئے حجت ہی نہیں اور اسکی کوئی بھی بات ہمارے لئے معتبر نہیں۔

ہم نے مماتیوں کے حوالہ سے تفصیل بحث پچھلے صفحات میں کر دی ہے۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۴) کا جواب﴾

آپ نے ایک عنوان باندھا ہے ''اسماعیل دہلوی سے زبردست مناظرہ''۔

یہ آپ کا سب بڑا جھوٹ ہے انتہائی درجہ کی جہالت اور بد دیانتی سے کام لیا ہے، آپ کیوں بلا وجہ امت میں فساد برپا کر رہے ہیں؟ امت کو ورغلا کیوں رہے ہیں؟

قارئین کرام!

حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اس موقع پر باقاعدہ کوئی مناظرہ ہوا تھا نہ اس میں فریقین نے باقاعدہ اپنے موقف پر دلائل دیئے تھے نہ ہی گفتگو حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تھی، بلکہ چند سوالات تھے جو مولانا مخصوص اللہ صاحبؒ کی طرف سے پیش کئے گئے تھے اور مولانا عبدالحی صاحبؒ نے ان کے جواب دئے جس کے بعد یہ معاملہ خوش اسلوبی سے ختم ہوگیا، چنانچہ ہم حضرت مولانا عبدالحی بڈھاونی کی زبانی پیش کرتے ہیں، حضرت مولانا نسیم احمد فریدی مولانا ابوالحسن زید فاروقی کو جواب سے میرا مقصود حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا اجماعی دفاع کرکے ''جو مناظرہ جامع مسجد دہلی ۱۲۴۰ھ میں مابین مولانا رشیدالدین خان دہلوی اور مولانا عبدالحی صاحب بڈھانوی ہوا'' اس کی صحیح روئیداد پیش کرنا ہے مولانا زید نے اس مناظرے میں شاہ محمد اسماعیل شہید کو مولانا رشیدالدین خان کا مقابل ٹھہرایا اور مناظرہ میں ان ہی کے ایک فریق کی

طرف سے مناظر و متکلم قرار دیا اور چودہ سوالات جو مناظرہ میں مولانا رشید الدین خان کی جانب سے پیش کیئے گئے تھے ان چودہ سوالات کا جواب بھی جو کچھ دیا گیا اس کو شاہ اسماعیل کی طرف منسوب کر دیا مولانا زید نے ان چودہ سوالات کے جوابات کو مولانا شہید کی مستقل تالیف بتایا۔

حقیقت ہے کہ ان چودہ سوالات کے جوابات مولانا عبدالحی بڈھانوی کی طرف سے دیئے گئے تھے، معلوم نہیں کس وجہ سے یہ جوابات حضرت شاہ اسماعیل کی جانب منسوب ہو گئے۔

خانقاہ قلندریہ میر پور کے نسخہ کے خطبہ میں مولانا عبدالحی بڈھانوی صاحبؒ کی لکھی ہوئی روئیداد کے علاوہ دو رسالے اور ہیں جن میں اسی مناظرہ جامع مسجد دہلی کی تفصیل اور اجمالی روئیداد ہے ان میں بھی چودہ سوالات کے جوابات دہندہ مولانا عبدالحی صاحب کو لکھا ہے اور دستخط کنندگان میں بھی حضرت شاہ صاحب کا نام نہیں ہے۔

مولانا فضل رسول بدایونی جو حضرت شاہ صاحب کے دشمن تھے انہوں نے اپنی کتاب ''سیف الجبار'' میں لکھا ہے کہ مولانا رشید الدین کے سوالات کا جواب دینے والے مولانا عبدلحی ہیں اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ جاتے تھے تو ان کے کسی مخالف نے ان سے کہا کہ آپ بھی بیٹھئے آپ کے بھی دستخط کرانے ہیں تو انہوں نے فرمایا ''میں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں''۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا کوئی بھی مناظرہ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی جوابات آپ نے دیئے تھے۔

یہ رضا خانی جیسے جھوٹے کذّابوں کی پھیلائی ہوئی جھوٹی افواہیں ہیں اس کا

جواب ان شاء اللہ ہم ان سے آخرت میں لیں گے۔

آیئے اب جواب کی طرف!! آپ نے کچھ اکابرین کے ارشادات ''تقویۃ الایمان'' کے متعلق نقل فرمائے ہیں۔درحقیقت یہاں بھی آپ نے کمال دغابازی سے کام لیا۔

قارئین کرام!

مصباحی صاحب نے اپنے خاندانی وراثت میں سے بھرپور حصہ لیا ہے اور اعلیٰ درجہ کی خیانت کی اور کتر یونت کر کے اپنے آباء اجداد کے نقش قدم پر چلنے کا ثبوت دیا۔

پہلی بات جو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم النانوتویؒ کی آپ نے نقل فرمائی ہے اس میں تو آپ ہی کی درگت بنائی گئی ہے اس میں تو یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ اہل بدعت نے ان کتاب کو مدعی بنا کر علمائے دیوبند علماء اہل سنت وجماعت کے خلاف محاذ آرائی کی ہے اہل حق کو استعمال کرنے کیلئے تقویۃ الایمان کو استعمال کیا ہے امت کو توڑنے کیلئے اس کتاب کو عنوان بنایا ہے کیوں کہ اس میں ان کے پیٹ پر لات ماری ہے، فاتحہ، چالیسواں جیسی خرافات وغیرہ سب کا منہ بند کردیا۔تو اس جلن اور حسد کی وجہ سے کہ اس میں ہمارے خلاف باتیں ہیں۔ ہماری کمائی کے دھندے کو بند کردیا ہے، اس لئے ''تقویہ الایمان'' کو نشانہ بنا کر تفرقہ بازی کی، اسلئے حضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ نہ ہی ہوتی تو اچھا تھا۔

دوسری بات جو آپنے نقل کی ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین، اولیاء عظامؒ کی توہین اور ایسے گستاخانہ الفاظ، سخت الفاظ

اور جملے استعمال کئے ہیں کہ خود دیوبندی علماء کواس کا اقرار کرنا پڑا۔

سبحان اللہ کیا بات ہے جھوٹ گڑھنے کا بھی نرالا انداز......اس پر تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے کہ شیطان کا بھی ریکارڈ توڑ دیا۔

آگے لکھتے ہیں کہ آپ کے دہلوی نے خود اس جرم کا اقرار کیا کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ ہیں اور بعض جگہ تشدد ہے۔

مصباحی صاحب تیز اور تشدد ہونا گستاخی ہے؟ آپ کی عقل اور آپ کے فہم وادراک کوتو داد دینا چاہیئے ،کہ اس کو گستاخی بتادیا ،تو فرمایئے کہ احادیث میں جہاں تشدد بھرے واقعات اور جملے ہیں کیا نعوذ باللہ یہ بھی گستاخی ہوگی؟ کیا آپ کی ہمت گوارا کرے گی کہ اسے بھی گستاخی کہیں؟

قارئین کرام!

''تقویۃ الایمان''میں جو سخت الفاظ ہیں وہ حالات اور واقعات کے پیش نظر تھے وہ اس زمانے کی جہالت کا علاج تھا چنانچہ اگر مرض سخت ہوتو دوا بھی ڈاکٹر سخت تجویز کرتا ہے ،مرض اگر سخت نہ ہوتو دوا بھی سخت نہیں دی جاتی ہے، بعینہٖ اسی طرح حضرت نے تشدد بھرے جملے استعمال فرمائے کہ مرض بھی شدید تھا تو علاج بھی ویسا ہی کرایا گیا جیسے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کواوران کے ماننے والوں کے مقابلہ میں''قل فمن یملک من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم ''فرمایا ہے حدیث میں آتا ہے''بین الرجل بین الکفر ترک الصلوٰۃ .وفی موضع آخر: بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ''۔

یعنی نماز چھوڑ دینا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے اور ایک جگہ ارشاد ہے ایمان

اور شرک کے درمیان فرق صرف نماز چھوڑ دینے کا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں اس حدیث میں نماز چھوڑ دینے کو کفر وشرک کہا لیکن ہم یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہاں مقصود محض زجر وتوبیخ ہے۔

اگر کوئی اس حدیث کو بیان کر کے ہر تارک نماز کو کافر ومشرک کہے اور اس پر فتویٰ لگائے تو یہ بات اس کی غیر مناسب ہے۔

یہی بات حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں جن کا حوالہ انہوں نے بھی دیا ہے کہ ''تقویۃ الایمان'' میں بعض باتیں عقائد کے باب میں موقع مناسبت سے ہوئی ہیں اور بعض جگہ سخت باتیں سداً للباب کے طور پر ہوئی ہیں مگر ان باتوں کو ضرورت تک محدود رکھا جائے ہر وقت ہر ایک کے سامنے موقع بموقع بیان کرنا اور بلا ضرورت استعمال کرنا یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔

لیکن الٹی عقل والے کو ہر چیز الٹی ہی نظر آتی ہے۔

اب رہ گئی بات تبدیل کا مشورہ ہونے کے بعد بھی تبدیل نہیں کیا ملفوظات محدث کشمیری کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔

قارئین کرام!

ملفوظات محدث کشمیریؒ میں کہیں بھی ''تبدیلی نہ کی'' کے الفاظ نہیں ہیں یہ جملہ مصباحی صاحب کا اپنا جملہ ہے جس پر ان کو توبہ کرنی چاہئے۔

ارواح ثلاثہ میں صاف یہ بات لکھی ہے کہ یہ کتاب متفقہ طور پر شائع ہوئی تبدیل کا مشورہ ہوا تھا لیکن پھر اتفاقی طور پر یہ بات طے ہوگئی کہ تبدیل وترمیم کی ضرورت نہیں ایسی ہی شائع کردی جائے۔ (ارواح ثلاثہ۔ص:۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے ''تقویۃ الایمان'' لکھ کر

امت میں تفریق نہیں ڈالی، فساد بر پا نہیں کیا، بلکہ شرک و بدعت، فتنہ وفساد کو ختم فرمایا اور امت کے اندر سے جاہلیت کو ختم فرمایا۔

اختلاف تم نے بر پا کرر کھا ہے کبھی کسی پر کفر کا فتویٰ کبھی کسی پر کفر کا فتویٰ یہ اختلاف کے بانی مبانی تو آپ ہیں، آپ کے مسلک نے کافر بنانے میں کسی کو بھی نہیں چھوڑا، اللہ تمہارے شرور وفتن سے امت مسلمہ کی عموماً اور حضرات علماء حق علماء اہل سنت کی خصوصاً حفاظت فرمائے۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں مصباحی صاحب کے جھوٹ جس مفتی کا یہ حال ہو کہ وہ عبارت میں ردو بدل کرتا ہو، جھوٹ باتیں لکھتا اور منسوب کرتا ہو اس کے عوام اور اس کے مقتدیوں کا کیا کہنا تصفیہ خود کرتے ہیں الزام ہم پر لگاتے ہیں ''المرء یقیس علی نفسہٖ'' کے حقیقی مصداق یقیناً آپ ہیں۔

﴿دھوکہ نمبر (۴۵) کا جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے خود علماء دیوبند کو اختلاف ہے۔

قارئین کرام!

رضاخانی اپنے مسلک کی طرح سب کو سمجھتے ہیں جیسے ان کے یہاں جھگڑے فسادات ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازیاں گالی گلوج ہوتی ہیں ویسا یہ سوچتے ہیں کہ ہر جگہ ہوتا۔

جی نہیں مصباحی صاحب! یہ طریقہ آپ کے مسلک کا ہی طرہ امتیاز ہے اور یہ آپ کو ہی مبارک ہو۔

حضرت تھانویؒ کی جو بات آپ نے نقل فرمائی کہ کسی نے موافقت نہیں کی سوائے حضرت عبدالحی صاحب کے اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔

گستاخی کا فتویٰ لگانا اور موافقت نہ کرنا دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے تمہارے مولوی احمد رضا نے تو بے سوچے سمجھے محض شہرت اور نام ونمود کے لئے فتویٰ جڑ دیا، لیکن ہمارے علماء تمہارے جیسے نہیں، موافقت نہیں کی یہ تو علمی مسئلہ ہے علماء کرام کے مابین علمی اختلاف تو شروع سے چلا آرہا ہے یہ تو حضرت امام اعظم اور ان کے شاگردوں میں بھی ہوتا آیا ہے۔

آیئے اس سلسلہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں!

کچھ علمی باتیں وہ ہوتی ہیں جو متقدمین پر نہیں کھلتی لیکن متأخرین کو اس نعمت سے نوازا جاتا ہے۔

چنانچہ مولوی عطاء محمد لکھتے ہیں: کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین المطہرین کی شرافت وطہارت اور اسلام کا مسئلہ متأخرین پر منکشف ہوا۔ (ذکر عطاء۔ص:۱۰۲)

مولوی برخردار ملتانی نقل کرتے ہیں: آپ کے آباء واجداد کے توحیدِ اسلام پر علم ہونے کے ساتھ حق تعالیٰ نے متأخرین علماء کو مختص اور ممتاز ٹھہرایا ہے۔

جبکہ متقدمین علماء کے کلام میں اس کے خلاف کلمات ظاہر ہوتے ہیں، یہ اللہ کا فضل عظیم ہے اور اللہ جس کو چاہے اپنے فضل وکرم سے نوازے اور جس کو چاہے کسی بھی نعمت کے ساتھ مختص ٹھہرادے۔ (ایمان والدین مصطفیٰ:۱۵)

پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں: میں ایک ایسا قطعی ثبوت قرآن مجید سے پیش کرتا ہوں جسے میرے مطالعتی اعتبار کے مطابق آج تک شاید ہی کسی نے

مذکورہ بالا مسئلہ میں استشہاد اور استناد اس انداز ے سے پیش کیا ہو۔
(آئینہ شریعت میں پیری مریدی کی حیثیت۔ص:۶۳)

مولوی محمد اسماعیل نورانی لکھتے ہیں: کہ میں (غلام رسول سعیدی) اس آیت میں کافی غور کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں یہ دلائل القاء کیے۔
(حقائق شرح مسلم۔ص:۵۹)

مولوی سعید احمد کاظمی ''ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اے عائشہ پہلے طے کرلو اس بات کو کہ بیٹے کی خواہش ہے یا نہیں تا کہ آگے جا کر کوئی یہ بکواس نہ کرے اور اگر کرے تو اپنا منہ آپ ہی کالا کرے تم یہ آج فیصلہ کرلو بیٹے کی خواہش ہے تو پھر رسول کے گھر میں نہیں رہ سکتیں۔
(التبیان العظیم۔ص:۱۳۸)

قارئین کرام!

سبحان اللہ بریلوی رضاخانی کسی آیت کا مطلب خود کریں، کوئی استدلال خود قائم کریں، وہ بھی ایسا کہ کسی نے نہ کیا ہو، آیت کی تفسیر خود کریں، تو مصباحی صاحب آنکھ بند کئے خاموشی میں نجات سمجھتے ہیں، کیوں کہ مسئلہ رضاخانیت کا ہے، ہاں اگر مسئلہ دیوبندی کا ہو تو پھر میدان میں کود پڑیں گے۔

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے تو ایک اثر ''اثر ابن عباس'' کی تشریح لکھی اور ایک ایسا جامع مفہوم و مضمون بیان فرمایا کہ جس سے عقیدۂ ختم نبوت میں چار چاند لگ گئے۔

مگر رضاخانی علماء عقل سے معذور فہم و ادراک سے معذور ایسی علمی باتیں ان کے ذہن میں آنے والی نہیں تھیں تو انانیت پر اتر آئے اور کفر کا فتویٰ جڑنے لگ گئے جو انکے یہاں بازار میں کوڑی کے دام بکتے ہیں۔

بریلوی کے فتوؤں کا سستا ہے بھاؤ
کہ ملتے ہیں کوڑی کے جو تین تین
خدا نے یہ کہہ کر انہیں ڈھیل دی
املی لھم ان کیدی متین

دوسری بات اس کتاب کی اگر موافقت نہیں کی تو مخالفت بھی تو نہیں کی، اگر مخالفت کی ہے تو آپ ان علماء کی فہرست جاری کر دیں۔

حیرت کی بات ہے تم جو چاہے کرو، اپنی اپنی خودساختہ تفسیریں بیان کرو، اور اس پر عش عش کرو، دل ہی دل میں خوش ہو ؤ،لیکن جب کوئی سنی عالم جو دیوبند سے تعلق رکھتا ہے وہ کوئی تفسیر وتوضیح کرتا ہے تو تمہارے قلموں کو جنبش ہوجاتی ہے،تمہاری زبانیں منہ سے باہر آجاتی ہیں۔ **فیا آسفاہ فیا للعجب!!!**

تمہارے جیسے مریضوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار نعیمی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''اختلاف رائے نبی کی بھی کفر نہیں اگر نبی کچھ رائے دیں تو اس پر عمل ضروری نہیں''۔

علمائے رضا خانیوں سے گزارش ہے کہ ذرا اپنے قلم کا رخ ادھر بھی موڑئے اور حرکت دیجئے اور لگا یئے فتویٰ ہم بھی تو ملاحظہ کریں:

؏ دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

یہاں آپ کی زبان گنگ، قلم خشک، ہاتھ لاچار اور بے بس ہوجائیں گے کیوں کہ یہ آپ جیسے مریضوں کا حکیم الامت ہے۔

تو جب نبی سے اختلاف رائے میں قباحت نہیں تو اہل علم کے اختلاف رائے میں کیوں قباحت ہے؟ اگر اس حکم پر کوئی فتویٰ نہیں تو اہل علم پر کیوں؟

فماجوابکم ؟

پھر آپ نے جیسے جاہلانہ تاویل کا رد فرمایا ہے آیئے ہم بھی آپ کے اس جاہلانہ تاویل کا رد عالمانہ انداز میں پیش کرتے ہیں۔

پھر رضا خانی نے افاضات الیومیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تحذیر الناس کی وجہ سے جب حضرت نانوتویؒ پر کفر کے فتوے لگے تو فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہو جاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں ''لاالہ الّاﷲ محمّد الرّسول اللّٰہ''

قارئین کرام!

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ کا یہ کلام علی سبیل التنز ل ہے۔

چنانچہ مولوی غلام حسن قادری لکھتے ہیں مخالف کے بار بار کہنے پر اور بار بار الزام لگانے پر سنی مناظر نے علی سبیل التنز ل فرمایا کہ ہاں یہی چیزیں قبروں میں پہنچتی ہیں الخ۔ (تقریری نکات۔ص:۵۸۳)

خلاصہ نکلا یہ کہ حضرت نانوتویؒ نے یہ بات علی سبیل التنز یل فرمائی تھی۔

قارئین کرام!

''محاسبۂ دیوبندیت'' والا حسن علی رضوی لکھتا ہے کہ علماء بریلوی و بدایوں میں جو اختلاف ہوا، علمی تحقیقی اختلاف ہے یہ ہماری حقانیت کی دلیل ہے مصباحی صاحب تمہارا آپس میں اختلاف ہو تو جان چھڑانے کے لئے حقانیت کی دلیل بتاتے ہو۔

اور جب سنی حنفی دیوبندی کا اختلاف ہو تو کفر کے فتویٰ لگاتے ہو سبحان اللہ عجب ہے آپ کا یہ نرالا انداز !!!!

﴿دھوکہ نمبر(۴۶)جواب﴾

آپ فرماتے ہیں کہ محدث عصر حضرت علامہ کشمیریؒ نے بھی اختلاف کیا۔

قارئین کرام!

بغیر کسی تبصرہ کے جواب کی طرف آتے ہیں۔

حضرت علامہ کشمیریؒ نے یہاں حجۃ الاسلام قاسم العلوم کی تحقیقات کا رد نہیں فرمایا بلکہ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے بالذات اور بالعرض کی اصطلاح استعمال کی ہے اور **کلمۃ حق ارید بھا الباطل** کے اصول کے تحت معنی اپنا ڈالا ہے۔

کیوں کہ مرزا غلام قادیانی علیہ ما علیہ نے بالعرض و بالذات کی تفصیل یہ کی ہے کہ پہلے انبیاء کو جو شریعت موسوی پر عامل تھے ان کو نبوت ملنا موسیٰؑ کی اتباع کا ثمرہ نہ تھا وہ بالذات ہے اور مجھے جو نبوت ملی ہے وہ بوجہ اتباع سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو بالعرض ہے۔

حضرت کشمیریؒ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی اس بالعرض و بالذات کا رد فرمارہے تھے نہ یہ کہ حضرت قاسم العلوم کا۔

چنانچہ خاتم النبیین کا ترجمہ کرنے والے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں کہ خاتمیت سے یہ مراد لینا کہ چونکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور دوسروں کی نبوت بالعرض: لہٰذا آپ سے استفادہ کے ذریعہ اب بھی نبوت مل سکتی ہے یہ خاتم النبیین کا غلط مفہوم ہے۔ تفصیل کے لئے حضرت مولانا ابوایوب قادری حفظہ اللہ کی ’’دفاع ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

اور قرآن پر زیادتی اور محض اتباع ہوئی یہ سب کے سب مرزا غلام ملعون

کے متعلق فرمایا ہے۔

لیکن مصباحی صاحب جیسے مفتیوں کو یہ بات نہیں سمجھ میں آتی ہے اصل میں علمی باتیں سمجھنے سے یہ قاصر ہیں۔

رہی بات ''**ما لیس لک به علم**'' کی کہ حضرت کشمیریؒ نے جس چیز کا تجھے علم نہیں ہے داخل دینے کا طعن کیا ہے اس کا بھی جواب ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں بھی مصباحی صاحب نے دجالیت دکھائی اور مولوی احمد رضا خان کے مقلد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت کشمیریؒ نے یہ بات حضرت نانوتویؒ کے متعلق نہیں فرمائی بلکہ حضرت نے تو فرمایا کہ اثر ابن عباس یہ مرفوع نہیں بلکہ شاذ ہے اور فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نانوتویؒ نے ایک رسالہ'' تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس'' لکھا اور اس میں خاتمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق فرمائی۔

آگے فرماتے ہیں کہ اس پر کوئی ایمان موقوف نہیں ہے اس لئے ہم اس کی شرح کو ترک کرتے ہیں اور اگر ضروری ہو اور تجھکو اس کا علم نہ ہو تو ارباب حقائق کے طریقہ پر کہو الخ۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات ''**ما لیس لک به علم**'' حضرت طلبہ کرام سے فرمارہے ہیں ان کو سمجھارہے ہیں اوپر سے وضاحت کررہے ہیں کہ مولانا نانوتویؒ نے یہ تشریح فرمائی ہے وغیرہ۔

لیکن مصباحی صاحب کو سب الٹا ہی نظر آتا ہے۔

ان عقل کے اندھوں کو سب الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

نوٹ:۔دھوکہ نمبر ۴۷/۴۹/۵۱/۵۲/ اس کا جواب ہم نہیں دیں گے کیوں کہ یہ مماتی تو بریلوی کے دوست اور رشتہ دار ہیں یہ ہمارے لئے حجت نہیں ہم اس کی تفصیل کر آئے ہیں من شاء فلیرجع والیطالع۔

قارئین کرام!

پچھلے صفحات میں ہم نے مماتیوں پر تفصیلی بحث کی تھی لیکن چونکہ یہاں اواخر کتاب میں مصباحی صاحب نے مماتیوں کو ہم پر تھوپنا چاہا اس لئے کچھ اور وضاحت کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

گذارش یہ ہے کہ مماتی اہل سنت و جماعت سے خارج اور گمراہ ہیں آئیں آپ کے سامنے چند باتیں نقل کر کے پہلی جلد کو ختم کرتے ہیں ہم نے تقریباً پچاس کے قریب علماء سے ثابت کر دیا تھا کہ مماتی نہ ہی دیوبندی ہیں، نہ ہی مسلک اہل سنت و جماعت میں شامل ہیں بلکہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور گمراہ ہیں ضال مضل ہیں۔

دوسری طرف مماتی حضرات کہتے ہیں کہ ہم دیوبندی نہیں اللہ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے ہم دیوبندی نہیں جو دیوبندی کہتے ہیں وہ حرامی ہیں۔ (ملخصاً)

تیسری طرف اختر مصباحی صاحب اور ان کے منسلکین یہ بات ثابت کرنے کیلئے کوشاں ہے کہ مماتی دیوبندی ہیں۔

قارئین کرام!

فیصلہ فرمائیں! مماتی خود کو دیوبندی کہلانا پسند نہیں کرتے بلکہ کہنے والوں کو حرامی کہتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت مماتیوں کو گمراہ اور اہل سنت و جماعت سے خارج

گردانتے ہیں۔

اوراختر مصباحی صاحب دیوبندی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اب آپ کے ذمہ انصاف کرنا ہے کہ خود وہ دیوبندی نہیں کہتے اور جو اہل سنت دیوبندی ہیں وہ بھی نہیں کہتے۔

فیصلہ فرمائیں کس کی بات حق ہے اور کس کی بات مردوداور لائق نظر ہے؟

اب ہم آپ کوایک فیصلہ کن بات بتانا بہتر سمجھتے ہیں!

شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ تحریر فرمارے ہیں ”ہمارا اور ہمارے اکابرین کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کو برا بھلا کہنے والا نہ اہل سنت و جماعت کا ترجمان ہے نہ علماء دیوبند کا“۔

اور تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابرین کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ،اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(آپ کے مسائل ان کا حل۔ج:۱۰،ص:۵۱۸،۵۱۹)

اب اس فیصلہ کن تحریر کے بعد ہم یہ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ مصباحی صاحب نے پہلی جلد کے آخر میں اکثر حوالہ جات مماتیوں کے دیئے ہیں جو ہمارے لئے حجت نہیں لہٰذا ہم ان کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے۔

﴿دھوکہ نمبر(۵۵)و ما بقیہ کا جواب﴾

اس حوالہ میں آپ نے شیخ محمد بن وہاب کا جو حوالہ دیا ہے اس کے مقدمہ میں ایسی کوئی تحریر موجود نہیں اور اس کا مقدمہ مولانا اکمل محمد سعید کا بھی نہیں آپ

کے پاس اگر وہ ایڈیشن ہو تو برائے کرم اس کا مکتبہ وغیرہ ارقام فرمائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ المہند کو تحریر سے ۲۷ر سال بعد اور مولوی احمد رضا خان کی وفات سے بارہ سال بعد طبع کرایا گیا آپ کی یہ بات محل نظر ہے۔

کیوں کہ اگر ۲۷ر سال کے بعد تحریر کیا گیا اور مولوی احمد رضا خان کی وفات کے ۱۲ر سال بعد طبع ہوا تو مولوی احمد رضا خان کی وفات ۱۳۴۰ھ میں ہوئی اور حشمت علی خان صاحب نے ۱۳۴۵ھ میں ''ردالمہند'' کے نام سے کتاب لکھی، تو پھر سوال یہ ہے کہ جو کتاب شائع نہیں ہوئی تھی اس کا رد پہلے کیسے آ گیا؟

کیوں کہ آپ کی تحریر کے مطابق ''المہند'' کی اشاعت ۱۳۵۲ھ میں ہوئی تو پھر ۱۳۴۵ھ میں اس کا جواب کیسے آ گیا؟

مصباحی صاحب آپ سے گذارش ہے کہ آپ اس گتھی کو سلجھائیں اور اپنے سچے ہونے کا ثبوت دیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ پیر کی کتاب کو حمام میں۔

گذارش یہ ہے کہ پیر صاحب سے کوئی عقائد میں اختلاف نہیں بلکہ چند مسائل میں وہ بھی ان مسائل میں جن سے اخیر عمر میں رجوع فرما لیا تھا۔

حضرت اکاڑویؒ نے تجلیات صفدر میں اسکی وضاحت فرما دی ہے پھر بھی اس مسئلہ کو زیر بحث لانا یہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت گنگوہی کی بات کا خلاصہ یہ ہیکہ ہم مسائل میں ان کے مقلد نہیں ہیں جس چیز میں اللہ نے ان کی مہارت تامہ کی ہے ہم اس میں ان کے مقلد ہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں ناخواندہ ہوں اور جو کچھ میں بیان کرتا ہوں یہ واردات ہیں اگر یہ کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو عمل نہ کرنا اور مجھکو اطلاع کردینا میں بھی توبہ کرلوں گا اگر اطلاع نہ کروگے تو تمام بوجھ تم پر ہوگا میں بری ہوں گا۔

(الافاضات الیومیہ۔ص:۳۳۶،ج:۲)

اسلئے حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا گنگوہی کی بابت لوگ کہتے تھے کہ یہ پیر کے خلاف کرتے ہیں ان کے معتقد نہیں ہیں، مولانا نے فرمایا کہ دیوانے ہیں ہم نے جس مقصود کیلئے حضرت حاجی صاحب کا دامن پکڑا ہے اس کی تو ان کو ہوا بھی نہیں لگی حضرت جس فن کے امام ہیں اس میں ہم ان کے مقلد ہیں باقی ان فرعیات میں ہم امام ہیں حضرت حاجی صاحب کو چاہئے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کریں۔

(قصص الاکابر۔ص:۷۷)

اب ذرا اپنے گھر بھی چلئے!

چنانچہ مولوی یاسین اختر مصباحی لکھتے ہیں تصوف سے وابستہ بعض ہمارے حضرات سماع مزامیر کے قائل بلکہ اس پر عامل ہوتے ہیں بعض حضرات پیر کیلئے سجدۂ تعظیمی کے قائل ہیں اوراس پر عامل ہوتے ہیں یہ دونوں امور ہمارے یہاں شرعاً ناجائز وحرام ہیں مگر حکم فسق کسی مسلمان پر عائد کرنا اتنا اہم معاملہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوری وصال محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ

''قوالی مع مزامیر ہمارے یہاں ضرور حرام وناجائز گناہ ہے اور سجدۂ تعظیمی

بھی، ایسا ہی ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے، اگر چہ وہ لائق التفات نہیں مگر اس نے ان مبتلاؤوں کو حکم فسق سے بچا دیا ہے جو ان مخالفین کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں''۔

(عرفان مذہب و مسلک۔ص:۵۱)

جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔۔۔

آپ کے استاذ الکل عطاء محمد بندیالوی کے متعلق ان کے سوانح نگار نے لکھا ہے کہ قبلہ استاذی المکرّم اپنی تحقیق اور احتیاط کی بناء پر افطار کے مروّج وقت سے پانچ منٹ کے بعد روزہ افطار فرماتے یہ اس زمانہ کی بات ہے جب آپ آستانۂ عالیہ گولڑہ شریف میں فرائض تدریس سرانجام دے رہے تھے۔

ایک دن کسی مرید نے قبلہ پیر صاحب سے بطور شکایت کہا کہ حضور آپ نے تو روزہ افطار کر لیا ہے مگر مولوی صاحب نے افطار نہیں کیا بلکہ پانچ منٹ کے بعد افطار کیا تو قبلہ پیر صاحب خلاف معمول جلال میں آ گئے اور اس شخص کو دو طمانچہ رسد کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ وہ عالم دین ہیں تمہیں ان پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

دراصل واقعہ اس طرح ہے کہ جس آدمی نے قبلہ پیر صاحب کی خدمت میں شکایت کی اس آدمی نے استاذ المکرّمؒ سے کہا کہ حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دور سے ہم اس طرح افطار کرتے آ رہے ہیں کیا آپ حضرت اعلیٰ سے بڑے عالم ہیں تو قبلہ استاذی المکرّم نے فرمایا کہ میں حضرت اعلیٰ کا مرید تو ہوں مقلد نہیں مقلد تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہوں۔ (ذکر عطاء۔ص:۳۳۴)

آگے استاذ البریلویہ کے قلم سے لکھی گئی کتاب سیف العطاء سے کچھ اقتباسات

نقل کررہے ہیں کہ پیروں سے اختلاف جائز ہے جو دلیل کی بنیاد پر ہو۔

﴿یہ عقیدہ ہرگز درست نہیں کہ مشائخ خطا ونسیان سے پاک ہوتے ہیں﴾

آج کل عوام بلکہ خواص کا بھی مشائخ کے متعلق روافض اور اہل تشیع جیسا عقیدہ ہے مثلاً آج کل مریدین ومتوسلین کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے مشائخ سے خطاء سرزد نہیں ہوسکتی اور ان کا ہر قول وفعل خطاء سے پاک ہے اور مشائخ کے درباروں پر جن رسوم کا رواج ہے وہ عین شرع اور شریعت کے مطابق ہیں اسی عقیدہ کی بناء پر اگر کوئی آدمی ان مروجہ سرگرمیوں پر اعتراض کرے تو مریدین غضب ناک ہوجاتے ہیں کہ یہ سب تو بڑے شیخ کے دور سے مروّج ہے اگر خلاف شریعت ہوتا تو اس مقدس دور میں اس کا رواج نہ ہوتا حالانکہ بعض مروّج رسمیں یقیناً شریعت کے مطابق نہیں ہوتیں اسی طرح مریدین کے عقیدے میں خرابیاں آجاتی ہیں اول یہ کہ مشائخ سے خطاء سرزد ہو ہی نہیں سکتی یا نہیں ہوتی، دوم مشائخ کے درباروں پر بعض خلاف شرع حرکات کو مریدین شریعت سمجھتے ہیں، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

مصباحی صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب پر اعتراض کیا تو اب اس تحریر سے درج ذیل قوانین وتعزیرات بریلویوں پر ہونی چاہئے۔

(۱) دو طمانچہ رسید کرنا چاہئے کہ ایک عالم دین پر اعتراض کرتے ہیں۔

(۲) ان کا عقیدہ روافض اور اہل تشیّع جیسا عقیدہ ہے کیوں کہ یہ معترض ہیں۔

(۳) بریلوی ورضاخانی مشائخ اوران کے آستانہ میں بعض مروجہ رسمیں یقیناً

شریعت کے مطابق نہیں ہوتیں۔

(۴) دوخرابیاں آجاتی ہیں۔

(۱) مشائخ سے خطاء سرزد نہیں ہوسکتی۔

(۲) مشائخ کے درباروں میں خلاف شرع کام کو مریدین شریعت سمجھتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔

''کسی عظیم سے عظیم انسان کے ساتھ بھی شرعی دلائل کی بناء پر اظہار اختلاف کرنا کوئی گستاخی اور بے ادبی نہیں بلکہ عین خدمت دین ہے۔''

آگے لکھتے ہیں کہ۔۔۔۔۔

''افسوس ہے کہ عقل سے پیدل مفتی اور اسکے ہم خیال اس عمل کو'' خطاء بر بزرگان گرفتن خطاء است'' کے زمرہ میں شمار کررہے ہیں۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

(۱) رضاخانی بے ادب اور گستاخ ہوئے کیوں کہ وہ پیر سے اختلاف کو برا سمجھ رہے ہیں۔

(۲) رضاخانی مفتیان عقل سے پیدل مفتیوں کے زمرہ میں شامل ہیں۔

(۳) اپنے ہی اکابرین کو خطاء بر بزرگان گرفتن خطاء است میں شامل فرمارہے ہیں کیوں کہ یہ ان کے نزدیک بری چیز ہے اگر بری نہ ہوتی تو اعتراض ہی نہ کرتے۔

آگے تحریر فرماتے ہیں۔

''قارئین! مشائخ کے ہر اس قول وعمل کی تقلید جائز ہے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو ورنہ اسے چھوڑ دیا جائیگا اس سلسلہ میں حضرت سلطان المشائخ

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کا یہ ارشاد مشعل راہ ہے جسے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں ''مشرب پیر حجت نمی شود دلیل از کتاب وسنت می باید'' یعنی پیر کا مسلک (مریدین کیلئے) حجت نہیں بلکہ دلیل کتاب وسنت سے لینا ہوگی۔

علاوہ ازایں میرے حضرت اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیف ''تصفیہ ما بین سنی وشیعہ'' میں حضرت صدیق اکبرؓ کے اس خطبے کے دو جملے نقل فرمائے جو آپ نے بیعت سقیفہ کے دوسرے دن دیا تھا ''**اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعة لی علیکم**'' جس کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت مجھ سے ظاہر ہو تم بھی اس میں میری اطاعت کرنا اور اگر میں ان کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔

اس کے بعد آپؒ لکھتے ہیں کہ اس سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ خلافت قبول کرنے سے ان کا مقصد صرف اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تھی۔
(ملاحظہ ہو تصفیہ از حضرت اعلیٰ گولڑوی۔ص:۳۸)

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ۔۔۔۔۔

''آپؓ کا یہ فرمانا اگر میں ان کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بر بنائے بشریت مجھ سے صدور خطاء ونسیان بھی ہوسکتا ہے، ایسی صورت میں تم پر میری اطاعت واجب نہیں، آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسی صورت میں بھی تم پر میری اطاعت واجب ہے اور اگر میری

اطاعت نہیں کرو گے تو گستاخ، بے ادب اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دئے جاؤ گے۔

صحابۂ کرام اور خود مشائخ کرام کے ان واضح ارشادات و ہدایات اور عقیدہ کے بعد بھی جو لوگ بر بنائے دلائل شرعیہ مشائخ سے اختلاف کرنے والوں کو گستاخ اور بے ادب وغیرہ کہتے ہیں ایسے عقل کے اندھوں اور کورانہ تقلید کرنے والے عقیدت مندوں کو مذکورہ بالا ارشادات پر بھی نظر رکھنا چاہئے کہ کتنے بڑے انسان کا قول کیوں نہ ہو شریعت بہر حال شریعت ہے اور وہ ان سب سے مقدم اور اہم تر ہے۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

رضا خانی نے حضرت گنگوہیؒ کے اختلاف کو تضاد بنا کر پیش کیا تو پھر ہم ان کے گھر کی اس تحریر کی بنا پر یہ کہہ سکتے ہیں۔

(۱) رضا خانی عقل کے اندھے اور کورانہ تقلید کرنے والے ہیں۔

(۲) رضا خانی کے نزدیک شریعت مقدم نہیں ہے اگر مقدم ہوتی تو یہ اس کو مدعی ہی نہ بناتے۔

(۳) رضا خانی کے نزدیک اطاعت پیرا ہم، اطاعت خداو اطاعت رسول کچھ نہیں، کیوں کہ اگر اطاعت خدا و رسول اہم ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے۔

(۴) رضا خانی اپنے پیروں کو خطاء و نسیان سے بری سمجھتے ہیں; جبکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے خطاء و نسیان کا صدور ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر واضح کیا۔

نوٹ:۔اس تبصرہ سے مصباحی صاحب اور ان کے معتقدین ہم سے

ناراض نہ ہوں کیوں کہ ہم اسی طرح نہیں کہ رہے بلکہ آپ ہی کی بات آپ پرفٹ کرر ہے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

﴿شرعی دلیل کی بناء پر مشائخ سے اختلاف گستاخی نہیں﴾

مشائخ کے کسی قول اور فعل کی مخالفت کو آج ان کی گستاخی پر محمول کیا جاتا ہے تو عرض یہ ہے کہ خلاف دو قسم ہے اول عناد کی بناء پر اور یہ خلاف یقیناً ناجائز اور گستاخی ہے۔

دوم وہ خلاف جو دلیل کی بناء پر ہے تو یہ خلاف گستاخی نہیں بلکہ بسا اوقات ضروی ہوتا ہے جیسا کہ ائمہ اربعہ کے درمیان اختلاف ہے چونکہ یہ اختلاف دلیل کی بناء پر ہے لہٰذا یہ گستاخی نہیں۔

غور فرمائیے کہ حضرت غوث اعظم جیلانی اور خواجہ غریب نواز اجمیریؒ ہم احناف کے بڑے مشائخ سے ہیں اور حضرت غوث اعظم حنبلی مذہب سے اور خواجہ غریب نواز شافعی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور امام شافعی کے درمیان بے شمار مسائل میں اختلاف ہے احناف نماز میں رفع یدین نہیں کرتے، حنبلی اور شافعی کرتے ہیں احناف نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے، جبکہ حنبلی اور شافعی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں بلکہ اس کو فرض اور ضروری جانتے ہیں تو اس طرح ہم احناف ہر روز پانچ وقت نماز میں حضرت غوث اعظم اور حضرت غریب نواز کے خلاف کرتے ہیں چونکہ یہ خلاف دلیل کی بناء پر ہے اس لئے نہ ہی غوث اعظم کی گستاخی ہے اور نہ خواجہ غریب نواز کی۔

قارئین کرام!

اگر ہم یہاں تبصرہ کریں تو مصباح صاحب کو جلال آجائے گا اس لئے ہم اس کو آپ پر چھوڑ رہے ہیں اور یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اگر اختلاف دلیل کی بناء پر ہو تو رحمت ہے اور یہ کسی گستاخی یا بے ادبی نہیں ہے۔

لہٰذا حضرت گنگوہیؒ نے بھی اختلاف کیا تو یہ علمی اور دلائل کی بناء پر تھا نہ یہ کہ ضد اور عناد کے بناء پر لہٰذا کوئی اشکال ہی نہیں رہتا۔

رہ گئی بات فیض الباری میں غلطیاں ہیں تو یہ کتابت اور کاتب کی غلطیاں ہیں اور حضرت علامہ کشمیریؒ کے تفردات ہیں جو ایک ایسے بلند پایہ عالم تھے اور ایسے ذہین وفطین تھے کہ بریلوی علماء سب مل کر بھی ان کے علم تک نہیں پہونچ سکتے۔

تفردات تو بڑے بڑے فقہاء، محدثین، مفسرین کے بھی رہے ہیں یہ اعتراض والی بات تو ہے ہی نہیں، لیکن جسکی عقل الٹی ہو اسکو ہر چیز الٹی ہی نظر آتی ہے اب باقی رہ گئی بات حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی کہ انہوں نے ''الشہاب الثاقب'' میں تیز الفاظ استعمال فرمائے۔

گذارش یہ ہے کہ یہ بھی اعتراض والی بات نہیں ہے، کیوں کہ آپ کو پہلے آپ کے گھر کی خبر لینی چاہیئے، آپ کے فاضل بریلوی کا خود یہ حال تھا کہ ہر تحریر میں تشدد، تیز الفاظ کی وجہ سے کوئی اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا ہے۔

حضرت مدنیؒ کی ایک ہی کتاب ہے آپ کے فاضل بریلوی تو اصل بریلوی تھے اور بریلی کے رہنے والے تھے انہوں نے تو وہ ننگی ننگی گالیاں اور ایسے ایسے تیز الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ایک عالم کر ہی نہیں سکتا۔

اور حضرت مدنیؒ نے تو مناظرانہ طرز اختیار کیا ہے آپ اسے گالیوں کا نام دے رہے ہیں، پھر تو ''ردشہاب ثاقب'' میں کم و بیش ایک ہزار گالیاں دی گئی ہیں اس سے کیوں آپ آنکھیں چراتے ہیں وہاں کیوں نہیں کہتے کہ تیز الفاظ آ گئے ہیں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ مناظرانہ انداز ہے اور مناظرانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔

مولوی احمد رضا کے متعلق مفتی فیض اویسی لکھتے ہیں کہ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ (الحقائق فی الحدائق۔ص:۲۵۳)

تو فاضل بریلوی کی شدت کے بعد بھی آپ کے لئے ان کی کتابیں نفع مند ہیں تو ہماری کتابیں ہمارے لئے کیوں نافع نہیں بن سکتیں۔

آپ کو پہلے فاضل بریلوی پر رونا چاہیئے پھر دوسرے کے گریباں میں جھانکنا چاہیئے۔

سچ کہاں لکھے گا میرے دور کا تاریخ داں
جب وہ اپنا پیٹ بھرتا ہے کہانی بیچ کر

قارئین کرام!

ہم نے مصباحی صاحب کی کذب بیانی جو کہ پہلی جلد کی شکل میں تھی اس کو کھول کھول کر بیان کردیا، اب دوسری جلد میں جو گل انہوں نے کھلائے ہیں انہیں بھی ہم واضح کردیں گے۔

سرور و نور و وجد وحال ہوجائے گا سب پیدا
مگر لازم ہے پہلے ہو ترے دل میں طلب پیدا
نہ گھبرا کفر کی ظلمت سے تو اے نور کے طالب
وہی پیدا کرے گا دن بھی، کی ہے جس نے شب پیدا

احقر الوریٰ عمیر قاسمی عفی عنہ
۶ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ
۷ر نومبر ۲۰۱۶ء بروز پیر

حصہ دوم

﴿فہرست﴾

مضامین حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

قارئین کرام!

رضا خانی نے دوسری جلد میں محض سیاہِ صفحات کی خاطر اور کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لئے تبلیغی جماعت کو موضوع بنایا اور انتہائی کم علمی، بے مائیگی اور کذب بیانی کا مظاہرہ کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس دنیا میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم معصوم عن الخطاء والذنوب ہیں اس کے بعد جتنے بھی لوگ ہیں وہ سارے کے سارے مرکب من الخطاء والنسیان ہیں چاہے کوئی ولی ہو، چاہے کوئی قطب ہو، چاہے عالم وفاضل، علامۃ الدہر، فہامۃ العصر ہو، چاہے جاہل ہو، چاہے مدرس ہو، چاہے معلم ہو یا متعلم، چاہے عام ہو یا خواص، پیر ہو یا مرید، استاذ ہو یا شاگرد، جاہل ہو یا اجہل، دنیادار ہو یا دیندار، حافظ ہو یا غیر حافظ۔

غرضیکہ ہر ایک سے غلطیاں خامیاں ہوتی ہیں اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور حکم فرمایا کہ اے ایمان والو! "**علیکم انفسکم**" دوسری جگہ ارشاد فرمایا اے ایمان والو! "**قوا انفسکم واھلیکم ناراً**"۔

دوسری طرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بنی آدم خطا کار ہے ہم اللہ سے دعاء مانگتے ہیں "**ربنا لا تؤاخذنا ان سینا او اخطأنا**" خلاصہ یہ ہے کہ انسان غلطیوں کا پلندا ہے۔

دنیا کے جو عظیم انسان ہیں ان سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں لہٰذا ان غلطیوں کو مدار بنا کر نشانہ بنا کر اس کو مخالفت قرار دینا اس کو اچھالنا اور بدنام کرنے کی کوشش کرنا یہ مصباحی صاحب اور ان کی ذریت اور رضا خانیت کا کام ہوسکتا ہے جنہوں نے سستی شہرت بٹورنے کیلئے تبلیغی جماعت کو نشانہ بنایا، کیوں کہ مصباحی صاحب آگ میں جلے ہوئے ہیں اللہ نے انہیں اتنی مقبولیت سے نوازا نہیں، تو انہوں نے سوچا کہ جن کو نوازا ہے ان پر انگلی اٹھاتے ہیں، تا کہ یہ جلنے والی آگ کچھ تو سرد پڑ جائے، کچھ تو علاج ہو جائے بیمار دل کا۔

قارئین کرام!

جو حوالہ جات، جو کتابیں جن کو مصباحی صاحب نے تبلیغی جماعت کی مخالفت کا نام دیا ہے ہم مجموعی طور پر ان پر تبصرہ کرتے ہیں اور جائزہ لیتے ہوئے چلتے ہیں ''حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب اور دوسروں کو دست وگریباں بنانے کی ناکام کوشش کو اور ناکام بناتے ہیں''۔

دراصل جن کو آپ نے اختلاف بنا کر پیش کیا ہے وہ اختلاف ہے ہی نہیں بڑے سرخیوں میں آپ نے یہ صفحات سیاہ فرمائے ہیں لیکن کیا حاصل؟

ہمارے لئے یہ مخالفت نہیں بلکہ ان علماء کو ہم اپنا ہمدرد، غمگسار، مخلص ومحبّ اور اصلاح کرنے والا سمجھتے ہیں۔

ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ ان تمام میں سے ایک عالم بھی ایسا دکھادیں جو تبلیغ یا تبلیغی جماعت کا مخالف ہو۔

یہ تو ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مصلحین ومحبین ہیں جو ہماری غلطیوں سے آگاہ فرماتے ہیں، اور اصلاح فرماتے ہیں۔

کیوں کہ اللہ کے رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے:

کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں جیسے انبیاء کرامؑ کی ذات اپنی اپنی امت کے کے لئے رحمت ہوتی ہے، جیسے وہ ان کی تربیت فرماتے ہیں، جیسے وہ ان کو غلط راہ سے بچاتے ہیں ایسے ہی علماء کرام کی ذات ہے اللہ نے انہیں وارثین انبیاء بنایا ہے، یہ بھی وقتاً فوقتاً موقع بموقع اپنی اپنی قوم، اپنی اپنی جماعت، اپنے اپنے کارکنان کی تربیت فرماتے ہیں، ان کی اصلاح فرماتے ہیں، ان کو سیدھے راستے پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں ایسے علماء ہمارے لئے اللہ کا انعام ہیں، اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسی قوم میں پیدا فرمایا ہے جس میں مصلحین امت موجود ہیں۔

ہم دعاء گو ہیں کہ اللہ ایسے مصلحین ومحبین کی عمروں میں برکت نصیب فرمائے۔ (آمین)

چنانچہ ہم یہاں پر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کا اقتباس نقل کرتے ہیں، حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ:

"تبلیغی جماعت کے اس طریقۂ کار کے بارے میں اصولی طور پر تقریبا سب حضرات اکابر نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے خاص طور پر مرشدی حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ نے اس جماعت کی افادیت اور نافعیت بتلا کر بڑے زوردار طریقہ سے اس کی تائید وحمایت فرمائی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس جماعت کے طریقۂ کار میں جو باتیں قابل اصلاح شامل ہوگئیں ہیں اور جو غلو اور تشدد اس میں پیدا ہو گئے ہیں ان باتوں کی اصلاح پر بھی یہ دونوں حضرات ہمیشہ توجہ دلاتے رہے ہیں اور قابل

اصلاح امور کی نشان دہی فرماتے رہے، جیسا کہ ان حضرات کی مطبوعہ تحریرات سے واضح ہے، عدل وانصاف کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تائید وحمایت کے ساتھ قابل اصلاح امور پر بھی نظر رکھی جائے، اس لئے ان اکابر کی تائید وحمایت کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس میں کوئی بات بھی اصلاح طلب نہیں ہے، اور یہ کہ مستقبل میں بھی کوئی بات ایسی پیدا نہیں ہوسکتی جس کی اصلاح ضروری ہے، کسی جماعت پر اس کی حالت موجودہ کے لحاظ سے ہی کوئی حکم لگایا جاتا ہے، بدلے ہوئے حالات میں اصول شرعیہ کے تحت دوبارہ اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے، اگر کوئی بات قابل اصلاح ہو تو اس کی اصلاح کی جانی ضروری ہے، خصوصاً جن اصلاحات کو خود اکابر نے ہی تجویز فرمایا ہو: ان کا ذکر کرنا تو کسی بھی طرح ان حضرات اکابر کی مخالفت قرار نہیں دیا جاسکتا ہے، بلکہ ان اکابر کا عین اتباع ہے کہ صحیح بات کی حمایت وتائید کے ساتھ ساتھ قابل اصلاح امور کی نشان دہی بھی کردی جائے اس کو حضرات اکابر کی حمایت کے خلاف سمجھنا درست نہیں ہوگا''۔

(دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت۔ص:۹۳/۹۴)

خود جس ''شاہراہ تبلیغ'' کا آپ نے حوالہ دیا ہے اسی کتاب میں صاف لکھا ہے واضح رہے کہ بندہ کو اصل تبلیغ پر کوئی اعتراض نہیں نہ حضرات اکابر کی علمی تبلیغ سے کوئی شکوہ ہے۔ شکوہ مجھے ان عوارض سے ہے جو بعد میں پیدا ہوئیں۔

(شاہراہ تبلیغ کی شرعی حیثیت۔ص:۹۳/۹۴)

اور آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

موجودہ دور میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی اور آپ کے خلف الصدق حضرت یوسف العصر مولانا محمد یوسف صاحب نوراللہ مرقدہما نے امت

مرحومہ کے عوام کی اپنی اصلاح کیلئے تبلیغ کے نام سے ایک سلسلہ چلایا جس کے سربراہ آپ حضرات خوداورآپ حضرات کے رنگ میں رنگے ہوئے علماءربانیین ہوتے تھے یہ سلسلہ نتائج کے لحاظ سے علماءکرام کی نگرانی میں بہت مفیداورکارآمد رہاہزاروں دین کے رنگ میں رنگے ہوئے اوردینی شعوروالے پیداہوگئے۔

سلسلہ بامقصداور بامعنی چلتارہا، ملک اور بیرون ملک میں ایک ایسی وسیع جماعت پیداہوئی کہ غریب ہوں تو بھی اپنی غربت اور افلاس کے باوجود اپنی عزیز پونجی اورعزیز وقت اس علمی تبلیغ میں لگانے کو کامیابی اور فلاح دارین سمجھتے ہیں اور درمیانہ وسعت والے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے تبلیغ دین کی خاطر دور دراز غیرممالک میں چلّے پہ چلّے دینے کواپنے مال وجان کا بہترین مصرف سمجھتے ہیں، علمی اورتبلیغی اسفار میں ان کوروحانی سروراورسکون ملتا تھاچنانچہ بندہ کمترین بھی خوش قسمتی سے ایک معتد بہ زمانہ ان سے منسلک رہااللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین) (ایضاً۔ص:۹)

اورآگے تحریرفرماتے ہیں۔

چونکہ بندہ بھی اپنے آپ کوحلقۂ بگوشان سلسلہ امدادیہ اور بالخصوص حضرات سادات اہل تبلیغ کا ایک ادنیٰ خادم سمجھتا ہے۔ارادہ ہوا کہ اس سلسلے میں جوکچھ دامندگیاں مجھے نظرآرہی ہیں، اپنے رفقاء کی خدمت اقدس میں عرض کردوں تاکہ اگران کواس طرف توجہ ہوئی اوراصلاح کی طرف جدوجہدفرماگئے تو ہوسکتا ہے کہ جس طرح اس سلسلے کی ابتداءتھی اسی طرح پھر یہ سلسلہ رسمی اور بدعتی رنگ وروپ چھوڑکر مطابق سنت رنگ لے سکے اور بزرگوں کا یہ صدقۂ جاریہ اپنے اصلی رنگ ڈھنگ میں تاابدجاری رہ سکے۔ (ایضاً۔ص:۱۱)

آپ نے ایک کتاب ''احقاق الحق البلیغ'' کا بھی حوالہ دیا ہے اس کے بھی چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

تحریر فرماتے ہیں کہ:

''میرا موقف یہ ہے کہ اکابر جماعت کی تحریروں پر غور فرما کر جماعت کے اندر پیدا شدہ خرابیوں کا ازالہ کریں۔ یہ جماعت جوڑ کیلئے قائم ہوئی تھی، تو علماء ناقدین جو کہ اسی مسلک کے ہیں ان کی تنقید سے برہم ہو کر توڑ کی تحریک نہ بنائیں جماعت کے اکابرین مندرجہ ذیل کتب و مضامین کو مدنظر رکھیں اور اپنی پالیسیوں میں تبدیلی پیدا کریں اور ایک مستقل فرقہ نہ بننے دیں''۔
(احقاق الحق البلیغ۔ص:۲۳)

''کلمۃ الہادی'' کا بھی آپ نے بڑے زور و شور سے حوالہ دیا ہے اس کے بھی اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(۱) مولوی الیاسؒ کے چلائے ہوئے کام کو ہم اپنا کام سمجھتے ہیں۔(ص:۶)

(۲) حضرت مولانا الیاس دہلویؒ صاحب نے جب دیکھا کہ ہندو مسلم کو زبردستی ہندو بنا رہے ہیں اور اس کیلئے انہوں نے تنظیم تحریکیں چلائی ہوئی ہیں جن کا نام شدھی اور سنگٹھن رکھا ہوا ہے تو انہوں نے تحریکِ ایمان کے نام سے کام شروع کیا جو بعد میں تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہوئی، یہ بہت ہی مبارک کام ہے۔ (ایضاً۔ص:۳۸)

(۳) موجودہ دور میں تبلیغی جماعت عالمِ دنیا میں ایک اصلاحی، دینی، مذہبی اور دعوت الی الخیر میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کے طور پر ابھری ہے اور اس سے وابستہ حضرات کے ہر قول و فعل کو حجت مانا جانے لگا، یقیناً اس کے فوائد دین

کی طرف رغبت کا باعث ہیں، بے نمازی نمازی بنے اور دین سے برگشتہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ایضاً۔ص:۴۳)

(۴) حضرت مولانا الیاسؒ نے یہ نہیں کہا کہ ہم کمزور ہیں اس لئے انہوں نے تبلیغ کا راستہ اختیار کیا، تبلیغ کا راستہ بہت کٹھن اور مشکل ہے، چنانچہ مولانا موصوف کو اپنے اس طریق کار سے شروع میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، بہت تکالیف اور مصائب سے دوچار ہوئے، آپ کے ابتدائی حالات کا علم رکھنے والے لوگ باخبر ہیں آج اگر اس راہ میں لوگوں کو تکلیف کا احساس نہیں ہوتا تو یہ مولانا کی محنت کا ثمرہ ہے لیکن آپ نے اس راہ میں چل کر نہ جہاد کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے نہ علماء سے الجھے ہیں اور نہ حق کے اعتراف میں آپ کو کسر شان دکھائی دی ہے۔ (ایضاً۔ص:۱۵۴)

(۵) حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے بڑے اخلاص اور دل سوزی سے عام مسلمان کی دین سے دوری کا جائزہ لیا، اور شب وروز اس پسماندہ قوم کی دینی اصلاح کی انتھک سعی کی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب دنیا کے کونہ کونہ میں دین کی تبلیغ کا کام بہت عمدگی سے اور بڑے وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے، اور دن بدن اس عمدہ کام میں ترقی ہو رہی ہے **"اللھم زد فزد"**

مدرسین اور طلباء جب تبلیغ کے فوائد دیکھتے اور سنتے ہیں تو ان کا دل بھی چاہتا ہے کہ ہم اس اجر عظیم سے محروم نہ رہیں اور اپنی زندگیاں اس نیک کام کیلئے وقف کردیں۔

اس نیک جذبہ کی جتنی قدر رکھی جائے کم ہے لیکن اس سلسلہ میں علماء وطلباء کو خوشی ہونی چاہئے کہ وہ بھی مبلغ ہیں ان کو حضرت تھانویؒ کے یہ کلمات طیبات نہیں

بھولنے چاہئے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔

(۱) اصل کام دعوت الی اللہ ہے اور اس کے محفوظ اور قائم رکھنے کیلئے مدارس کی ضرورت ہے۔

(۲) تبلیغ کے اقسام۔

مدارس کا قیام اور درس تدریس بھی تبلیغ ہے۔

(۳) تبلیغ کے اقسام بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

تیسری ایک جماعت کو تبلیغ کے قابل بنانا پھر تو درس وتدریس کا تبلیغ میں داخل ہونا بالکل ظاہر ہے۔

(۴) آپ لوگوں کا پڑھنا بھی تبلیغ ہے۔

(۵) اگر آپ کی نیت یہ ہو کہ پڑھنے سے فارغ ہو کر امر بالمعروف کروں گا تو یہ پڑھنا بھی تبلیغ ہے۔

(۶) ترجمہ وتفسیر وفقہ یا کوئی کتاب پڑھ کر سنانا بھی تبلیغ ہے۔

(۷) پس مال خرچ کرنے والا بھی اور احکام سنانے والا بھی مبلغ ہے اور مضامین لکھنے والا بھی مبلغ ہے۔

(۸) تبلیغ میں غلو تعلیم چھوڑ کر تبلیغ میں جانے کی ممانعت۔

مجھے اندیشہ ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ مدرسین وطلبہ پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیں بلکہ اس کو اپنے بزرگوں سے پوچھو کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔

ظاہر بات ہے کہ اہل حق علمائے کرام تبلیغ سے کبھی نہیں روکیں گے ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ پڑھنے اور پڑھانے کے زمانہ میں خوب محنت سے پڑھو پڑھاؤ اور ایام تعطیلات میں جن کا درس وتدریس کا کام نہیں فارغ ہیں وہ والدین، بیوی

اور بچوں وغیرہم کے حقوق ادا کرتے ہوئے سہ روزہ چلّہ اور کم وبیش وقت لگائیں اور یہ سمجھیں کہ باہر نکلنا تبلیغ کا ایک شعبہ ہے، تاکہ عوام کے نظریات اور مختلف علاقوں اور ملکوں کے حالات سے بھی آگاہ ہوسکیں اور جو کمزوریاں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں ان کو دیکھیں اور اصلاح کی فکر کریں اور اپنے اندر بھی دین کے اعمالِ خیر کی عادت ڈالیں اور لوگوں کو قبر اور آخرت کی حقیقت بتائیں اور دنیا کی ناپائیداری ان پر واضح کریں کہ یہ دنیا فانی اور عارضی ہے اتنا ہی دل لگاؤ جتنے کی ضرورت ہے اور اس دنیا کی فناء کا نقش دل میں بٹھاؤ کہ کہاں دل لگا بیٹھے ہو کوئی چیز بھی اپنی نہیں۔

ارے بلبل تو کیوں شاخ گلستاں پر ہے جا بیٹھی
چمن اپنا نہ شاخ اپنی تو کس سے دل لگا بیٹھی

حضرت تھانویؒ کی ان سنہری نصیحتوں سے مدرسین اور طلباء کو خوش ہونا چاہئے کہ پڑھنے اور پڑھانے کے زمانہ میں اپنے گھروں اور مدرسوں میں رہتے ہوئے بھی مبلغ ہیں بلکہ اصل مبلغ ہیں کہ وہ مبلغ ساز اور مبلغ گر ہیں اور ایام تعطیلات میں اگر درس وتدریس ان کے ذمہ نہ ہوتو ضرور وقت دیں اور جو حضرات نئے نئے تبلیغی بنتے ہیں ان کو بھی حضرت تھانویؒ کے یہ ارشادات پیش نظر رکھنے چاہئے کہ جو علماء یا طلباء درس وتدریس کے اوقات میں باہر نہیں نکلتے تو ان کو حقارت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں اس لئے کہ وہ بھی مبلغ ہیں بلکہ اصل مبلغ ہیں اسلام میں افراط وتفریط اور غلو بری چیز ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ اپنے سینہ میں اس کا درد اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین ثم آمین)

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ

فکر چمن ہے مجھ کو غم آشیاں نہیں

یہ آخری تحریر امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر علیہ الرحمۃ کی ہے جن کا نام چھپ چھپ کر آپ لے رہے ہیں۔

قارئین کرام!

یہ انہیں علماء کے چند اقتباسات تھے جن کو مخالف بنا کر پیش کیا گیا ہے حالانکہ یہ مخالف نہیں بلکہ مصلح اور خیر خواہ ہیں ہر ایک کی تحریر سے یہ بات جھلکتی ہے کہ وہ ''الدین النصیحہ'' کے تحت اس بیڑہ کو اٹھائے ہوئے ہیں تا کہ ناواقف عوام ان تعریضات سے بچ جائے اور درست طریقہ پر گامزن ہوجائے کوئی بھی عالم، کوئی بھی بزرگ اس کے مخالف نہیں بلکہ اصلاح کا پہلو غالب ہے۔

(کلمۃ الہادی۔ص:۳۲۴ تا ۳۲۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کی بھی تحریر ملاحظہ فرمائیں چونکہ رضاخانی صاحب نے ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

حضرت تحریر فرماتے ہیں۔

الحمدللہ ان باتوں کو بیان کرنے کا منشا اصلاح ہے، تبلیغی جماعت تنہا ایک ایسی جماعت ہے جس کے کام سے الحمدللہ دل ہمیشہ خوش ہوتا ہے، اور اس جماعت نے ایسی بڑی عظیم دینی خدمت انجام دی ہے جو کسی اور جماعت نے انجام نہیں دی، اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے ذریعہ دین کا کلمہ کہاں سے کہاں پہنچایا، حضرت مولانا الیاس صاحب قدس سرہٗ، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین، ان کے اخلاص اور ان کے سچے جذبے نے اس جماعت کو اب تک باقی رکھا ہے اور اس جماعت کے پیغام اور دعوت کو اللہ تعالیٰ نے چار دانگ

عالم میں پھیلا دیا ہے تعاون اور تنبیہ دونوں کی ضرورت ہے۔

لیکن ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی بھی جماعت کا پھیل جانا اور اس کے پیغام کا دور دور تک پہونچ جانا اگر صحیح طریقہ سے ہو تو یہ قابل خیر مقدم ہے اور اس صورت میں اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے، لیکن اگر اس جماعت میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں یا اس کے اندر غلط فکر پیدا ہو رہی ہے تو پھر تعاون کے ساتھ ساتھ اس کی غلطی پر اس کو متنبہ کرنا بھی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ یہ بہترین جماعت جس سے اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا کام لیا، کہیں غلط راستہ پر نہ پڑ جائے، بالخصوص ایسے وقت میں متنبہ کرنا اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے جبکہ اس کی قیادت پختہ اہل علم کے ہاتھ میں نہیں ہے، بلکہ اس قیادت میں زیادہ عنصر عوام کا ہے، جو پورا علم نہیں رکھتے اور اس جماعت کے اندر جو علماء شامل ہیں ان کا مشغلہ علم نہیں ہے اس لئے کہ علماء کی بھی دو قسمیں ہیں، بعض وہ علماء ہوتے ہیں جن کا مشغلہ درس و تدریس ہوتا ہے، اس قسم کے علماء کو علم سے مناسبت رہتی ہے، اور دوسرے علماء وہ ہیں جن کا مشغلہ درس و تدریس اور فتویٰ وغیرہ نہیں رہتا ان حضرات علماء کے پاس الحمدللہ علم تو ہے لیکن اس علم کو صیقل نہیں کیا گیا اس لئے ایسے علماء کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

تبلیغی جماعت کی مخالفت ہرگز جائز نہیں، کہ قیادت زیادہ تر ایسے حضرات کے ہاتھ میں ہے جو علم میں رسوخ نہیں رکھتے، اس کی وجہ سے بعض اوقات بے اعتدالیاں سامنے آتی رہتی ہیں، ان بے اعتدالیوں کے نتیجے میں جماعت کی مخالفت ہرگز جائز نہیں، اسلئے کہ بحیثیت مجموعی جماعت نے بہت اچھا کام کیا

ہے، الحمدللہ جماعت نے بہترین کام کیا ہے، اوراب بھی اچھا کام کررہی ہے، لہٰذا اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے، اور جتنا ہوسکے اہل علم کو اس جماعت کے اندرشامل ہونا چاہیئے، اوراس کے ساتھ تعاون کا سلسلہ برقراررکھنا چاہیئے۔

لیکن ساتھ ساتھ اہل علم کے داخل ہونے کا یہ فائدہ ہونا چاہیئے کہ جو بے اعتدالیاں پیدا ہورہی ہیں ان کا سدِّ باب ہو، لہٰذا جو اہل علم جائیں وہ یہ فکر اور سوچ لے کر جائیں کہ ہم ایک مقصد سے جارہے ہیں وہ مقصد یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ حتی الامکان اس مبارک جماعت کو غلط راستہ پر پڑنے سے روکیں یہ نہ ہو کہ اہل علم خودبھی جماعت کے بہاؤ میں بہہ جائیں۔

(ملخصاً تقریر ترمذی۔ج:۱،ص:۲۱۰ تا ۲۱۵)

حضرت اقدس فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ:

خروج فی سبیل اللہ میں ہر نیکی سات لاکھ نیکی کا درجہ رکھتی ہے، یہ حدیث شریف ''الترغیب والترہیب'' میں حافظ عبدالعظیم منذری نے بیان کی ہے، اور اس کو معتبر ومعتمد قرار دیا ہے، خروج فی سبیل اللہ سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے، اس سے مراد فنا فی سبیل اللہ ہے لیکن یہ لفظ خروج فی سبیل اللہ بہت عام ہے، دین کی ہر جدوجہد کیلئے نکلنا خروج فی سبیل اللہ ہے، مثلاً علم دین سیکھنے کیلئے، وعظ کہنے کیلئے، اصلاح نفس کی خاطر، بزرگ کی خدمت میں جانے کیلئے، تبلیغ کے واسطے جماعت بنا کر نکلنے کیلئے، کہیں فساد ہو گیا ہو تو مظلوموں کی امداد کیلئے، اہل باطل کے فتنوں سے مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر، مناظرہ کیلئے، یہ سب خروج فی

سبیل اللہ ہے حتی کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں جمعہ کے واسطے جانے کو بھی خروج فی سبیل اللہ تجویز فرمایا ہے، جیسا کہ (۱۲۴/۱) میں ہے اپنے گھر بیٹھے دعا کرنے، اور عبادت کرنے، اور خدا کی راہ میں نکل کر دعا اور عبادت کرنے میں بھی بڑا فرق ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرامؑ کی بعثت کا مقصود اسی دین حق کی تبلیغ و اشاعت ہے، لہٰذا جس کی زندگی اس راہ سے زیادہ قریب ہوگی اس کو اسی قدر انبیاء سے دعا اور عبادت میں زیادہ قرب ہوگا۔
(فتاویٰ محمودیہ۔ ج: ۵/ص: ۶۲/۶۱)

اور آگے تحریر فرماتے ہیں:

تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی طلب کا عام کرنا ہے، جس سے مدارس کے طلبہ بھی کثرت سے ملتے رہتے ہیں، اور خانقاہوں کے ذاکرین بھی کثرت سے ملیں، اہل مدارس اور اہل خانقاہ حضرات کو حسب موقع تبلیغی جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔

اگر ان میں کوتاہی اور خلاف اصول چیز دیکھیں تو خیر خواہی اور ہمدردی سے ان کو نصیحت کریں اصلاح فرمائیں۔ (ایضاً۔ ص: ۴۰)

اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے میرے سامنے فرمایا کہ میں بھی جاتا، مگر وقت میں گنجائش نہیں۔ (۵/۹۱)

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

تبلیغی جماعت ایک خالص دینی جماعت ہے، اس کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے، عوام کا ایک بڑا طبقہ اس جماعت سے جڑا ہوا ہے، جن میں سے اکثر لوگ

اس جماعت سے جڑ کر اپنی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں، لیکن بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں جو ناواقفیت کی وجہ سے بے اصولی کا شکار ہو جاتے ہیں، ان کی اصلاح کیلئے مرکز نظام الدین کی طرف مستقل اصلاح کا نظام ہے، نظام الدین سے ہر تین ماہ میں اس کام سے جڑے ہوئے اہم ذمہ داران کو ہدایت دی جاتی ہے، جن میں خاص طور پر دینی امور میں علماء کرام سے استفادہ اور دین کے سارے شعبوں کی قدردانی کی تاکید کی جاتی ہے اور تبلیغی کام کو اصول کے ساتھ کرنے پر زور دیا جاتا ہے نیز جماعت میں فضائل اعمال کتاب کی تعلیم دی جاتی ہے، اس کتاب میں علم وعلماء کی عظمت، ذکر کی اہمیت، اور مبلغین وغیرہ کیلئے تنبیہات وغیرہ کے مضامین خود موجود ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہ جماعت منکر جہاد ہے عملاً جہاد کیلئے تو بہت سی شرائط ہیں اور اعتصادی طور پر ہمارے علم کے مطابق یہ جماعت جہاد کی منکرین نہیں اگر شرائط کی موجودگی میں بھی کوئی جہاد کا منکر ہے تو غلط ہے۔ (فتویٰ نمبر ۶۲۵۵ / ۲۴ دسمبر ۲۰۱۵ء)

قارئین کرام!

ان تمام تحریرات کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی عالم، کوئی بھی فقیہ، جماعت کا مخالف نہیں بلکہ مخالفت سے منع فرمایا ہے ہر ایک کے اندر تبلیغ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

ہاں! یہ ضرور ہے کہ علماء وارثان انبیاء ہیں، اس وراثت کا پاس اور لحاظ رکھتے ہوئے اصلاح کیلئے، ہمدردی کیلئے، رہنمائی کیلئے، صحیح نہج پر لانے کیلئے، زجر وتوبیخ کیلئے، علماء نے یہ قدم اٹھایا اور یقیناً اس سے مخالفت لازم نہیں آتی۔

یہ تو دین کے دشمن اور حسد جلن رکھنے والے لوگ بدعتی رضاخانی، غیر

مقلدین حضرات محض بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، لیکن حق کبھی دبتا نہیں ہے، چھپتا نہیں ہے، اور ان شاء اللہ تا قیامت چھپے گا بھی نہیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ تبلیغ میں لگنے والوں کو صحیح نہج پر کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور بدنظروں کی بدنظری سے حفاظت فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اس کے ساتھ ساتھ کچھ علماء کرام انہیں میں سے ایسے ہیں کہ جو اس سے وابستہ ہیں اور جماعت کے ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں، ان کے طلباء، ان کے متبعین، ان کے ہم نشین جماعت کے ساتھ آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں اور ان کو غلط راستوں سے بچاتے بھی ہیں۔

کچھ نہ کچھ کوتاہیاں تو سب کے اندر ہیں، چاہے وہ تبلیغی جماعت ہو یا پھر بریلوی رضاخانی جماعت، ہر ایک کے اندر خامیاں ہیں لیکن دیدہ دلیری دیکھئے کہ اپنی خامیوں، کوتاہیوں کو پرے رکھ کر دوسرے کی خامیوں، کوتاہیوں پر نظر رکھتے ہیں یہ بے غیرتی کی بات نہیں تو کیا ہے۔

رضاخانی صاحب ہمارے علماء تو عوام کو ان کی کوتاہیوں سے واقف کرا رہے ہیں لیکن آپ کے اپنے علماء اپنے عوام کو جو طرح طرح کے مروجات بدعات، خرافات میں مبتلاء ہیں کیوں نہیں بچاتے؟ آخر کسی چیز کی تو پردہ داری ہے۔

تمہاری عوام میلاد کے نام پر کیک کاٹتی ہے، ”ہپی برتھ ڈے یا رسول اللہ“ کے نعرے لگاتی ہے، میلاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے سامنے رنڈیوں کو نچاتی ہے، اور اس میں عوام کے ساتھ خواص بھی شامل ہوتے ہیں۔

جلوس کے نام پر قوالیاں بجاتی ہے، ڈھول تاشے کو اپنا شیوہ جانتی ہے، اور گانے کی دھن پر نعتیں پڑھتی ہے۔

یہ تو معدودے چند ہیں نہیں تو اس پر پوری ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن یہاں ہم جواب دینے کے مکلّف ہیں۔

ہاں موقع بموقع ہم ان کی بے غیرتی سے پردہ اٹھاتے رہیں گے کیوں کہ خیرخواہی ان کے یہاں مخالفت ہے، اصلاح کرنا یہ مخالفت کرنا ہے۔

قارئین کرام!

انہوں نے چار حدیثیں نقل کیں اوراس کوتبلیغ پر چسپاں کردیا۔

پہلی حدیث کا جواب تو ہم نے پہلی جلد میں دے دیا ہے دوسری حدیث جس کوتبلیغ پر چسپاں کر کے یہ خود کو محدث سمجھ بیٹھے ہیں۔

عرض یہ ہے کہ دوسری حدیث میں قاضی صاحب نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ تبلیغ والے اس کے مصداق ہیں بلکہ انہوں نے تو ''عوام کا لانعام'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے، اوراس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حدیثیں گڑھتا ہے، جو جھوٹی حدیثیں نقل کرتا ہے اور غلط بیانی سے کام لیتا ہے، انہوں نے اس کو عام رکھا، آپ نے اس کو خاص بنا دیا، یہ دیدہ دلیری آپ کی تو آپ کے فاضل بریلوی کے بھی ریکارڈ توڑ رہی ہے، انہوں نے بھی حدیثیں گڑھی ہیں، اور ردوبدل کیا ہے تو وہ بھی اس کے مصداق ٹھہرے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر مکیؒ کی ایک من گھڑت کتاب ''**النعمة الکبریٰ علی العالم فی ولد سیدولد آدم** ''اس کا ترجمہ وتحقیق مفتی ابومحمد اعجاز نے کیا ہے اس کتاب کے صفحہ ۵۶/ پر لکھا ہے:

نیز اپنوں کیلئے ایک نہایت اہم بات بیان کردوں کہ'' مکتبہ قادریہ سیالکوٹ'' سے ۱۳۹۸ھ میں سالک فیضی صاحب کا جوترجمہ شائع ہوا تھا اس پر

حکیم موسیٰ امرتسریؒ، مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات قادری، شیخ الحدیث ، مناظر اسلام علامہ ضیاء اللہ قادری اور علامہ غلام رسول سعیدی کے اسمائے گرامی تحریر ہیں۔

اس ترجمہ کے محرک اصلی حکیم صاحب تھے اور ناشر مناظر اسلام علامہ ضیاء اللہ قادری صاحب۔ نیز بقیہ اکابرین نے اسے حرف بحرف سنا اور مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی البتہ غلام رسول سعیدی اپنے موقف سے رجوع کر چکے ہیں۔

اس کے بعد آگے صفحہ ۶۹ / پر اقوال صحابہ وتابعین موجود ہیں، جن کے اسامی درج ذیل ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ،حضرت عمر فاروقؓ،حضرت عثمان غنیؓ،حضرت علی المرتضیٰؓ،حضرت حسن بصریؒ،حضرت جنید بغدادیؒ۔

اور صفحہ نمبر ۴۸/ پر لکھا ہے کہ:

شیخ موصوف نے یقیناً کسی مستند مأخذ سے پڑھ کر ہی اسے لکھا ہوگا، لہٰذا شیخ موصوف کا اسے نقل کرنا ہی بذات خود ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے مزید کسی مأخذ میں اس کا نہ ملنا ہرگز اس کے موضوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

پھر صفحہ نمبر ۴۹/ پر تحریر فرماتے ہیں:

''ان اقوال وآثار کی ایک اور بہترین توجیہہ وتاویل میرے شیخ واستاذ شیخ الاسلام علامہ ابوصالح محمد فیض احمد اویسیؒ نے ایک ملاقات میں مجھ سے بیان فرمائی ہے اور یہی قول ''الزواجر'' کے اردو ترجمہ میں تقدیم میں ذکر فرمایا کہ از قبیل مکاشفات ہوں''۔ (نعمت کبریٰ۔ص:۵۶/۶۹/۴۹)

یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا کہ جس میں اس کتاب کے فضائل اور تراجم کے

فضائل بیان ہورہے تھے کہ فلاں علامہ فلاں استاذ نے فلاں فلاں بات کہی، لیکن اب دوسری طرف بھی رخ انور فرمائیں۔

آپ ہی کے ایک بڑے بریلوی عالم علامہ محمد عبدالحکم شرف قادری فرماتے ہیں کہ ربیع الاول شریف کے مہینہ میں بعض خطباء حضرات علامہ ابن حجر مکی ہیتمی کی طرف منسوب اور حنفی کتاب ''**النعمة الكبرىٰ على العالم فى سيد ولد آدم**'' سے بعض غیر مستند روایات سنا کر اپنے شائقین سے داد وتحسین حاصل کرتے ہیں۔ (مقالات شرف قادری۔ص:۵٦۸)

اور مفتی سید صابر حسین فرماتے ہیں کہ:

حال ہی میں علامہ ابن حجر مکی ہیثمی قدس سرہٗ (متوفی: ۹۷۴ھ) کے نام سے ایک کتاب ''**النعمة الكبرىٰ على العالم فى سيد ولد آدم**'' دیکھنے میں آئی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل محامد کے ساتھ ساتھ میلاد شریف منانے کے فضائل بیان کئے گئے ہیں، مقررین حضرات کیلئے یہ کتاب بڑی دلچسپی کی چیز ثابت ہوئی اکثر خطباء اس کے حوالہ سے اپنی تقریر کو چار چاند لگاتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں:

''اس کتاب میں خلفائے راشدین کے ارشادات سے میلاد شریف پڑھنے کے فضائل اس طرح بیان کئے گئے۔''

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''شیخ الشیوخ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے قول وفعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔''

علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی عیسوی میں ہوئے ہیں، لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سنیں ،لہٰذا وہ سند معلوم ہونی چاہیے جس کی بناء پر احادیث روایت کی گئی ہیں خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو ان روایات کا کوئی مستند مأ خذ ملنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اسناد دین سے ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہونگے جو تم کو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء نے ،تم ان سے دور رہنا۔''

سوال یہ ہے کہ خلفائے راشدین اور دیگر بزرگان دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ،حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، ملا علی قاری، علامہ سیوطی، علامہ نبہانی قدست اسرارہم اور دیگر علمائے اسلام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے؟ جب کہ ان حضرات کی وسعت علمی کے اپنے اور بیگانے سب معترف ہیں خود ان اقوال کی زبان اور انداز بتا رہا ہے کہ یہ دسویں صدی کے بعد تیار کئے گئے ہیں، میلاد شریف کے پڑھنے پر درا ہم خرچ کرنے کی بات بھی خوب رہی ،صحابۂ کرام کے دور میں نہ تو میلاد شریف کی کوئی کتاب تھی جو پڑھی جاتی تھی اور نہ ہی میلاد کے پڑھنے کے لئے انہیں دراہم خرچ کرنے اور فیس ادا کرنے کی ضرورت تھی۔

حالانکہ میلاد کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا اور رسول کی محبت مضبوط سے مضبوط تر

ہو اور کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو، ہماری بعض محفلیں مستند روایات کے حوالہ سے میلا د شریف کے بیان سے بھی خالی ہوتی ہیں اور عمل کی تو بات ہی نہیں کی جاتی۔

اس کتاب میں خلفائے راشدین اور دیگر بزرگان دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام ونشان تک نہیں، اس لئے اس سے نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابن حجر مکی کی جانب منسوب کر دی گئی ہے۔ (عید میلا د النبی ﷺ اور چند اصلاح طلب پہلو۔ص:۶۰ تا ۶۴)

قارئین کرام!

فیصلہ فرمائیں کہ ہمارے علمائے کرام نے عوام کو زجر وتوبیخ، اصلاح کی غرض سے، ہمدردی اور شفقت کی غرض سے سمجھایا تو رضا خانی اختلاف اور مخالفت بنانے پر اتاؤلے ہو گئے، چلئے بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں تو تمہارے یہاں عوام تو دور علماء ہی من گھڑت احادیث، اقوال وافعالِ صحابہ بیان کر رہے ہیں، ہماری تو عوام ناواقف ہے، لیکن تمہارے یہ علماء جو فہامہ، علامہ، محقق، مدقق وغیرہ وغیرہ کہلاتے ہیں وہ داد وتحسین حاصل کرنے کیلئے اور واہ واہی بٹورنے کیلئے جھوٹی من گھڑت حدیثیں بیان کرتے ہیں، اس کو آپ کیا نام دیں گے؟

ہے کوئی رضا خانی عالم جو میدان میں آ کر اپنے قلم کو جنبش دے؟ اور جھوٹی حدیثیں گڑھنے کا فتویٰ لگائے اور کہے کہ یہ دجال اور کذاب ہیں اعلان کریں، تحرارت چھپوائیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے مطابق ان علماء سے دور رہنا چاہئے۔

ہمارے علماء **علیکم انفسکم** اور **قوا انفسکم واھلیکم ناراً** پر عمل

فرماہیں اورحدیث آقائے نامدارمحمدعربی صلی اللہ علیہ وسلم من رأی منکم منکراً ......الخ پر عمل کرتے ہوئے عوام کوضلالت کی اندھیریوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتے ہیں۔

لیکن جس مسلک کے علماء ہی ضلالت کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں اور ''او کظلمٰت فی بحر اللجی یغشه موج من فوقه سحاب ظلمٰت بعضها فوق بعض'' کے مصداق بنے بیٹھے ہوں اورداد وتحسین، واہ واہی، دلچسپی اور چارچاند لگانے کیلئے جھوٹی جعلی حدیثیں بیان کرتے ہوں اس مسلک کے عوام کا تو کیا پوچھنا۔

جب خود ہی اصلاح کے طالب ہوں تو دوسروں کی کیا اصلاح کریں گے۔

قارئین کرام!

یہ ہم نے چند حوالہ جات پیش کئے ہیں رضا خانیوں کے موضوع احادیث اورمن گھڑت روایات کوفروغ دینے کے ،آگے ہم اس پر تفصیلی کلام پیش کریں گے کہ ان کے فاضل بریلوی نے بھی حدیثیں اورآیات گڑھی ہیں۔

قسمت سے ہی ملتا ہے کسی اہل وفا کو
وہ سوز دروں جس کا کوئی نام نہیں

دوسری حدیث جوآپنے پیش فرمائی ہے اوراس پر ازخود ہی تبصرہ بھی فرمایا ہے فیاللعجب !!

قارئین کرام!

اس میں قاضی صاحب نے صاف بات لکھ دی ہے، لیکن حق بات کو چھپانا رضا خانیوں کی فطرت میں داخل ہے۔

یہاں جو بات ہے وہ بعض کی ہے اور بعض جو ہوتے ہیں وہ قلیل ہوتے ہیں اور **القلیل کالمعدوم** لہٰذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ قاضی صاحب کی انفرادی رائے ہے اور انفرادی رائے کو پوری جماعت پر نہیں تھوپا جاسکتا ہے۔

چنانچہ بریلویوں کے حکیم الامت احمد یار نعیمی بدایونی نے لکھا ہے کہ:

مدرسے میں گناہ ہوتے ہیں تو کیا سارے بریلوی مدارس گناہوں کا اڈہ ہیں، لامحالہ آپ یہی کہیں گے یہ اکّا دکّا مدارس کی بات ہے اور اگر آپ یہ نہیں کہتے ہیں تو ہم منتظر ہیں............**ماکان جوابکم فھو جوابنا**۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو نرے جاہل ہوتے ہیں، جو منہ میں آتا ہے بکتے چلے جاتے ہیں، رضاخانیت میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں مثلاً تعزیہ بنانے والے، اس میں مورتیاں بنانے والے تو کیا ہم آپ کے اصول کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ پوری رضاخانیت مورتیاں بناتی ہے؟ اور تعزیہ داری کرتی ہے؟۔

تیسری حدیث جو آپ نے نقل فرمائی ہے یہاں پر بھی آپنے وہی تعصب سے بھرا تبصرہ فرمایا جو کہ آپ کے سچے رضاخانی ہونے کے ثبوت کے لئے مہر عظیم ہے جب کہ اس میں کہیں بھی ایسا کوئی تذکرہ نہیں جیسا آپ نے کیا ہے۔

قارئین کرام!

اولاً مولانا فاروق صاحب کا یہ حکم لگانا یہ ان کی اپنی انفرادی رائے ہے اور بریلویوں کے اصول سے کسی کی انفرادی رائے پوری جماعت کیلئے سند کا درجہ نہیں رکھتی۔

ثانیاً مولانا فاروق صاحب نے عنوان ڈالا ہے ''تقدیم الجھلاء والعوام علی منصب العلماء والاعلام'' یعنی تفویض منصب تبلیغ وامارت نااہل فساق۔

یہ عنوان ہی ایسا ہے جس سے کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا مگر چونکہ رضاخانیوں جیسے کم علم لوگ جو ہر بات میں عیب تلاش کرتے ہیں اورعیب دار بنانے میں لگے رہتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ اپنے رضاخانی دماغ سے گڑھ ہی لیتے ہیں اور بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعت میں اولاً کسی فاسق یا کسی جاہل کوکسی عالم سے مقدم نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ممکن تجربہ کار ماہر کوامیر بنایا جاتا ہےاوراس کے بھی کچھ شرائط ہیں جس سے رضاخانی ناواقف ہیں۔

جس جماعت میں عالم موجود ہوتا ہےاس جماعت کا امیر وہی ہوتا ہے اور جس جماعت میں کوئی عالم نہیں رہتا اس میں بھی ان سب میں جو واقف کار باصلاحیت ہوتا ہے اسے امیر منتخب کیا جاتا ہے۔

مولانا فاروق صاحب یہاں غلط فہمی کا شکار ہیں کیوں کہ ان کو اطلاع غلط دی گئی ہے۔

قارئین کرام!

خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں کوئی فاسق اور نااہل امیر نہیں ہوتا، بلکہ حتی الامکان واقف کار، تجربہ کار آدمی کو امیر بنایا جاتا ہے اور ایسے کو جو شریعت کی سوجھ بوجھ رکھتا ہو۔

رضاخانیوں کی طرح نہیں کہ ان کے علماء بھی کالعوام ہیں۔

لہٰذا جو تبصرہ آپ نے ہم پر کیا ہے اس کا رخ اپنی جانب موڑ لیں اور

''قوا انفسکم و اھلیکم ناراً'' پر عمل فرمالیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کے چکر میں اپنے ہی عیب بھول جائیں۔

چوتھی حدیث مفتی عیسیٰ صاحب کی جو انہوں نے ''کلمۃ الھادی'' میں لکھی ہے اس کو بھی آپ نے تھوپ مارا اور خود ساختہ تبصرہ بھی کر مارا۔

اور مزید یہ کہ تبصرہ میں ہر جگہ تبلیغی جماعت، تبلیغی جماعت کا رٹا لگا رکھا ہے جبکہ مفتی عیسیٰ صاحب نے یہ جملہ، یہ لقب کہیں استعمال نہیں کیا۔

مفتی صاحب تو صاف طور پر جاہلوں کو مخاطب کررہے ہیں اور فرمارہے ہیں ناخواندہ اَن پڑھ جاہل لوگوں کو............الخ۔

ایسا محسوس ہوتا ہے آپ کی پیرانہ سالی کا وقت قریب آچکا ہے کیوں کہ آپ کی نظر بڑی کمزور ہے یا اردودانی میں کمزور ہیں یا پھر دھوکہ دینا، جھوٹ بولنا اور عبارت میں تغیر وتبدل یہی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔اور کیوں نہ ہو!! مولوی احمد رضا خاں علیہ ما علیہ کا بھی تو یہی امتیاز تھا تو آپ بھی کیوں اس معاملہ میں پیچھے رہتے ''جیسا امام ویسا مقتدی''۔

ہاں یہ حدیث ضرور بالضرور آپ لوگوں پر، آپ کے علماء پر فٹ ہوتی ہے کیوں کہ آپ کے علماء نرے جاہل ہوتے ہیں۔خود آپ کے مقتدیٰ و پیشوا کے متعلق آپ کی ہی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت جاہلوں کے پیشوا تھے جس مسلک کے مقتدیٰ اور امام کا یہ حال ہو تو لامحالہ اس کے مقتدی اور چاہنے والوں کا بھی یہی حال ہوگا۔تو یہ حدیث رضاخانیوں کے اہل علم جو دراصل لاعلم ہیں، ان ہی کیلئے ہے۔

آپ نے جو حضرت گھمن صاحب اور دوسرے علماء کے اختلاف کو مذموم

بتایا، جسے بنیاد بنا کر آپ اپنے مسلک کو بچانے کے فراق میں ہیں۔ ہم اس کا بھی پردہ آپ کے سامنے چاک کیئے دیتے ہیں۔

قارئین کرام!

رضا خانی جس کو اختلاف بنانے کے درپے ہیں دراصل وہ اختلاف مذموم نہیں بلکہ اصلاح محمود ہے۔

ہمارے جن علماء کا ذکر آپ نے کیا ہے ان سب نے اصلاح کی کوشش کی ہے، **یعنی تنقید برائے تخریب نہیں بلکہ تنقید برائے تعمیر ہے۔**

اب اگر اصلاح کرنا آپ کے یہاں اختلاف ہے تو ماتم منانے کی ضرورت آپ کو ہے کیوں کہ آپ کا جو بھی عالم آپ کے جاہلوں کی اصلاح کرے گا، وہ دراصل آپ کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اختلاف ہی کرے گا۔

رہ گئی بات علماء کے اقوال کی تو مصباحی صاحب! کہیں آپ **کالانعام** کی فہرست میں شامل ہونے پر اتاؤلے تو نہیں ہو رہے ہیں؟ کیوں کہ ''**العوام کالانعام**'' عوام کب کیا کرنے لگ جائے، اس کا کیا بھروسہ اگر اٹھانے پر آئے تو آپ کے جاہل علماء کو سر پر بٹھا دے اور جب گرانے پر آئے تو مولوی احمد رضا کو بھی گالی دینے سے باز نہیں آتی۔

حیرت تو یہ ہے کہ آپ خود کو مفتی کہتے، اور دلیل میں عوام کی بات پیش کرتے ہیں۔

کیا بریلوی رضا خانی علماء کے ساتھ بدسلوکیاں نہیں ہوتیں؟

کیا آپ کے یہاں لاٹھی ڈنڈوں سے آپ کا استقبال نہیں کیا جاتا؟

برا نہ مانیں ہمارے پاس بھی دلائل ہیں کہ آپ کے امام اور مؤذن کو آپ کی

سمجھدار عوام نے جوتے چپلوں کی سوغات دی ہے۔

لیکن ہم یہاں آپ کے علماء، کے فتاویٰ جات جو آپ کا ایک عالم دوسرے عالم پر لگاتا ہے اس سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

آپ کے مولوی مظفر شاہ نے مفتی اکمل کی چھترول کی اور کیا کیا کہہ دیا ہے چنانچہ مظفر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ: لوگوں کا ہماری تقریروں سے ذہن بنتا ہے وہ تیرے پاس جا کر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور تو بیس سال سے ننگا ناچ نچا رہا ہے، سنیوں کو گلی گلی منبر پر جو تبلیغی بناتا ہے یہ سیّد تجھے چھوڑے گا نہیں، یا تو رہے گا، یا پھر ہم رہیں گے۔

قاری اکمل! تو منافق ہے، تو غدار ہے، تو میلاد کے خلاف بھونک کر وہابی ہو چکا ہے، جس نے میلاد اور معمولات کے خلاف بولا، چیر دیں گے، تو بھی میلاد کے ٹکڑے کھا کے پل رہا ہے، جا کے وہابی ہو جانا، جب ان سے ڈر گیا ہے، تو دماغ کا مریض ہو گیا ہے، تو ہمارے ساتھ رہتا کیوں ہے؟ اپنے بچوں کو نہ پڑھائیں، اس سے پڑھانا حرام ہے۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں ایک رضا خانی ملا دوسرے رضا خانی ملا کو چیرنے پھاڑنے کی بات کہتا ہے، اس سے تعلیم دلوانے پر حرمت کا فتویٰ لگاتا ہے، وہ بھی میلاد پر بولنے کی وجہ سے، وہ میلاد جس کے بارے میں ان کا مذموم اختلاف ہے، کوئی فرض کہتا ہے کوئی مستحب کہتا ہے۔ صرف اس پر بولنے کی وجہ سے غداری، منافقت اور وہابی جیسے الفاظ سے نوازا جاتا ہے سچ کہا ہے کسی نے۔

ع　　　بریلی کے فتوے کا سستا ہے بھاؤ

رضا خانیوں سے گزارش ہے کہ اس ننگے ناچ کو روکیں، اس مذموم اختلاف کو دور کریں، جو اختلاف علی الاعلان اسٹیج پر ننگا ناچ نچوار ہا ہے۔

ہمارے علماء تو اصلاح کے فکر میں لگے ہیں، تمہارے علماء تو غداریت، منافقیت کا فتویٰ تھوپ رہے ہیں۔

حضرت مولانا ابوایوب قادری نے تو تمہارے گستاخی کے فتوے، کفر کے فتوے جو تمہارے علماء نے ایک دوسرے پر دئے ہیں ان سے آگاہ فرمایا اور تم تو عوامی بات کو لیکر ننگا ناچ نچار ہے ہو۔

کیا آپ کے مذہب میں انہیں باتوں کو مدعیٰ بنایا جاتا ہے؟

کیا آپ کا یہی کام ہے کہ عوامی بات کو لیکر اچھلو؟

اور اسی پر بس نہیں مفتی اکمل نے جب دیکھا کہ یہ تو کچھ زیادہ ہی بدتمیزی پر اتر آئے ہیں تو مناظرہ کا چیلنج دیا اور بات حد سے آگے بڑھ گئی تھی لیکن ہم یہاں آپ کے علماء کی آپسی بدتمیزی بتارہے ہیں جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا۔

آپ کے ایک اور عالم علامہ لیاقت حسین ہیں جنہوں نے بریلوی عوام کی خوب چھترول کی ہے ہم ان کے بھی چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

تیجہ، چالیسویں کا کھانا عام آدمی کھا سکتا ہے؟

تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: ”**طعام المیت یمیت القلب**“ یہ خالصۃً فقیر کا حق ہے اس کو غنی نہیں کھا سکتا۔

آگے جو بات کہی ہے توجہ کے قابل ہے۔

فرماتے ہیں: آج کیا ہو رہا ہے؟ امیر، غریب، فقیر، غنی سب کھا رہے ہیں،

بھائی کیا کر رہے ہیں؟

حضرت! نیاز کی نیت فرما رہے ہیں۔

میرے خیال سے اعلیٰ حضرت کو نیاز کی نیت نہیں آتی تھی۔

آج ہمیں نیاز کی نیت آ رہی ہے۔

اعلیٰ حضرت کو نیاز کی نیت کرنی نہیں آ رہی تھی۔

انہوں نے ضابطہ لکھ دیا ''**طعام المیت یمیت القلب** '' آگے لکھ دیتے بریکٹ میں کہ ہاں نیاز کی نیت کرنے سے ''**طعام المیت یمیت القلب**'' نہیں ہوگا۔

پھر تمہارا قلب تیجہ، چالیسویں کے کھانے کھا کھا کے روشن ہوگا!!

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا؟ حضور! یہ مزار قبر پر حاضری دیتے ہیں اور مزار قبر کے اوپر اگر بتیاں، موم بتیاں۔

فرمایا نعوذ باللہ من ذٰلک یہ تو قبر والے کو آگ دینے کے مترادف ہے۔

آج کراچی سے لیکر خیبر تک اور ہندوستان سے لیکر پوری دنیا تک قبروں کے اوپر اگر بتیاں جلا رہے ہیں، شب برأت میں جا کر دیکھیں قبروں کے اوپر اگر بتیاں جلا رہے ہیں۔

فرمایا کہ: یہ تو قبر والے کو آگ دینے کے مترادف ہے۔

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا حضور یہ جو قبر پر چادر ڈالی جاتی ہے یہ چادر کیوں ڈالی جاتی ہے؟ یہ ڈالنا جائز ہے؟

آپ نے فرمایا کہ قبر پر چادر ڈالنا جائز ہے کہ دوسری قبروں سے اللہ کے نیک بندوں کی قبر ممتاز ہو جائے۔ لیکن جب تک ایک چادر بوسیدہ نہ ہو جائے

،دوسری چادر پرانی نہ ہو جائے،دوسری چادر نہیں بدلنی ہے۔

ہم تو بریلوی ہیں نا......!!!

ہم تو مزارات کو ماننے والے ہیں نا......!!!

ہمارے اپنے گھر کا حال دیکھیں......!!!

عبداللہ شاہ غازی صاحب کو دیکھیں......!!!

ڈاکٹر صاحب کو دیکھیں......!!!

خواجہ صاحب کو دیکھیں......!!!

لوگ بغیر کپڑوں کے، بچے ننگے ٹہل رہے ہیں،ان کے پاس پہننے کے کپڑے نہیں ہیں اور ہمارے ان سارے مزارات پر اگر آپ ڈیلی (Dealy) کا حساب لگائیں تو لاکھوں اور کروڑوں کی چادریں بدل رہی ہوتی ہیں۔

چادروں کا دھندا......!!!!

وہیں بازار میں گئیں وہی واپس آ گئیں۔

اس کو ہم نے بریلویت کا نام دیا ہوا ہے۔

اس کو ہم نے بزرگان دین کی محبت کا نام دیا ہوا ہے۔

اس کو ہم نے سنیت کا نام دیا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت جن کا ہم لنگر کھا رہے ہیں،عرس رضوی منا رہے ہیں وہ کچھ کہتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں نا نا...........!!

ہم نے تو وہی کرنا ہے جو ہمارا من ہے۔

کتنی بڑی بدقسمتی ہے سنّیوں ہمارے لئے۔

ہمارا حال کیا ہوتا جا رہا ہے۔

پوری دنیا کے اندر علماء، مشائخ کو ذبح کیا جا رہا ہے شام، عراق، لیبیا میں دیکھئے ہماری آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں ہم انہیں بدعات میں لگے ہوئے ہیں جن سے ہمارا امام منع کر کے گیا ہے کہ خرافات بدعات نہیں ہونا چاہئے۔

یہ خلاف شرع ہے۔

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا حضور! مزار پر حاضری دیتے ہیں، کیسی ہونا چاہئے؟

فرمایا فاصلہ پر کھڑے ہو جائیں، فاتحہ پڑھیں، مزار والے کو ایصال ثواب کریں اور دعاء کریں۔

کہا حضور! لوگ یہ جو مزار کے اردگرد طواف کرتے ہیں؟

فرمایا طواف بالکل حرام ہے۔

فرمایا کوئی اگر سجدۂ تعظیمی کرتا ہے، خدا نہیں مانتا، ادباً کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا اگر سجدہ عبادتاً کرتا ہے تو کافر ہے۔

اگر سجدۂ تعظیمی کرتا ہے تو حرام حرام حرام ناجائز ہے۔

کہا نہ سجدۂ تعبدی، نہ سجدۂ تعظیمی، محبت سے بوسہ دے رہا ہے، چوم رہا ہے؟

آپ نے فرمایا کہ: آفت یہ ہے کہ قبر کا بوسہ بھی نہ لیا جائے۔

سنیوں سنو!!!!

آج دنیا ہمیں گالی دے رہی ہے۔

دنیا ہمیں یہ کہہ رہی ہے کہ ہم شاید لوگوں کو منبر و محراب سے یہ سبق سکھا رہے ہیں کہ جا کے قبروں کو چومو۔

پھر فرماتے ہیں کہ مجھے کہا کہ
حضرت سنیوں کے خلاف نہ بولیں۔
سنّیت ڈوب جائے گی......
سنّیت برباد ہو رہی ہے......
سنّیت تباہ ہو رہی ہے......
ظلم وستم کے بازار گرم ہو رہے ہیں......
ان جاہل پیروں نے..................
اور ہمیں یہ سبق دیا جاتا ہے کہ ان کے خلاف نہ بولیں۔
یہ بڑے طاقتور ہیں......
ان کے بڑے مرید ہیں......
پیر یہ کہہ رہا تھا گویا: کہ نعوذ باللہ شریعت ہماری لونڈی ہے۔

﴿اصلی سنی حنفی تبصرہ﴾

آج تک جو بات ہم کہتے تھے ہمارے علماء جن سے منع کرتے تھے، تو ان کے علماء ہمیں گستاخ، بے ادب کہتے تھے، لیکن یہ اہل حق کی حقانیت ہے کہ غیر بھی وہی کہنے پر مجبور ہے، اس پوری تقریر سے ثابت ہوا کہ:
بریلوی امیر عوام سب کے سب نیاز کھا رہے ہوتے ہیں یعنی غریبوں کا حق لوٹتے اور مارتے ہیں۔
بریلوی عوام یہ کہنا چاہ رہی ہے کہ احمد رضا خاں کو نیاز کی نیت کرنی نہیں آتی تھی۔
سارے بریلوی قبروں پر اگر بتیاں، موم بتیاں جلاتے ہیں جو کہ حرام ہے۔
معلوم ہوا کہ سارے بزرگان دین کو آگ دے رہے ہیں۔

بریلویوں کے گھروں کے بچے ننگے گھوم رہے ہیں، لیکن یہ چادر چڑھانے اور چادر کا دھندا کرنے میں لگے ہیں اور چادر کا دھندا کرنا، اسی کا نام بریلویت ہے، اسی کا نام سنّیت ہے، اسی کا نام محبت ہے۔

سارے بریلوی من مانی کرتے ہیں انہیں شریعت سے کوئی مطلب نہیں حتی کہ اعلیٰ حضرت سے بھی کوئی مطلب نہیں۔

سارے بریلوی بدعات وخرافات میں لگے ہوئے ہیں اور سارے کے سارے خلاف شرع کام کرنے والے ہیں۔

سارے بریلوی قبروں کا طواف کرتے ہیں، چومتے ہیں۔

بریلوی پیروں نے ظلم وستم کے بازار گرم کیئے ہوئے ہیں اور سارے پیر جاہل ہوتے ہیں۔

بریلوی پیر شریعت کو اپنی لونڈی سمجھتے ہیں۔

بریلویوں کے بہت بڑے علامہ قمر الزماں صاحب کے بھی اقتباسات ملاحظہ ہوں

آج قرآن پاک ہمارے غلافوں میں چھپا ہوا ہے......

مگر وہ قرآن ہم نہیں پڑھ رہے ہیں......

جو غوث الاعظم نے پڑھا تھا......

وہ قرآن ہم نہیں پڑھ رہے ہیں......

جو رسول اللہ نے اپنی امت کو پڑھایا تھا......

اس قرآن سے ہمارا رشتہ ٹوٹ چکا ہے......

بہت دور ہو چکا ہے......

قرآن سربلندی کا حکم دے رہا ہے اور ہم ذلت کی بدترین پستیوں میں

پڑے ہوئے ہیں……

میں سوچتا ہوں کہ پوری دنیا میں سب سے جاہل قوم مسلمان ہیں……

اور مسلمانوں کے مختلف فرقے ہیں……

ان فرقوں میں سب سے زیادہ جاہل طبقہ اہل سنت و جماعت کا ہے……

اور سب سے غلیظ آبادی اہل سنت کی ہیں……

ہم سنی ہیں مگر سنت سے دور ہو چکے ہیں……

صرف لفظ استعمال کیا ہم نے……

لفظ کی روح سے ہم بیگانہ ہو گئے ہیں……

آگے فرماتے ہیں کہ:

آپ تو گلیوں میں لڑتے پھرتے ہیں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ آپ نہ کسی سیاسی میدان میں نظر آرہے ہیں نہ کسی مذہبی میدان میں آپ کا کوئی بلند مقام ہے۔

ہم ایک دوسرے کو دھکا دے رہے ہیں……

یہ جو کلمہ نہیں پڑھ سکتے صحیح طور پر……

یہ جو سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں کر سکتے صحیح طور پر……

انہیں قرآن کے احکام تو کیا نماز کے احکام نہیں معلوم ہیں……

ان سے پوچھو کہ نماز کے فرائض کیا ہیں……؟

جواب نہیں دے سکیں گے۔۔

یہ علماء پر تنقیدیں کرتے پھرتے ہیں……

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

اس پوری تقریر میں اتحاد پر زور دیا ہے اور چند اُن باتوں کا اعتراف کیا ہے جو ہم برسوں سے کہتے آرہے ہیں کہ: بریلوی جاہل ہیں اور انہیں قرآن پڑھنا

نہیں آتا۔

معلوم ہوا کہ بریلوی آپس میں متحد نہیں۔

ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔

رضاخانی ذلت کی بدترین پستیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

رضاخانی رسول اللہ والا قرآن نہیں بلکہ کوئی اور قرآن پڑھتے ہیں۔

رضاخانیوں کا رشتہ قرآن سے ٹوٹ چکا ہے۔

رضاخانی دنیا کا سب سے زیادہ جاہل طبقہ ہے۔

رضاخانی نام کے سنی ہیں۔

لفظی سنی ہیں۔

سنت کی روح سے کوسوں دور ہیں۔

رضاخانی کو صحیح کلمہ اور سورۂ فاتحہ پڑھنا نہیں آتا۔

رضاخانی کو نماز کے فرائض تک معلونہیں۔

رضاخانی علماء پر تنقیدیں کرتے ہیں۔

قارئین کرام!

تبلیغی جماعت نے پوری دنیا میں وہ کام کیا ہے جس پر باطل بھی تعریف کرنے پر مجبو ہے۔

جو تبلیغ سے منسلک ہوا اسے نماز، قرآن پڑھنا آجاتا ہے۔

جو تبلیغ سے منسلک ہوا اسے نماز کے فرائض، واجبات یاد ہوجاتے ہیں۔

جو تبلیغ سے منسلک ہوجاتا ہے وہ بریلوی عوام سے حد درجہ خواندہ ہوجاتا ہے۔

جو تبلیغ سے منسلک ہوجاتا ہے اسے وہ قرآن پڑھنا آجاتا ہے جس سے بریلوی کوسوں دور ہیں۔

جو تبلیغ سے منسلک ہو جاتا ہے وہ سر بلند ہو جاتا ہے۔
جو تبلیغ سے منسلک ہو جاتا ہے اختلاف نہیں اتحاد کی بات کرتا ہے۔
جو تبلیغ سے منسلک ہو جاتا ہے وہ لفظی سنی نہیں بلکہ روحی اور اصلی سنی ہو جاتا ہے۔

نوٹ: یہ باتیں ہم نے ویڈیو کے بیان سے اخذ کی ہیں اور ساری ویڈیوز ہمارے پاس موجود ہیں۔

اب ہاشمی میاں کی بھی ملاحظہ ہو

مولوی اختر رضا ازہری یعنی آپ کے تاج الشریعہ اور ہاشمی میاں ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ ہاشمی میاں کہتے ہیں کہ: ہم کو یہ قبول نہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ یزید کی طرح کہتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ مخدوم اشرف کے یہاں ہر قسم کے بھوت جلائے جاتے ہیں آج ایک بھوت میں بھی جلائے جاتا ہوں۔

دوسری طرف تاج الشریعہ کہتے ہیں کہ ہاشمی میاں نے اعلیٰ حضرت کی شان میں حضور مفتی اعظم کی شان میں، حجۃ الاسلام کی شان میں، خود میرے والد حضور اعظم کی شان میں، گستاخیاں کیں، لکھیں، چھاپیں کیسٹ موجود ہے آج بھی میرے پاس۔

ایک کیسٹ ہے میں اس کی ڈبنگ کروا کے آپ کو سنا سکتا ہوں بانٹ سکتا ہوں.

ہم شبیہ غوث اعظم آج مفتی اعظم کو کہا جاتا ہے اس پر بہت بری تمثیل حضرت مفتی اعظم ہند پر چسپاں کی جس لحاظ سے مفتی اعظم پر گالی پڑتی ہے وہ پانچ سال پہلے ہاشمی نے تقریر کی۔

اس پر آپ کے شیخ الاسلام مدنی میاں فرماتے ہیں:

کہ یہ بھی جھوٹ ہے جس جھوٹ سے اتنی محبت ان کو ہے کہ بولنے والا زبان سے جھوٹ بول رہا ہے، لکھنے والا قلم سے لکھ رہا ہے، مفتی فتویٰ بھی دے رہا ہے۔

جھوٹ یہ ہے کہ ہم دونوں بھائی اعلیٰ حضرت کی توہین کرتے ہیں، مفتی اعظم کی گستاخی کرتے ہیں اور بار بار ہم کہتے ہیں کہ کہیں دکھا دو کسی کیسٹ سے لا دو کسی تحریر میں دکھا دو مگر بار بار یہ وہی رپٹ کرتے ہیں یہ ایسا جھوٹ ہے جس سے ان کو محبت ہوگئی ہے مگر اسی جھوٹ نے انہیں فاسق بنا دیا۔

اب جب فاسق بن گئے تو ان کی توہین واجب، اب مسند ان کو توہین سے بچا نہیں سکتی، اب جبہ قبہ ان کو توہین سے بچا نہیں سکتا۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ مذموم اختلاف کس کا ہے؟

ایک دوسرے کی توہین، ایک دوسرے کو جھوٹا کہنا، ایک دوسرے کو گستاخ کہنا، ایک دوسرے پر فتویٰ لگانا یہ مذموم اختلاف ہے یا نہیں؟

اسٹیج پر بیٹھے حضرات نعرہ لگا رہے ہیں، واہ واہی بٹور رہے ہیں، شاباشی حاصل کر رہے ہیں، وہ بھی ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال کر، ایک دوسرے پر فتویٰ لگا کر۔

رضا خانیوں سے گذارش ہے کہ ہمارے علماء غلطی پر تنبیہ فرماتے ہیں اور اصلاح کرتے ہیں تو آپ کو مذموم اختلاف دکھتا ہے۔

اور تمہارے یہاں فاسق، گستاخ، غدار، منافق، جھوٹا، کذاب وغیرہم اور گستاخی کے فتوے لگائے جارہے ہیں۔

اس مذموم اختلاف پر بھی ایک کتاب لکھ دی جائے تا کہ انصاف ہو جائے۔

اب اس کے بعد ذرا دعوت اسلامی والوں یعنی عطاریوں کی بھی چھترول ملاحظہ ہو

(۴۰) شعائر پیکر کا حکم

"دعوت اسلامی" کے قیام سے لے کر آج تک میری نظر میں ایسا کوئی حقہ نہیں آیا کہ دعوت اسلامی کا نام متعین کر کے کسی مفتی نے دعوت اسلامی والوں کو مسجد سے نکالنے کا فتویٰ صادر فرمایا ہو لیکن جب سے عطار صاحب نے اپنے "شعائی پیکر" کے ذریعہ اپنے جذبہ حُبِ جاہ کی تسکین کا سامان فراہم کیا ہے اور "احترام تصاویر" کے گناہ میں پڑے ہیں تو اس کا اثر یہ ہوا کہ دعوت اسلامی والوں کو مساجد سے نکالنے کے فتاویٰ بھی صادر ہو چکے ہیں۔ عطار صاحب کے "شعائی پیکر" ہی نے خود ان کی تحریک کو کس طرح خاکستر کرنا شروع کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (ف۔ الف۔ قادری)

"دعوتِ اسلامی" والوں کو مساجدِ اہل سنت سے نکال دیا جائے

(مفتیانِ دین کا فتویٰ)

مناظر اہل سنت اشرف العلماء

حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ دام ظلہ کی تصدیق

۷۸۶/۹۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا میں؛

۱) لیپ ٹاپ جس میں ٹی وی کی طرح تصاویر و مناظر اس میں سے دیکھے جا سکتے ہیں اس کے ذریعے کسی سنی عالم یا مبلغ کا بیان داخل مسجد سننا دیکھنا کیسا ہے؟

دعوتِ اسلامی کے لوگ مسجد میں ایسے پروگرام دیکھتے رہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ہمارے یہاں جائز ہے اس لئے ہم نے ایسا کیا ہے۔

۲) مسجد کی بجلی سے اپنے ذاتی موبائل کو چارج کرنا اور معتکف کو رات میں بجلی پنکھا مسجد کے سامانوں کو استعمال کرنا اور ہر ہفتہ جماعت کی شکل میں نفل اعتکاف کرتے ہیں اور اعتکاف کی حالات میں خلاف اعتکاف امور انجام دیتے ہیں جبکہ واقفین نے برائے مصلیان و جماعتی و

فتویٰ کا خلاصہ: عطاریوں کو مساجد سے نکال دیا جائے

(۳۱) شاعر بیکر کا حکم

امور مسجد سے وابستہ وقف کیا ہے اس طرح ان کے افعال پر وا کاف پر کیا حکم شرع ہے

۳) مسجد میں موبائل کی مختلف قسم کی گھنٹیاں بجتی ہیں مسجد کے اندر بات کرنا اور مذکورہ حالات کی روشنی میں عوام اہلسنت کو کیا طریقہ کار اپنانا چاہیے

۴) کمیٹی کے افراد یا ذمہ دار حضرات انہیں کسی بات پر کچھ کہتے ہیں تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ یہ بات ہمارے آئین وطریقہ کار میں نہیں ہے۔

(نوٹ) مذکورہ سوالات کے متعلق شہر رائے پور کے پانچ علمائے اہلسنت کے سامنے باشرع صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمانوں نے بیان دیا ہے۔

۱) غلام محمود احمد قادری (متولی مسجد چھوٹا پارہ، بیجناتھ پارہ رائے پور)

۲) شکیل نوری (بیجناتھ پارہ رائے پور) (۳) محمد ساجد (بیجناتھ پارہ رائے پور)

۴) سید سراج (بیجناتھ پارہ رائے پور) ۱۵ر جولائی ۲۰۰۹ء

الجواب

بعون الملک العزیز الوهاب وهو الموفق للصدق والصواب والیه المرجع والمآب....

۱) شرع مطہر میں ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا اپنے پاس اعزازاً رکھنا حرام حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اس بارے میں بے شمار احادیث وآثار منقول ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص۱۳۲ پر ہے احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ ایک حدیث شریف میں ہے اشد الناس عذاباً یوم القیامة الذین یضاهون بخلق اللہ حضرت ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں قال اصحابنا وغیرهم من العلماء تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم وهو من الکبائر لانه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعه فی ثوب او بساط او درهم او دینار او غیر ذالک ردالمحتار میں ہے فعل التصویر غیر جائز مطلقاً لانه مضاهاة لخلق اللہ

(۳۲) شرعی پیکر کا حکم

ھکذافی بحر الرائق کما ھو مصرح فی الجزء التاسع من الفتاویٰ الرضویہ اور اکابر علمائے اہل سنت و جماعت (خصوصاً حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی ودیگر محققین ذوی الافہام) نے یہ ثابت فرمادیا ہے کہ ٹی وی، لیپ ٹاپ میں شئی منطبع تصویر ہے عکس نہیں کما ھو محقق فی کتبھم لہٰذا صورت مسئولہ میں جب یہ معلوم ہو گیا کہ وہ تصویر ہے عکس نہیں تو بریں تقدیر ٹی وی، لیپ ٹاپ دیکھنا، دکھانا مسجد وغیر مسجد ہر جگہ ناجائز ہی ہوگا اس بارے میں دعوت اسلامی کے مبلغین کی بات (قول جواز) کو ہرگز ہرگز قابل التفات نہ سمجھا جائے کہ وہ مصالح شرعیہ سے نابلد ہیں کہ اسے (ٹی وی دیکھنا) جائز بتانا ہزارہا ہزار باب مفاسد وا کرتا ہے وقد تقرر فی الاصول درء المفاسد اھم من جلب المصالح کما فی الاشباہ والنظائر بالجملہ لیپ ٹاپ، ٹی وی، دیکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اسے جائز بتانا دین و دیانت کے خلاف وافتراء علی الشریعہ ہے۔ ھذاما عندی والعلم بالحق عند ربی العظیم

۲) مسجد کے بجلی سے موبائل چارج کرنا ہرگز جائز نہیں کہ یہ خلاف غرض واقف ہے جو کہ شرعاً ناجائز وحرام ہے فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۴۵۵ پر ہے، جو چیز جس غرض کے لئے وقف کی گئی دوسری غرض کی طرف اسے پھیرنا، ناجائز ہے اگر چہ وہ غرض بھی وقف ہی کے فائدہ کی ہو کہ شرط واقف مثل نص شارع ﷺ واجب الاتباع ہے۔ درمختار میں ہے شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ البتہ بنیت اعتکاف مسجد میں سونے اور اس کے سامان سے فائدہ حاصل کرنے میں مضائقہ نہیں کہ یہ خلاف شرط واقف نہیں۔ کما لا یخفی علی اھل العلم ومن ادعیٰ خلافہ فعلیہ البیان بالدلیل والبرھان، رہا خلاف اعتکاف امور انجام دینے پر حکم اعتکاف کیا ہوگا؟ تو اس کے لئے پہلے ان امور کی وضاحت کریں پھر حکم شرعی معلوم کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

۳) حدیث شریف میں ہے جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراء کم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم اپنی مساجد کو بچاؤ، اپنے ناسمجھ بچوں اور مجنونوں

(۴۳) شعائر پیکر کا حکم

کے جانے اور خرید و فروخت اور جھگڑوں اور بلند آواز کرنے سے پس جب مسجد میں آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے تو موبائل کی گھنٹیاں بجانا (جس میں اکثر مزامیر ہوتی ہے) بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اور بے ضرورت شرعیہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا ناجائز ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے الکلام المباح فیہ مکروہ یاکل الحسنات اور اشباہ والنظائر میں ہے انہ یاکل الحسنات کما تا کل النار الحطب اور حدیقہ ندیہ میں ہے کلام الدنیا اذا کان مباحاً صدقاً فی المساجد بلا ضرورۃ داعیۃ الی ذالک کالمعتکف یتکلم فی حاجتہ اللازمۃ مکروہ کراھۃ تحریم یعنی دنیا کی بات جبکہ فی نفسہ مباح اور سچی ہو مسجد میں بلا ضرورت کرنی حرام ہے ضرورت ایسی جیسے معتکف اپنے حوائج ضروریہ کے لئے بات کرے۔ لہٰذا صورت مسئول عنہا میں اگر کسی کو مسجد میں بے ضرورت شرعیہ بات کرتے ہوئے دیکھے تو بقدر استطاعت ہر واقف حال مسلمان پر فرض ہے کہ اسے روکے۔ کما قال علیہ الصلاۃ والسلام من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذٰلک اضعف الایمان (مشکوۃ شریف ص ۴۳۶) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۴) اگر انہیں (یعنی مبلغین دعوت اسلامی کو) خلاف شرع امور کے ارتکاب پر گرفت کرنے کی وجہ سے یہ جواب ہے تو ایسی صورت وہ لوگ بے شبہ بیباک و جری علی الدین ہیں ان کے آئین و طریقہ میں ان کا نہ ہونا دلیل جواز نہیں لہٰذا ایسے جری علی الدین، مساجد میں آنے سے روک دئے جائیں کہ وہ شرعی مجرم ہیں حدیث شریف میں ہے لعن اللہ من آوی محدثاً... واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ احکم واتم

محمد محبوب رضا نوری بدر القادری

کتبہ

خادم التدریس دار العلوم اعلیٰ حضرت رضا نگر، ناگپور ۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

تصدیق ما حررہ الفاضل العلام المجیب فھو حق

صحیح و المجیب مثاب ۱۲ فقیر محمد ناظر اشرف قادری غفرلہ القوی

شعاع و پیکر کا حکم (۴۴)

تصدیق

بسمہ وحمدہ اللہ علمائے صلاح وفلاح جب دعوت اسلامی کے عام یا خاص مبلغین کو کسی غیر مناسب، لایعنی بلکہ کسی ناجائز امر سے بچانے کے لئے کچھ بھی نصیحت فرماتے ہیں تو یقیناً ایسے مواقع پر ان کا پہلا جواب یہی ہوتا ہے کہ "فلاں بات تحریک کے اصول میں ہے۔ اس لئے ہم بچ نہیں سکتے۔" "فلاں عمل تحریک کے آئین میں نہیں اس لئے ہم کر نہیں سکتے۔" تحریک کے خودساختہ کسی چھوٹے سے چھوٹے آئین کے لئے علمائے کرام سے مکابرے پر اتر آتے ہیں۔ عطار صاحب کے دیے طریق کار (اگرچہ وہ خلاف شرع ہی کیوں نہ ہو جیسے مائک پر نماز کے جواز کا قول، ٹی وی مووی پر تصاویر بنانے دیکھنے دکھانے) پر عمل پیرا ہونے اور کرانے کے لئے ضد اور جنون کی حد تک ماحول سازی کرتے ہیں۔ اس کا مجھے خود تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ایسی حالت میں مجیب مکرم دام ظلہ کا یہ جملہ کہ "وہ لوگ بے شبہ بے باک اور جری علی الدین ہیں" انتہائی حقیقی اور نفس الامری جملہ ہے۔ میں مذکورہ فتویٰ کی تائید کرتا ہوں۔

فخر الدین احمد قادری مصباحی
خادم جامعہ جوار الفاطمہ، ناگپور

تصدیق اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ دام ظلہ

۷۸۶/۹۲

مسجد میں ٹی وی یا ٹیپ وغیرہ دیکھنا دکھانا بلاشبہ مسجد کی حرمت کے خلاف ہے۔ جو لوگ ایسا کرنے پر اصرار کرتے ہیں ان کو سختی کے ساتھ روکنا ضروری ہے۔ ورنہ یہ فتنہ آگے چل کر مساجد کو لہو ولعب کا اڈا بنادے گا۔ فقط

دستخط: محمد مجیب اشرف الرضوی

الجواب صحیح والمجیب مصیب
کتبہ محمد شمشاد حسین رضوی
رضوی دار الافتاء [illegible]
سرپرست [illegible]
۱۵ر جنوری ۲۰۱۰ء



یہ وہ حوالہ جات تھے جو خود انہیں کی کتابوں میں درج ہیں جس کا عکس ہم نے پچھلے صفحات میں پیش کردیا ہے

قارئین کرام!

ملاحظہ ہو دعوت اسلامی بزبان دیگر عطاریوں کو اہل سنت سے خارج بتلایا ہے جارہا ہے اور اس پر بس نہیں بلکہ بدعتی اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ فتنہ کہا جارہا ہے اور اس سے بھی خطرناک جملہ بے باک اور جری علی الدین کہا جارہا ہے، اور اس سے بڑھ کر مساجد میں آنے سے روک دئے جائیں اور آخر میں شرعی مجرم تک قرار دیا۔

مصباحی صاحب!

ہمارے علماء نے ہمارے تبلیغی بھائیوں کی تو اصلاح کی اور اصلاح بھی محمود طریقہ سے، مساجد سے نہیں نکالا، نہ ہی نکلنے نکالنے کا فتوی دیا، اور آپ کے یہاں ایسے ایسے القاب سے نوازا جارہا ہے کہ خدا دشمن کو بھی ایسے القابات سے ہم کنار نہ کرائے۔

آگے آئیں ایک اور عطاری سنیت ملاحظہ کیجئے:

ایک بار چندہ بھائی یعنی بریلی کے نگراں نے مجھ سے کہا تھا کہ امام صاحب آپ عالم عالم بہت کہتے ہیں کون ہے عالم آپ کس کو عالم سمجھتے ہیں تو ناچیز نے جواب دیا تھا کہ جو عربی کتابوں یا احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ضروریات دین کے مسائل نکالے وہ عالم ہے تو جواب میں کہا تھا کہ ہم نہیں مانتے، بلکہ عالم کا معنی ہے جاننے والا! اور ہر شخص دین کی کوئی نہ کوئی بات ضرور جانتا ہے، اس

لئے ہر شخص عالم ہے، یہاں تک کہ رکشا چلانے والا بھی عالم ہے یہ بھی کہا کہ علماء اتنے متکبر ہوتے ہیں کہ اگر اپنی اولاد کو متکبر بنانا ہو تو علماء کی صحبت میں بٹھا دو یہ بات مولانا ابوذر قادری کے سامنے کہی تھی یہ لوگ علماء کی اس قدر توہین کرتے ہیں کہ آدمی حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔

مصباحی صاحب!

یہ مولانا ارشاد رضوی کی تحریر ہے۔

آپ کے یہاں تو رکشا ڈرائیور بھی عالم ہے اب اس کو کیا کہیں گے؟

آپ کی عوام علماء کو متکبر گردانتی ہے اور اس سے بھی چار قدم آگے کہ اولاد کو متکبر بنانا ہو تو علماء کی صحبت میں بٹھا دو، اس سے بڑی ذلت بھری بات کیا ہوگی پہلے اس مذموم بلکہ مذموم در مذموم اختلاف کو ختم کیجئے پھر دوسروں پر ہاتھ ڈالئے!

آئیں عطاری صاحب کی پانچ ہدایات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) علماء مقدس پتھر ہیں ان کے ہاتھ چومو اور آگے بڑھ جاؤ علماء نے دین کا کام نہ کیا ہے نہ کرنے دیں گے۔

(۲) اپنے مرکز خانقاہوں سے دور بناؤ ورنہ خانقاہوں سے لوگ بیعت ہوتے رہیں گے خانقاہوں سے بیعت ہونے والے لوگ دین میں دلچسپی نہیں رکھتے ہیں۔

(۳) ہندوستان کے دورہ کے دوران میں نے کچھ تحریریں دی ہیں وہ حالات کی مجبوری تھی، وہ تحریریں ضرورت پڑنے پر دکھائی جائیں مگر ان پر عمل نہ کیا جائے عمل اپنے تحریکی انداز میں کیا جائے۔

(۴) اپنے پیر بھائیوں کو ہی ذمہ داری کے عہدوں پر رکھیں تاکہ خصوصی

ہدایات عام نہ ہونے پائے۔

(۵) اپنی کتاب نماز کا جائزہ کا پہلا ایڈیشن المکتبۃ المدینہ سے اٹھالیا جائے اسے عوام کے سامنے نہ آنے دیا جائے۔

قارئین کرام!

آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ یہ بریلوی علماء عوام کو کیسے دھوکہ دیتے ہیں علماء کو پتھر بتادیا اور کہا کہ علماء نہ کام کرتے ہیں اور نہ ہی کرنے دیتے ہیں

مصباحی صاحب مبارک ہو آپ تو پتھر ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

آئیں ایک اور مذموم در مذموم اختلاف ملاحظہ ہو اور زبانی تہذیب بھی۔

عبدالمجید خاں سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

اگر نجدیت پروری کا نشہ ابھی نہیں ٹوٹا اور اپنے جاہل ملعون مشیر ملا اللہ بخش نیر کی شیطانی سازش نے آپ کو اندھا کر رکھا ہے......الخ۔

آگے لکھا ہے کہ۔

مگر آپ ہیں کہ آپ نے اپنے ماہنامہ السعید ماہ اپریل کے صفحہ ۵۲ پر اپنی محبوب بھدی اللہ بخش نیر کی بارگاہ میں ......الخ۔

قارئین کرام!

ملاحظہ کیجئے یہ ایک رضا خانی عالم کی زبان دوسرے عالم کیلئے ہے جس میں بھدی جیسی تعبیرات سے نوازا جارہا ہے یہ اختلاف مذموم ہے کہ نہیں؟

آگے ملاحظہ ہو۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

اسے کہتے ہیں باپ کے سر پر پیشاب کرنا۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

آپ کی محبوب پھدی ملعون وابوجہل ہذہ الامت اللہ بخش نیر۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

ماہنامہ السعید ملتان میں خود حامد سعید کی پھدی نوری رسول اللہ بخش نیر۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

یہ نیر ملعون کی محض جہالت وشقاوت ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

مگر خود ان کے جگر گوشہ وعلم تو شے لنگوٹ کس کران کے خلاف میدان میں اتر چکے ہیں۔

پھر آگے لکھتے ہیں:

ہم پر ملعون اور بکواسی اور پھدی کے الفاظ سے تبرا بازی کی گئی۔

قارئین کرام!

یہ ''جوابات رضویہ'' کے کچھ صفحات کے اقتباسات ہیں جو ہم نے پیش کئے جس سے مصباحی صاحب اوران کے علماء کا مذموم اختلاف اجاگر ہوجاتا ہے اور آپ کے علماء کی بدزبانی بھی خوب آشکارا ہوجاتی ہے۔

ہم اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتے یہ گالیاں بدتہذیباں آپ کو ہی مبارک ہوں، ہم اس پر تبصرہ کر کے اپنے قلم کو گندہ نہیں کرنا چاہتے جہاں ہم نے کچھ تبصرہ کیا ہے وہ بھی مجبورا کیا ہے اگر امت کے سامنے آپ کی دھاندلی بیان نہ کرنی

ہوتی تو میں آپ جیسے لوگوں کیلئے اپنے قلم کو جنبش نہ دیتا۔

اس کے بعد آپ نے مفکر امت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چند بے تکے اعتراضات کیئے ہیں آئیں ان کے بھی جوابات ملاحظہ فرمالیں۔

عرض یہ کہ مولوی ابوالفضل یہ کون سا ہمارا اکابر ہے؟''انکشاف حقیقت'' یہ کونسی ہماری معتبر کتاب ہے، یہ مجہول مغلوب الحال شخص ہے، سخت متنفر متشدد آدمی ہے اس کی بات بھلا ہمارے نزدیک کیوں معتبر ہوگی؟ اگر اتنا ہی شوق ہے تو ہمارے کسی اکابر کی بات پیش کرتے ایک مجہول، نامعلوم آدمی ہمارے لئے حجت نہیں یہ آپ کیلئے حجت ہوسکتا ہے۔

رہ گئی بات غلو کی تو یہ مولانا طارق جمیل صاحب کا قول ہے آخر اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے۔

ہندوستان میں ایسا مخلص غمگسار، جس کے دل میں امت کا غم، امت کی فکر، امت کی تڑپ شاید ہی کسی میں ہو میوات کا وہ علاقہ جہاں لوگ ہندو تہذیب سے آشکارا تھے، جن کے نام جن کا عمل اسلام سے کوسوں دور تھا ایسے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اسلام کی طرف لانے والا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے خبردار کرانے والا شاید ہی کوئی آیا ہوگا۔

تمہاری پوری بریلویت تو اس سے قاصر ہے آخر اس میں غلو والی کون سی بات ہے۔

اور مفتی عیسی صاحب: نے جو بات لکھدی کہ غلو ہے یہ دراصل ان کی غلط فہمی ہے انھوں نے اس بات کو غلط نظریہ سے دیکھا۔

اور مولانا طارق جمیل صاحب کا یہ قول اپنے علماء کے خلاف نہیں ہے کیوں

کہ وہ اکابرین جن کا تذکرہ آپ نے کیا ہے ان کا اپنا ایک مقام ہے ذرا عقل وہوش سے کام لیں!

حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ یہ تو اکابرین کے شاگرد ہیں جب شاگرد کا یہ حال ہے تو اس کے اساتذہ کا کیا حال ہوگا۔

غلو کے شکار تو رضا خانی علماء ہیں آپ کے ایک عالم نے یہاں تک لکھ دیا کہ رضا خانی لوگ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کو نبی سے بڑھ کر مانتے ہیں۔

اور موجودہ دور میں فاروق رضوی جو تمہارا مناظر اور اسکالر کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے لئے حدیث بھی کیا ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ اعلی حضرت نے کہا۔

قارئین کرام!

ذرا غور فرمائیں کہ غلو کا شکار کون ہیں؟ مولانا طارق جمیل یا رضا خانی حضرات؟!

ثانیا: اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ حضرت مولانا طارق جمیل کا غلو ہے پھر بھی یہ تو ایک درست بات ہے، برخلاف آپ کے کہ لوگوں نے نبی سے بھی بڑا مقام دے دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، غلو تو آپ حضرات میں ہے نہ کہ حضرت مولانا طارق جمیل میں۔

ثالثا: وہ تمام چیزیں جو اس کتاب میں موجود ہیں ان تمام سے حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے رجوع کرلیا تھا ہم انشاء اللہ آخر میں رجوع نامہ بھی ذکر کریں گے فلا اشکال فیہ۔

اس کے بعد آپ نے مولانا کاذکر کردہ واقعہ پیش کیا اوراس میں بھی آپ نے اپنی طرف سے اپنی بات داخل کردی۔

حضرت قطب الاقطاب فقیہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نوراللہ مرقدہ وبرداللہ مضجعہ کا تو صرف اتنا مقصد تھا کہ اللہ تم سے کوئی کام لینے والا ہے۔ یہ تو نہیں جو آپ نے داخل کردیا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ حضرت مولانا الیاس نوراللہ مرقدہ سے اللہ نے بہت کام لیا جو دین اور تعلیم اسلام سے میلوں دور تھے جن کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واسطہ نہیں تھا ایسے لوگوں کو مسجدوں میں لا کھڑا کیا، ان کے دلوں میں محبت رسول، محبت قرآن، محبت دین ڈالدی۔

آپ نے تو بات کا رخ ہی موڑ دیا اور اپنے موروثی فن کا مظاہرہ کیا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ کے سانحۂ ارتحال پر آیت وما محمد الا رسول ......الخ کولیکر اعتراض کیا ہے اس کی بھی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام!

جب عقل کی خریداری شروع ہوئی ہوگی تو سب سے پہلے عقل بیچنے والے رضاخانی حضرات ہوتے ہیں، اتنی صاف اور ستھری بات ہے اس کو اٹھا کر کہاں فٹ کردیا اور اپنا خودساختہ مطلب تھوپ دیا۔

دراصل اس میں اعتراض والی کوئی بات ہی نہیں اس آیت کو پڑھ کر یہ بتانا مقصود تھا کہ اے لوگو! جب اس کائنات کی سب سے عظیم اور محبوب ہستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت فرما گئے، موت انہیں بھی آئی بھلا موت سے کون بچ سکتا ہے کل نفس ذائقة الموت اگر واقعتاً ہمیں ان ہستیوں سے

محبت ومروت ہے تو اب رونے دھونے کے بجائے ان کے مشن کو اپنا مقصد بنائیں، اس کی تعمیر وترقی اوراس کی ترویج کیلئے اپنا کردارادا کریں۔

قارئین کرام!

ذرا غور کریں آخراس میں کون سی گستاخی کی بات ہے؟ کونسا نبی بنانے کی بات ہے؟ نعوذ باللہ۔

مولوی عبدالحکیم اختر مولوی احمد رضا خان صاحب کی مدح میں لکھتے ہیں۔

درحقیقت اعلےٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں ''چوں قلم دردست کاتب'' تھے جس طرح غوث پاک سرور دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم دردست کاتب تھے اور کون نہیں جانتا کہ رسول پاک اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے جیسے قرآن کریم نے فرمایا: **وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحیٰ.** (سیرت امام احمد صاحب۲۴/۲۳.)

کیوں مصباحی صاحب جب شیخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں قلم جیسے تو یقیناً یہ آیت ان پر بھی فٹ آئیگی اور جب اعلی حضرت شیخ کے ہاتھ میں مانند قلم تو اس آیت کے وہ بھی مصداق ہوں گے، اب غور کریں مصباحی صاحب قرآن کی آیتیں تم اپنے لوگوں پر فٹ کرو اور الزام ہمیں دو یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔''

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

''فتاوی مبارکہ حسام الحرمین بے شبہ حق وصواب مطابق سنت وکتاب ہے اس کا ماننا اس کے ارشادات جلیلہ کو عین مطلوب شرع مطہر اور اصول ومقاصد مذہب حق سے جاننا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا عمل رکھنا مسلمانوں پر فرض اوران

کے کامل الایمان صحیح الاعتقاد سچے پکے سنی مسلمان ہونے کی دلیل اور فرمان الٰہی جل وعلا: **فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذٰلک خیر و احسن تأویلا**''۔
(الصوارم الہندیہ ص۵۴)

رضا خانی علماء بالخصوص مصباحی صاحب جواب دیں کہ تمہارے نزدیک احمد رضا خاں اللہ تھا؟ یا رسول اللہ تھا؟ معاذ اللہ! جو اختلاف کی صورت میں تم اسے اس آیت کا مصداق ٹھہرا رہے ہو۔

ایک بریلوی رضا خانی مولوی احمد رضا خان صاحب کی کتاب حسام الحرمین کے متعلق لکھتا ہے کہ: **کتاب لاریب فیہ ھدی اللمتقین**

رضا خانی بتائیں کہ ''لاریب فیہ'' یہ کس کتاب کی شان ہے؟

اس کے بعد آپ نے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو الہامی نبی بتانے کی کوشش کی ہے۔

گذارش یہ ہے کہ ان تمام باتوں سے مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب نے رجوع فرمالیا تھا اور مولوی ابوالفضل کے متعلق اور اس کی کتاب کے متعلق ہم پیچھے عرض کر آئیں کہ وہ نہ ہی ہمارے اکابر میں سے ہے نہ ہی مستند اور نہ ہی معتمد علیہ ہے نہایت متنفر اور متشدد مزاج کا آدمی ہے۔

اور اس نے جو حضرت فقیہ الامت حضرت مفتی اعظم ہند مفتی محمود الحسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ پر الزام لگایا ہے اسکا کیا اعتبار۔

سب سے پہلی بات کہ مولوی ابوالفضل مفتی نہیں بھلا یہ فتوی کے اصول و قوانین سے کیا آشنا ہوگا۔

دوسری بات آپ تو خود کو مفتی کہتے ہیں بتائیں کافر کہد ینا یا کفر کا فتوی دینے کا کیا معیار ہے؟ حیرت ہے کہ دارالافتاء سے تعلق ہے آپ کا پھر بھی آپ نے اسے مدعی بنادیا فیا للعجب۔

اور مولوی ابوالفضل نے جس مقرر نا معلوم کا ذکر کیا ہے اس پر کیا دلیل ہے؟ آیا اس نے یہ واقعہ حقیقۃً نقل کیا یا کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

اور ثانیاً کسی نا معلوم مقرر کی بات ہمارے لئے حجت قاطعہ نہیں اور نہ ہی اس کی بات ہمارے لئے معتبر ہوگی۔

مصباحی صاحب آپ تو مفتی ہیں آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی کی خیالی بات کسی کے لئے حجت نہیں بن سکتی۔

اب آئیں ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیں ہم آئینہ دکھاتے ہیں۔

حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ کے تمام مریدین برگزیدہ تھے اور محبت شیخ میں اس قدر محو تھے کہ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ حضرت شیخ کے ڈر سے کہتے تھے ورنہ ان کا جی یہ چاہتا تھا کہ شیخ کے نام کا کلمہ پڑھیں۔
(مقابیس المجالیس۔ص:۵۶۲)

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونے کے لئے آیا تو آپ نے فرمایا جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں وہ کہو اور بجالاؤ تب مرید کروں گا اس نے عرض کی جو آپ فرمادیں میں بجالانے کو تیار ہوں آپ نے فرمایا کلمہ تو کس طرح پڑھتا ہے اس نے کہا: لاالـه الا الـله محمد الرسول الله آپ نے فرمایا یوں کہو: لا اله الا الله جشی رسول الله.
(فوائد الفوائد۔ص:۲۸۸)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

طالب وہی اللہ وہی احمد وہی نازک

اغیار کہاں یار کی سب جلوہ گری ہے

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

تو خدائی و رسولی و توئی مرشد طالب

گوئی آن نازک در پردہ کہ در جملہ معانی

(شرح قصیدہ غوثیہ: ۱۸۰)

ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

جو وقت آخر میں ہو تیاری نظر میں صورت ہے تمہاری

زباں پہ کلمہ یہی جاری ہو کہ یا خواجہ معین الدین

(ہفت اقطاب ۲۰۰)

مصباحی صاحب ھاضمہ درست ہوا کہ نہیں؟ ذرا مشاہدہ کریں ان سب عبارات کا اور بتائیں کہ کیا یہ الہامی نبی بتانا ہے یا حقیقی نبی بنانا ہے؟۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

اللھم صل وسلم و بارک علیه وعلیھم و علی المولی الھام امام اھل النسة مجدد الشریعه العاطره مؤید الملة الطاھرة حضرت الشیخ احمد رضاخان رضی الله تعالیٰ عنه بالرضا السرمدی.

اللھم صل وسلم وبارک وعلیه و علیھم جمیعاً وعلی الشیخ حجة الاسلام مولانا حامد رضا خان رضی الله تعالیٰ عنه.

اللهم صل وسلم و بارك عليه و عليهم جميعاً و على الشيخ زبدة الاتقياء المقتى الأعظم بالهند مولانا محمد مصطفى رضا خان القادرى رضى الله تعالىٰ عنه.

اللهم صل وسلم و بارك عليه وعليهم جميعاً وعلى الشيخ المفسر الأعظم مولانا ابراهيم رضاالقادرى رضى الله تعالىٰ عنه.

اللهم صل وسلم و بارك عليه وعليهم وعلى عبدك الفقير محمد اختر رضا خان الأزهرى القادرى غفرله و لوا لايه .
(شجرۂ طیبہ از مفتی اختر رضا خان قادری)

قارئین کرام!

ذرا غور کریں اور ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں کس کس پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا جارہا ہے اور زندوں پر بھی مردوں پر بھی۔

کیا یہ گستاخی نہیں؟ کیا درود وسلام آپ جیسوں کے لئے کھیل تماشا ہے؟ یا پھر بازار میں بکنے والا کوئی سامان؟ معاذ اللہ!

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف:۱۰۰)

مصباحی صاحب!

ذرا دل تھام کر بتائیں کیا یہ قرآن و حدیث کے ساتھ کھلواڑ نہیں ہے، ارے نصیحت تو یہ ہونا تھی کہ قرآن وحدیث سب سے اہم فرض ہے لیکن بجائے اس کے اپنی دہائی دینے لگ گئے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

ولأهل السنة من الله احمد رضا۔ (خالص الاعتقاد۔۶۲)

یعنی بریلوی رضا خانیوں کے مولوی احمد رضا خاں نبی تھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!!

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

مولوی نقی علی خان لکھتے ہیں۔

الشیخ فی قومه کا لنبی فی أمته شیخ اپنی قوم میں مانند پیغمبر کے ہے اپنی امت میں۔

کیوں مصباحی صاحب! عقل و ہوش اصلی مقام پر آئے کہ نہیں؟ ذرا ان پر بھی کوئی فتوی لگاؤ۔

یہاں پہونچ کر ہم ایک بات کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مولوی ابو الفضل جن کی کتاب ''انکشاف حقیقت'' ہے یہ ہمارے کوئی معتبر معتمد اور مستند عالم نہیں ہیں مصباحی صاحب پر لازم تھا کہ ان کا معتمد ہونا ثابت کرتے ایسے مجہول لوگوں کی بات ہمارے لئے قابل حجت نہیں ہے اس لئے مصباحی صاحب نے آگے جتنے بھی حوالے انکشاف کے نقل کئے ہیں ہم اس کے ذمہ دار نہیں اور نہ ہی اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے۔

دوسری بات مصباحی صاحب نے کہا کہ یہ کتاب ''دست وگریباں'' کے جواب میں ہے جبکہ اس میں کہیں بھی دست گریباں نظر نہیں آتا اس سے تو آپ نے صرف اصلاحی باتیں ثابت کیں اور الحمد اللہ ہم نے ان تمام باتوں کو قبول بھی کیا اور ہمارے اکابرین کے مشوروں پر عمل بھی کیا۔

ہمارے علماء نے ایک دوسرے پر کفر، گستاخی، بدعتی، فاسق، جھوٹ کا فتوی

نہیں لگایا بلکہ اصلاح فرمائی آپ کے یہاں تو آپس میں کفر کے فتوی، گستاخی کے فتوی، فاسق کے فتوی اور ساتھ میں علی الاعلان اسٹیج پر نعرہ بازی اور تہمت کے بازار گرم ہیں کہاں ہمارے علمائے مخلصین اور کہاں تمہارے علماء مختصمین ۔

آپ نے حضرت مولانا محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل فرمایا کہ حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ کو بانی تبلیغ کہا جاتا ہے۔

اولاً عرض یہ ہیکہ بانی تبلیغ نہیں بلکہ بانی تبلیغی جماعت کہا جاتا ہے کیوں کہ حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک مخصوص نصاب قرآن و حدیث کی روشنی میں طے فرمایا اور اسی کو ساری جماعت کے لئے مخصوص فرمایا اس حساب سے بانی تبلیغی جماعت کہا جاتا ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل۔

حقیقت واقعہ یہ ہیکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بانی تبلیغ ہیں آپ ہی سب کچھ ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "العلماء ورثۃ الانبیاء" کہ علماء انبیاء کے وارثین ہیں، بطور وارث اور بطور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بانی تبلیغی جماعت کہا جاتا ہے، نہ کہ بانی تبلیغ ۔

ثانیا بانی کا معنی ہے، اصول، وعظ وتقریر، شروع کرنے والا، اب ان معانی کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیوں کہ حضرت مولانا الیاس نوراللہ مرقدہ نے اصول وضوابط قرآن وحدیث کی روشنی میں مقرر فرمایا۔ حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے وعظ تقریر فرمائی، حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے شرابیوں، جواریوں، گنہگاروں، دین اور شریعت سے ناواقف لوگوں میں جا کر اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے اقوال وافعال کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تبلیغ کے بانی مبانی اصل الاصول، ہیں آپ کی احادیث کو مدنظر رکھ کر تبلیغ شروع فرمائی، اس لحاظ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بانی کہا جاتا ہے حضرت مولانا فاروق صاحب ان لوگوں پر زجر وتوبیخ فرمارہے ہیں جو حضرت مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ کو اصل الاصول اور بانی مبانی کہتے ہیں۔ **فلا اشکال فیہ۔**

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نانی کے قول پر اعتراض کیا کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی چلتی پھرتی صورتیں نظر آتی ہیں۔

گذارش یہ ہے کہ بعینہٖ صحابہ تو نہیں کہہ دیا بلکہ ایک تمثیل بیان فرمائی مطلب یہ ہے کہ جیسے صحابہ کرام پابند سنت تھے، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دین اسلام کے لئے قربانیاں دیں، مخالفت برداشت کی، تکلیف مصائب وآلام سہے ایسے ہی اللہ تجھ سے بھی کوئی کام لیگا اور تجھے بھی قربانیاں دینی پڑیں گی، اس پر کیا اعتراض ہے؟

اور یہ تو ہم اپنی مجلسوں، جلسوں میں بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام جیسا ایمان بناؤ ان کی قربانیوں کو یاد کرو، ہر مقرّر یہ پیغام دیتا ہے، آپ کے بھی مقررین یہ پیغام دیتے ہیں، بھلا اس میں غلو کی کیا بات ہے، آپ کی مفتیانہ عقل کہاں چلی گئی۔

آئیں ذرا ہم آپ کو آپ کے گھر کا غلو دکھاتے ہیں پھر دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کیجئے گا آخر غلو فی الدین کس میں ہے؟ آپ میں ہے یا ہم میں ہے؟

مولوی احمد رضا تلمیذ رحمٰن تھے۔ (حیات احمد رضا ۱۵۳ص)

تو دیدار مجتبٰی ہے۔ (وصایا شریف ۷۵ص)

ان دونوں عبارت میں ملاحظہ فرمائیں کہ کیسا غلو کیا ہے ایک مولوی احمد رضا خان کو اللہ رب العزت کا طالب علم بتارہا ہے

اور دوسرا مولوی احمد رضا کے دیدار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بتارہا ہے۔

مصباحی صاحب ہاضمہ درست ہو تو ذرا ٹھنڈے ذھن سے سوچیں یہ آپ کے گھر ہی کی کتابیں ہیں، آپ ہی کے علماء کے اقوال ہیں، ذرا دو چار فتوی ان پر بھی لگاؤ۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

چاچڑ وانگ مدینہ جاتم
نے کوٹ مٹھن بیت اللہ۔ (حج فقیر بر آستانہ پیر ۴۵ص)

دیکھئے اس شعر میں چاچڑ وانگ کو مدینہ بنادیا۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے۔ (حج فقیر بر آستانہ پیر:۴۱)

ملاحظہ فرمائیں کہ علی پور کو مدینہ کے برابر قرار دیدیا۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔

برکات احمد صاحب کو دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا تو مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔
(ملفوظات احمد رضا ۴۲ اص،۲)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ھو۔

وہ نفوس قدسیہ والے جن کی محفل میں بیٹھنے سے رسول کی محفل میں بیٹھنے کا اجر ملے گا، جن سے مصافحہ کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کا ثواب ملے گا جن کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی یہ شان ہو کہ گویا اس نے نبی

کریم کی اقتداء کی، جن کا چہرہ دیکھتے تو نبی کریم کا چہرہ یاد آجائے، حضور مفتی اعظم کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہیں کہ ہم نے رسول کریم کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔ (جہان مفتی اعظم ص:۱۰۰۴)

مصباحی صاحب اور رضا خانی علماء ذرا بتائیں! آخر اس کا کیا جواب ہے کہ قبر کی خوشبو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی خوشبو جیسی ہے۔

ایک کہتا ہے کہ جس نے حضور مفتی اعظم کو دیکھا اس نے رسول کریم کی چلتی پھرتی تصویر دیکھی۔

قارئین کرام!

فیصلہ فرمائیں یہ غلو فی الدین ہے کہ نہیں؟ یہ گستاخی ہے کہ نہیں؟ اس پر بھی کوئی فتوی ہے کہ نہیں؟ اس کو بھی غلو میں رضا خانی حضرات شمار کرتے ہیں کہ نہیں؟

کوئی بریلوی رضا خانی ناراض نہ ہو یہ سب آپ کی کتاب میں لکھا ہے ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے اور ہمیں ان حوالہ جات سے پردہ اٹھانے پر مصباحی صاحب نے مجبور کیا ہے اس لئے ناراضگی وہیں جتائیں۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ شاہ مدینہ صاف آتا ہے نظر
جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا

(ملفوظات احمد رضا ج۳ ص۴۵)

دیکھئے اس شعر میں مولوی احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کی شکل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے اس پر بھی فتوی لگاؤ رضا خانیو!۔

حضرت مولانا فاروق صاحب نور اللہ مرقدہ نے ایک بات کا ذکر فرمایا:

کچھ قادیانی مرے کام میں لپٹ پڑے ہیں۔

گذارش یہ ہے کہ آخر اس میں اعتراض والی بات کون سی ہے حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ نے حقیقت بیان فرمائی اور واقعہ بھی یہی ہیکہ جولوگ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے موقع ڈھونڈتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں گھس کر اپنے آپ کو مسلمان بتا کر اسلام پر کیچڑ اچھالتے ہیں مسلمانوں کی عزت، مسلمانوں کے وقار کو مجروح کرتے ہیں آخر اس میں کیا اعتراض ہے؟ ذرا بتائیں !اگر آج کوئی مسلک احمد رضا خان میں گھس کر بدنام کرے داغدار کرے اور اس پر میں کہوں کہ آپ کے اعلی حضرت کا انجام بھیانک ہوا تو آپ کیسا محسوس کریں گے۔

مصباحی صاحب آپ کے جو چودہ طبق خالی ہیں انکی کہیں جا کر مرمت کرالیں۔

دوسری بات کہ تبلیغ کا کام جاہلوں کو سپرد کرنے سے مطمئن نہ تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ حالات اور اطوار بدل چکے ہیں پہلے علماء حفاظ کی کمی تھی لیکن اب لاکھوں کی تعداد میں مدارس سے طلبۂ عظام اور علمائے کرام نکل رہے ہیں اب باگ ڈور انھیں کے ہاتھ میں ہے، مدارس کے اساتذہ اور ذمہ داران حضرات بھی اس پر خاصی توجہ دے رہے ہیں اور تبلیغ کا کام مدرسوں میں بھی چل رہا ہے ہر سال فارغ ہونے والے طلباء اور علماء اس میں حصہ لے رہے ہیں حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ اگر آج زندہ ہوتے تو یقیناً ان کا دل باغ باغ ہو جاتا **فللہ الحمد علی ذالک۔**

مولانا صدیق صاحب مہتمم جامعہ رشیدیہ نے جو بات کی ہے وہ بھی بالکل بر حق ہے۔

لیکن اس پر آپ نے جو عنوان دیا ہے وہ آپ کی گندی سوچ اور رضا خانی سوچ کا پلندہ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تبلیغی جماعت سے اسلام کے دشمن نہیں پیدا ہو رہے ہیں بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ وہ تبلیغی ہے ہی نہیں، بلکہ وہ مسلمانوں اور اسلام کے دشمن ہیں ان کا اسلام، شریعت اور تبلیغ سے دور دور کا واسطہ نہیں بلکہ وہ تو اسلام کی شبیہ خراب کرنے پر تلے ہوئے ہیں **اللهم احفظنا منه**۔

قاضی عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے اقتباسات کے جوابات

گذارش یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ نے تبلیغ یا تبلیغ کے کام کو غلط نہیں کہا بلکہ تبلیغ کے کام کی روح جو کہ اصل الاصول ہیں، اور جس پر لا پرواہی کی جارہی، جن کو صرف رسمی طور پر کیا جا رہا ہے اس پر حضرت قاضی صاحب نالاں ہے خود حضرت قاضی صاحب نے حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کا ملفوظ لکھا کہ ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہیکہ مسلمانوں کو جمیع ما جاء بہ النبی سکھانا یعنی اسلام کے پورے علمی نظام سے امت کو وابستہ کرنا یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد۔

رہی قافلوں کی چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے، یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے قافلے پورا کام نہیں کر سکتے ان سے تو بس اتنا ہی

ہوسکتا ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جد وجہد سے ایک حرکت اور بیداری پیدا کریں، اور غافلوں کو متوجہ کر کے وہاں کے مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ کے دین کی فکر رکھنے والوں (علماء وصلحاء) کو بیچارے عوام کی اصلاح پر لگادینے کی کوشش کریں ہر جگہ پر اصلی کام تو وہیں کے کارکن کرسکیں گے اور عوام کو زیادہ فائدہ اپنی جگہ اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔

حضرت قاضی صاحب کا اس ملفوظ پر تبصرہ ملاحظہ ہو

ملفوظ مذکورہ بالا کا مطلب صاف ہے کہ اصلی مقصد پوا علم اور اعمال دین کا امت میں پھیلانا، عوام اور علماء میں رابطہ علوم دینیہ کے لینے دینے کا پیدا کرنا ہے، عوام علم دین کو اصل مقصد سمجھ کر علماء سے لینے کے در پے ہیں اور علماء کرام دینے کے در پے ہیں، بچے جوان جو عربی پڑھنے کے قابل ہوں، ان کو عربی تحصیل علم میں لگ جانے کی ترغیب دیں، تاکہ پورے مکمل علماء پیدا ہوں ادھیڑ عمر والوں کو اردو میں ہی سہی، احکام دین عقائد ضروریہ، عبادات، معاملات اور اخلاق و معاشرات کی مختلف کتابوں کے ذریعہ سے تحصیل علم پر لگادیں، اگر کتابوں کے ذریعہ لینے کے لئے فارغ نہ ہوں پھر بھی ان کے دلوں پر علم کی فضیلت اور وقعت کا نقشہ جمانے کے لئے کوشش کریں تاکہ عوام اور علماء کرام آپس میں باہم مربوط ہوں اور علم دین اور اعمال دین جو اہم مقصد حیات ہیں، ظاہری اعمال ہوں، یا باطنی اخلاق، حضرت کی امت میں پھیل جائیں، یہی رضائے الٰہی میں کامیاب ہونے کا واحد راستہ ہے، اللہ تعالیٰ ساری امت حبیب کو اسی راستہ پر لگادے۔

(آمین)

قارئین کرام!

غور فرمائیں کتنی صاف اور صریح بات حضرت قاضی صاحبؒ نے اچھوتے انداز میں بیان فرمادی ہے اصل مقصدان کا زجر وتوبیخ ہے ان لوگوں پر جو تین دن چلہ محض رسمی طور پر لگاتے ہیں سہ روزہ میں یا چلہ چار مہینہ میں گئے تو نمازی بن گئے اور صوفی متقی پرہیزگار بن گئے، ڈاڑھی رکھ لی، لیکن جیسے ہی واپس آئے تو پھر وہی پرانی روش ڈاڑھی کٹوادی، نمازیں چھوڑ دیں، سنت کا مذاق بنا دیا قرآن وحدیث کے ساتھ کھلواڑ بنا دیا۔

حضرت قاضی صاحب اس کا رد فرمارہے ہیں کہ یہ رسم بنالیا ہے، کہ وقت لگائیں تو نماز فرض ہے اور وقت سے آتے ہی ساری چیزیں ایسی غائب ہوجاتی ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوجاتا ہے۔

چنانچہ حضرت قاضی صاحبؒ حضرت دہلویؒ کا ایک ملفوظ نقل فرماتے ہیں کہ اب یہ کہنا چھوڑ دو تین دن دو، پانچ دن دو، سات دن دو بس یہ کہو کہ راستہ یہ ہے جو جتنا کرے گا اتنا پائے گا اس کی کوئی حد، کوئی سرا نہیں رسول اللہ ﷺ کا کام سب سے آگے ہے، اور حضرت ابوبکر کی ایک رات اور ایک دن کے کام کو حضرت عمرؓ نہیں پاسکے پھر اس کی غایت ہی کیا یہ تو سونے چاندی کی کان ہے جتنا کھودوگے اتنا نکالوگے۔

صاف ظاہر ہے کہ حضرت قاضی صاحب یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ تبلیغ تین دن، چلّہ چار مہینہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ پوری زندگی کے ساتھ خاص ہے جتنا کرسکو کرو اس کا کوئی سرا نہیں اس کی کوئی حد نہیں۔

آج کل عوام الناس نے رسمی تبلیغ بنالی ہے دین کو سہ روز چلہ کے ساتھ خاص

کردیا ہے اور اسی کو دین سمجھ بیٹھے ہیں اور اسی میں نجات سمجھتے ہیں جب کہ معاملہ ایسا نہیں ہے اس رسم کی تردید حضرت قاضی صاحب فرمارہے ہیں اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ ہمیں پوری زندگی شریعت وسنت پر گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔
(آمین ثم آمین)

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ نے ایک مکتوب نقل فرمایا ہے وہ یہاں بھی نقل کردیتا ہوں تاکہ بات صاف ہوجائے۔

ہمارے ہاں پیر فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھوٹکی سندھ اور مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کراچی ہر دو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں، تبلیغی کام کی بہت تائید فرمایا کرتے تھے اور دیگر خلفاء میں سے مولانا قاضی عبدالسلام صاحب نوشہرہ اور مولانا فقیر اللہ صاحب پشاور حیات ہیں اور ہر دو زبردست مؤید و مؤکد ہیں، اپنے اقارب کو یہاں بھیجتے ہیں بلکہ اول الذکر تو ایک مرتبہ یہاں خود تشریف لائے تھے دس یوم کے لئے اور شرق میں تھانویؒ سلسلہ کے خلفاء میں مقصود اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے مشرق بہت ہی زیادہ عملی حصہ لیا کرتے تھے، ادھر سے رائیونڈ بھی تشریف لائے تھے اور دیگر خلفاء میں سے مولانا عبدالوہاب مدظلہ ہاٹ ہزاری، مولانا اطہر علی صاحب کشور گنج، اور پیر جی حضور مولانا محمد اللہ صاحب باغ ڈھاکہ لسانی تائید فرماتے ہیں اور مولانا نور بخش رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت تھانوی کہ اجل میں سے تھے ان کے خلیفہ سعید الحق صاحب بہت ہی زیادہ عملی حصہ لیا کرتے تھے اور ان کے دوسرے خلیفہ مولانا عبدالحلیم صاجب تو گذشتہ سال چار ماہ کے لئے یہاں تشریف لائے اب راستہ مسدود ہونے کی وجہ سے کراچی قیام پذیر ہیں۔
(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ۱۵)

قارئین کرام!

غور فرمایئے حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحبؒ خود تبلیغ کی تاکید اور تائید فرماتے تھے اور دس دن بھی حضرت قاضی صاحب نے لگائے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحب تبلیغ کے مخالف نہیں تھے بلکہ جنہوں نے رسم کی شکل اختیار کر لی ہے ان کے خلاف تھے۔

ایک اور خط ہے حاجی عبدالوھاب صاحب کا جس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت قاضی صاحب ٹیکسلا میں اجتماع میں تشریف لے گئے اور جماعت میں وقت لگانے کے لئے دس دن بھی لکھوائے لیکن ہم انہیں پہچاننے میں کامیاب نہ ہوسکے پھر حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا میں نے تیرے سارے بیان سنے اور تربیت کے لئے اپنے دو بیٹوں کو جو کہ فارغ التحصیل ہیں مولوی ہیں ان کو تیرے پاس بھیجوں گا اور فرمایا انگریزی کالجوں کی طرف ان کا رخ ہے انشاء اللہ تیرے پاس رہنے سے بہت فائدہ ہوگا اور شب جمعہ میں بھی شرکت فرماتے ہیں

قارئین کرام!

ذرا غور کریں حضرت قاضی صاحب تبلیغ سے اتنے وابستہ تھے کہ وقت لگاتے اور تشکیل میں نام بھی لکھواتے اور اپنے بچوں کو تربیت کے لئے تبلیغ میں بھیجتے بھلا ایسا شخص کیسے تبلیغی جماعت کا مخالف ہوسکتا ہے۔

لیکن مصباحی صاحب نے اپنی کم علمی اور کوتاہی کی وجہ سے اور اپنے علامہ ارشد القادری کی تقلید میں الزامات لگادیے اور مخالف ثابت کرنے کی نامراد کوشش کی، لیکن حق تو حق ہوتا ہے غالب ہوکر رہتا ہے اور جن باتوں کو ان مولوی صاحب نے پیش کیا ہے پچھلے صفحات میں ان کا جواب ہم دے چکے ہیں۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے مولانا فاروق صاحب نور اللہ مرقدہ کی باتوں کونقل فرمایا ہے تو عرض یہ ہے کہ حضرتؒ بڑے جلالی، بڑے غصہ والے تھے بعض جگہ ان کی تحریر میں بڑی سختی ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ نام ہی حضرت فاروق کا ہے تو ظاہر ہے کہ فاروقی صفت تو ہوگی ہی، چنانچہ حضرت مولانا عبدالقدوس رومی صاحب مفتی شہر آگرہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کچھ لوگوں کو کہیں اس تنقید میں جراحت کا انداز نظر آئے تو اس صورت میں انہیں مصنف کے نام کی معنویت پر غور کر لینا مناسب ہوگا کہ یہ انداز فاروقی ہے جسے چھپائے رکھنا ان کے اختیار ہی میں نہیں تھا نام کی معنویت اور اثر اندازی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

لكل من اسمه نصيب.. (الکلام البلیغ :۱۴)

حضرت مولانا محمد فاروقی صاحب نور اللہ مرقدہ بھی جماعت کے مخالف نہیں تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ بچپن سے ہی میں اس جماعت سے مانوس تھا ہمارے گاؤں کی مسجد میں بھی جماعت کے لوگ آتے تھے اور ان کی تعلیم و مذاکرے کے حلقے لگا کرتے تھے۔

اور خود فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا تھانویؒ مولانا الیاس صاحبؒ سے خوش تھے اور تبلیغی جماعت سے بھی خوش تھے ان کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ مولوی الیاس نے یاس کو آس سے بدل دیا۔

ایک اور جگہ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ:

غرض یہ کہ مجموعی حیثیت سے مولانا محمد الیاس سلف ہی کے طرز پر تبلیغ و اشاعت میں لگے رہے تو اس کا اثر کیوں نہ ہوتا چنانچہ اس کا بہت اثر ہوا اور دیگر بزرگوں کی توجہات و مساعی سے بھی بہت زیادہ اصلاح کے باوجود بہت زیادہ باقی ماندہ جہالت و غفلت کا قلع قمع ہوا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر اخلاص للّٰہیت، دلسوزی اور شفقت علی الامۃ، جفاکشی، تواضع، حلم، تحمل، وغیرہ اعلیٰ صفات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں اس کی بھی برکت اور تاثیر ظاہر ہوئی۔

حضرت یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین کے عظیم ترین شعائر اور مسلمانوں کے اہم فرائض میں سے ہے، یہ دین میں قطب اعظم کی حیثیت رکھتا ہے، اس ذمہ داری کے لئے حق تعالی نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا نصوص کثیرہ وشہیرہ میں اس کی فضیلت واہمیت بہت واضح طور پر وارد ہے اور اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے آگے چل کر عنوان ڈالتے ہیں ''ارکان وعظ وتبلیغ'' پھر تحریر فرماتے ہیں۔

ترغیب وترہیب واضح مثالوں سے دینا صحیح اور دل کو نرم کرنے والے قصے بیان کرنا اور نفع دینے والے نکتے بیان کرنا ہے بس یہ طریقہ ہے تبلیغ وتذکیر اور شرح کا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ''بیان القرآن'' پارہ (۴) میں تحت آیت ''ولتکن منکم امة ......الخ فرماتے ہیں۔

تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ:

(۱) جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قادر ہو یعنی قرائن غالب سے گمان رکھتا ہو کہ اگر میں امر ونہی کروں گا تو ضرور مجھ کو معتد بہ لاحق نہ ہوگا اس کے لئے امور واجبہ میں امر ونہیں کرنا واجب ہے اور امور مستحبہ میں مستحب ہے مثلاً نماز پنجگانہ فرض ہے تو ایسے شخص کو واجب ہوگا کہ بے نماز کو نصیحت کرے اور

نوافل مستحب میں اس کو نصیحت کرنا مستحب ہوگا۔

(۲) جو شخص بالمعنی المذکور پر قادر نہ ہو اس پر امر و نہی کرنا امور واجبہ میں بھی واجب نہیں البتہ اگر ہمت کرے تو ثواب ملے گا پھر امر و نہی پر قادر کے لئے امور واجبہ میں تفصیل ہے۔

(۳) اگر قدرت ہاتھ سے ہو تو اس کا انتظام ہاتھ سے واجب ہے جیسے حکام محکومین کے اعتبار سے یا ہر شخص خاص اپنے اہل وعیال کے اعتبار سے۔ اور اگر زبان سے قدرت ہو تو زبان سے کہنا واجب ہے۔ اور غیر قادر کے لئے اتنا کافی ہے کہ تارکِ واجبات مرتکب محرمات سے دل سے نفرت کرے۔

(۴) پھر قادر کے لئے منجملہ شرائط کے ایک ضروری شرط یہ ہیکہ اس امر کے متعلق شریعت کا پورا حکم اس کو معلوم ہو۔

(۵) اور منجملہ آداب کے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ مستحبات میں مطلقا نرمی کرے اور واجبات میں اولاً نرمی اور نہ ماننے پر سختی۔

(۶) اور ایک تفصیل قدرت میں یہ ہے کہ دستی قدرت میں تو کبھی امر و نہی کا ترک جائز نہیں اور زبانی قدرت میں مایوسی نفع کے وقت ترک جائز ہے لیکن مودت ومخالطت کا بھی ترک واجب ہے مگر بہ ضرورت شدیدہ پھر قادر کے ذمہ اس کا وجوب علی الکفایہ ہے اگر اتنے آدمی اس کام کو کرتے ہوں کہ بقدر حاجت کام چل رہا ہو تو دوسرے اہل قدرت کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

قارئین کرام!

ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ حضرت مولانا فاروق صاحب نور اللہ مرقدہ کی کوشش صرف اتنی ہیکہ تم نے جو تبلیغ کے کام کو چند چیزوں کا نام دیا ہوا ہے یہ نام

دینا اور مطلق کو مقید کر دینا ہرگز ہرگز درست نہیں بلکہ تبلیغ تو زندگی کے ہر گوشہ کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت تھانویؒ کے یہ جو آداب حضرت فاروقیؒ نے بیان فرمائے یہ شاہد ہیں اس بات پر کہ حضرت فاروقی کو یہ گوارا نہ تھا کہ تم تبلیغ کو صرف وقت کے ساتھ یا چند امور کے ساتھ یا چند چیزوں کے مجموعہ کے ساتھ خاص کرو بلکہ حیات دنیا کے ہر پہلو پر تبلیغ غالب ہو، سر سے لیکر پاؤں تک، کاروبار سے لیکر بازار تک، صبح سے لیکر شام تک۔

بھلا اس سے مخالفت کہاں لازم آتی ہے مصباحی صاحب تو رضا خانی ٹھہرے اور مزید برآں اس پر یہ کہ شاید ہی خود ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہو بلکہ ارشد القادری صاحب علیہ ما علیہ کی تقلید میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ہو بہو نقل کر دی جبکہ ایک دار الافتاء کے ساتھ نسبت رکھنے والے کو یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی چیز کا فیصلہ اندھی تقلید پر ہونا چاہئے یا پھر تحقیق پر اور فتوی دینے کے وقت کن کن پہلوؤں پر نظر رکھنا چاہئے؟۔

پوری کتاب ''الکلام البلیغ'' اس بات پر گواہ ہے کہ وہ تائید تبلیغ میں لکھی گئی ہے اور موافقت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے لیکن۔

ان عقل کے اندھوں سب الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

چنانچہ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ:

تو تبلیغ جب امر مطلق ہے تو اس پر جس مباح طریقہ سے بھی عمل کیا جائے صحیح ہوگا اس کو اگر کسی خاص اور متعین طریقہ سے کیا جائے گا تو وہ امر مطلق مطلق

نہ رہے گا بلکہ مقید ہو گیا اور تغیر شرع کی لازم آئیگی اور تغیر شرع ہی کو بدعت کہتے ہیں۔ (الکلام البلیغ: ۱۱۰)

ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کے حوالہ سے کہ حکم شرع کو اپنے محل و مورد پر منحصر کرے کسی وجہ سے تعدی نہ کرے اگر کریگا تو تغیر حکم شرع کا ہو جائیگا اور تغیر حکم شرع ہی کو بدعت کہتے ہیں۔ (الکلام البلیغ: ۱۵۰)

قارئین کرام!

یہ کتنی اہم بات حضرت فاروقیؒ نے تحریر فرمائی جو امرِ مشروع، مطلق اور عام ہے اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ مقید اور خاص نہیں کرنا چاہئے بلکہ عام کو عام رکھنا چاہئے حضرتؒ پورا زور دے رہے ہیں کہ تبلیغ کو چند اعمال کے ساتھ مقید نہ کیا جائے تبلیغ کو چند مجموعہ کا نام نہ دیا جائے بلکہ تبلیغ کو زندگی کے ہر شعبہ میں رکھا جائے۔

ہم اس کو اپنے لئے نعمت کبرے اور اللہ کا انعام و اکرام سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مسلک اہل سنت و جماعت میں ایسے علمائے حاقہ کو پیدا فرمایا جو زندگی کے ہر پہلو پر اصلاح کرتے ہیں، اللہ تعالی اس میں ایسے علماء کی اہمیت عظمت سمجھنے کی اور ان حضرات کی بتائی ہوئی گزارشات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

تبلیغ والے علم اور اہل علم سے عاری اور مستغنی ہوتے ہیں

گذارش یہ ہے کہ مولانا محمد الیاس نے علم اور اہل علم کی اپنے ملفوظات میں بڑی اہمیت بیان فرمائی اور تبلیغ والوں کو علماء سے وابستہ رہنے کی تاکید فرمائی ہے

چنانچہ فرماتے ہیں ہمارے عام کارکن جہاں جائیں وہاں کے حقانی علماء وصلحاء کی خدمت میں حاضری کی کوشش کریں لیکن یہ حاضری صرف استفادہ کی نیت سے ہواوران حضرات کو براہ راست اس کام کی دعوت نہ دیں وہ حضرات جن دینی کاموں میں لگے ہیں ان کوتو وہ خوب جانتے ہیں اوران کے منافع کاوہ تجربہ رکھتے ہیں اورتم اپنی یہ بات ان کواچھی طرح سے سمجھا نہ سکوگے یعنی تم ان کو اپنی باتوں سے ان کواس کا یقین نہیں دلاسکوگے کہ یہ کام ان کے دوسرے مشاغل سے زیادہ دین کے لئے مفیداورزیادہ منفعت بخش ہے۔

نتیجہ یہ ہوگا وہ تمہاری بات کو مانیں گےنہیں اور جب ایک دفعہ ان کی طرف سے تناؤ ہوجائے گا تو پھراس ''نا'' کا کبھی بھی ہاں سے بدلنا مشکل ہوجائے گا پھر اس کا ایک برانتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ انکی عقیدت مندعوام بھی تمہاری بات نہ سنیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود تمہارے اندر تذبذب پیدا ہو جائے اس لئے ان کی خدمت میں بس استفادہ کے لئے ہی جایا جائے لیکن ان کے ماحول میں نہایت محنت سے کام لیا جائے اوراصولوں کی زیادہ سے زیادہ رعایت کی کوشش کی جائے اس طرح امید ہیکہ تمہارے کام اوراس کے نتائج کی اطلاعیں خودبخود ان کو پہونچیں گے اوروہ ان کے لئے داعی اورانکی توجہ کی جانب ہوجائیں گے پھر اس کے بعدوہ خودتمہاری طرف اورتمہارے کام کی طرف متوجہ ہوں تو ان سے سرپرستی اورخبرگیری کی درخواست کی جائے اوران کے دینی رتبے اوراحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات ان سے کہی جائے۔(ملفوظات مولانا الیاسؒ/۳۶)

نیز یہ بھی فرمایا:

اگرکہیں دیکھا جائے کہ وہاں کے علماءوصلحاءاس کی طرف ہمدردانہ طور سے

متوجہ نہیں ہوتے تو ان کی طرف سے بدگمانیوں کو دل میں جگہ نہ دی جائے بلکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ ان حضرات پر اس کام کی پوری حقیقت کھلی نہیں ہے نیز یہ سمجھ لیا جائے کہ چونکہ یہ دین کے خاص خادم ہیں اس لئے شیطان انکا ہم سے زیادہ گہرا دشمن ہے علاوہ اس کے یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا جو حقیر و ذلیل چیز ہے جب اس کے گرفتار اپنے دینی مشاغل پر اس کام کو ترجیح نہیں دے سکتے اور اپنے مشاغل وانہماک کو چھوڑ کر اس کام میں نہیں لگ سکتے تو اہل دین اپنے اعلی دینی مشاغل کو اس کام کیلئے کیسے آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں۔ (ملفوظات مولانا الیاسؒ/ ۳۷)

ایک بار فرمایا کہ مسلمانوں کو علماء کی خدمت چار نیتوں سے کرنا چاہئے۔

(۱) اسلام کی جہت سے۔ چنانچہ محض اسلام کی وجہ سے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی زیارت کو جائے یعنی محض حبۃ اللہ ملاقات کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر اور بازو بچھا دیتے ہیں تو جب مطلقاً ہر مسلمان کی زیارت میں یہ فضیلت ہے تو علماء کی زیارت میں بھی یہ فضلیت ضروری ہے

(۲) یہ کہ ان کے قلوب واجسام حامل علومنبوت ہیں اس جہت سے بھی وہ قابل تعظیم ہیں اور لائق خدمت ہیں

(۳) یہ کہ وہ ہمارے دینی کاموں کی نگرانی کرنے والے ہیں

(۴) ان کی ضروریات کے تفقد (دلجوئی) کے لئے کیوں کہ اگر دوسرے مسلمان ان کی دنیوی ضرورتوں کا تفقد کر کے ان ضرورتوں کو پورا کر دیں جن کو اہل اموال پورا کر سکتے ہیں تو علماء اپنی ضرورتوں میں وقت صرف کرنے سے بچ جائیں گے اور وہ وقت بھی خدمت علم و دین میں خرچ کریں گے تو اہل اموال کو ان کے اعمال کا ثواب ملے گا۔ (ملفوظاتے مولانا الیاس/۵۴/۵۵)

ایک بار فرمایا جو وفود سہارنپور، دیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جارہے ہیں ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کردئے جائیں جن میں نیازمندانہ لہجہ میں حضرات علماء سے عرض کیا جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہورہے ہیں آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں اگر ان میں سے کچھ وقت اس قافلہ کی سرپرستی میں دے دیں جس میں آپ کا اور آپ کے طلبہ کا حرج نہ ہو تو اسکی سرپرستی فرمائیں اور طلبہ کو اس کام میں اپنی نگرانی میں ساتھ لیں

طلباء کو ازخود بدون اساتذہ کی نگرانی میں اس کام میں حصہ نہ لینا چاہئے اور قافلہ والوں کو یعنی وفودِ تبلیغ کو نصیحت کی جائے کہ حضرات علماء اگر توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائے بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمدورفت کم کی ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال سے انکے پاس آپڑے ہیں پھر فرمایا کہ ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلاوجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے۔

پھر فرمایا: ہمارے طریقہ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہے ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنی چاہئے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہئے پھر فرمایا کہ علم وذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہیکہ ان لوگوں کو اہل ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ انکی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم وصیت سے بھی مستفید ہوں۔ (ملفوظات مولانا الیاس/۵۶/۵۷)

قارئین کرام!

غور فرمائیں جو لوگ تبلیغ والوں کو علماء کا دشمن گردانتے ہیں اور علماء کا مخالف بتاتے ہیں یہ ملفوظات ان کے لئے قابل دید ہیں۔

حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے ملفوظات میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ تبلیغ میں اہل علم اور علماء اور علم کی بڑی تاکید ہے اور علماء حق کے ادب واحترام کی پرزور تائید ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

سچا تبلیغی وہ ہے جو دل وجان سے علماء کی تعظیم وتکریم کرتا ہے اور بغرض استفادہ ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے ان سے دعائیں لیتا ہے اور ان کی نگرانی میں یہ کام کرتا ہے اور جو شخص علماء کے ادب واحترام سے عاری ہے بلکہ توہین آمیز الفاظ ان کے حق میں کہہ گزرتا ہے یا اس کے دل میں علماء حق کا وقار نہیں تو وہ نام کا تبلیغی ہے بلکہ تبلیغ کے لئے بدنام کنندہ ہے اس کے لئے تبلیغ مین جو چھ نمبر پر ہر شخص کو یاد کرائے جاتے ہیں ان میں چوتھا نمبر اکرام مسلم ہے اس میں خصوصی طور سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ علماء کی قدر کریں کیوں کہ وہ وارث انبیاء ہیں۔

پس جو صحیح معنی میں تبلیغی ہوگا وہ اپنے اس قول پر کما حقہ عمل کریگا اور جو اپنی کہی ہوئی بات پر عمل نہیں کریگا تو وہ نام کا تبلیغی ہے کام کا تبلیغی نہیں۔

لہٰذا اگر اس قسم کا معاملہ یا اس طرح کی کوئی بات اگر سرزد ہوتی ہے تو یہ اس شخص کا اپنا معاملہ ہے اس کی وجہ سے پوری جماعت کو بدنام نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ذمہ داران پر لعن طعن درست ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے پوری جماعت کو نشانہ نہیں بنایا جا سکتا ہے بلکہ ایسا کرنے والا کہنے والا خود اپنا ذمہ دار ہے ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

تبلیغ والوں سے اور تبلیغ کے کام سے مدارس اور خانقاہوں کو نقصان پہونچتا ہے

یہ بھی مفتی صاحب کی اپنی ذاتی رائے اور کم علمی اور غلط فہمی کی دلیل ہے مفتی صاحب کے متعلق ہم آخر میں کچھ معروضات پیش کریں گے۔

دعوت وتبلیغ کے تمام اکابر تبلیغ کے ساتھ ساتھ مدارس بھی چلاتے رہے ہیں اور چلا بھی رہے ہیں اور خانقاہی نظام بھی چلا رہے ہیں بہت سے دینی مدارس ہیں جن کو تبلیغی احباب چلا رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ فرماتے تھے کہ:

مدارس کی اہمیت مت گھٹاؤ حضرت مولانا الیاس صاحب وحضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ انہیں مدارس سے آئے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کا یہ کام اور مجموعہ تمام کا تمام انہیں مدارس کے علماء نے ترتیب دیا ہے اور اس کو اتنا شائع کیا کہ اب یہ پوری دنیا میں عام ہو چکا ہے لیکن اگر کوئی شخص کہے کہ دین کا کام صرف تبلیغ میں محدود ہے اور مدارس خانقاہیں اور درسرے ادارے جو کام کررہے ہیں وہ دین نہیں وہ کام نہیں تو یقیناً ایسا شخص صراط ضال پر ہے اور یہ سوچ نہ تبلیغ والوں کی ہے اور نہ ہی ذمہ دارانِ تبلیغ کی ہے یہ اس کا اپنا ذاتی نظریہ ہے اس سے تبلیغ والوں کا کوئی رشتہ نہیں۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی تحریر پر اعتراض

خط کی چند معروضات ملاحظہ ہوں۔

لیکن آپ کے خط سے مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ کچھ زیادہ غلط بھی نہیں کہتے۔

اوران کے خیال میں دین کے باقی سب شعبے بے کار ہیں یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہونچی کہ دین کے سب شعبوں کو لغو سمجھا جائے اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے۔

قارئین کرام!

آخر یہ اعتراض والی کون سی بات ہے؟

ہم یہاں اس جواب میں وکیل احناف حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادریؒ کا جواب نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت تحریر فرماتے ہیں کہ اگر فی الواقع تبلیغی جماعت میں رہ کر اس شخص کا ذہن ایسا خراب ہوا ہے جو دین کے ان کے سوالات سے ظاہر ہے تو حضرت شہید اسلام کا یہ جواب اس کے حق میں بالکل صحیح اور درست ہے اور اس میں جماعت کی خصوصیت نہیں اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اور ادارے میں رہتا ہے یا کسی تنظیم میں رہتا ہے اور اس کا ذہن ایسا خراب ہوگیا ہے اس کے لئے اس مدرسے اور تنظیم میں رہنا جائز نہیں پس حضرت شیخ کا جواب اس خاص شخص کے بارے میں ہے۔

اس جواب کو پوری جماعت بر چسپاں کرنا مغالطہ آمیزی ہے حضرت شیخؒ جماعت کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ نصرت کرنے والوں بلکہ ساتھ چلنے والے ہیں، ہر شخص کے لئے یہ جواب نہیں ہے یہ جواب تو صرف اور صرف اس شخص کے بارے میں ہے جس کا ذہن خراب ہوگیا۔ (تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت صفحہ ۱۴۱.)

قارئین کرام!

مولوی اختر مصباحی صاحب خود کو مفتی کہتے ہیں اور حال یہ ہے کہ فتوی کے

جزئیات وکلیات سے واقف نہیں اور مزید تعصب یہ ہے کہ عنوان ''تبلیغی جماعت پر دیوبندی مولوی کا غصہ'' جبکہ سوال وجواب کو دیکھ کر ہر کس وناکس اندازہ کرسکتا ہے کہ فتوی فردِ واحد کے متعلق ہے لیکن مصباحی جیسے مفتی نے پوری جماعت پر چسپاں کردیا۔

مصباحی صاحب اگرایسے فتاوی جات میں لکھنے پر آجاؤں تو بریلویوں کی نیاڈوب جائیگی اس لئے خدارا اپنے مفتی ہونے کا تو لحاظ کرو ورنہ عوام بریلویہ آپ کو کیا کہے گی۔

﴿شب جمعہ کا اجماع بدعت﴾

قاضی عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو شب جمعہ کے اجماع کو بدعت فرمایا ہے وہ اس صورت میں ہے جب اس کو بنیادی عمل اور شعار دین سمجھا جائے جبکہ معاملہ برعکس ہے اگر ایک دوفرد یا چند گنے چنے افراد ایسا کرتے ہیں یا سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ سے پوری جماعت کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے۔

اہل تبلیغ کا اپنے اپنے مراکز میں جمعہ کی رات کو جمع ہو کر تبلیغ کرنا اور پھر اللہ کے راستہ میں نکلنے کی ترغیب دینا بھی دین پر چلنے کا ذریعہ واسطہ ہے شب جمعہ کو جمع ہونا اصل مقصد نہیں سمجھتے، لہٰذا اس پر بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، ہمارے مفتیان کرام کو معلوم ہونا چاہئے کہ تبلیغ والے شب جمعہ کو قیام اللیل کے لئے مخصوص نہیں کرتے ان کا یہ اجماع تو تبلیغ دین کے ہوتا ہے۔

(تبلیغی اعمال شرعی حیثیت صفحہ ۲۹)

﴿دعا بالجہر اور رو رو کر دعا مانگنا بدعت﴾

عرض یہ ہے کہ جن وجوہات کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

فان كان الدعاء مستحبا فالقرأئة واجبة والفقه فی الصلوة كذلک فان كان تعليم الدعاء أثر الصلوة مطلوبا فيتعلم فقه الصلوة أكد فكان من حقه أن يجعل ذٰلک من ظائف آثار الصلوة.

پس اگر دعا مستحب ہے تو قرأت واجب ہے اور نماز کے مسائل کا سیکھنا بھی واجب ہے پس اگر تعلیم دعاء بعد الصلوۃ مطلوب ہے تو مسائل نماز وغیرہ زیادہ مطلوب ہے، لہٰذا اس کا حق یہ ہے کہ ان امور کو سیکھنے، سکھانے کے لئے جہر واجتماع کو نماز کے بعد بطور وظیفہ مقرر کیا جائے۔

اس کے بعد علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

اجو فوائد دعابالجھر والا اجتماع ذکر کئے گئے ہیں سلف صالح ان فضائل اور فوائد کی طرف سبقت کرنے میں احق اور اولیٰ تھے۔ (الکلام البلیغ صفحہ:۱۹۶)

قارئین کرام!

اولاً آپ ملاحظہ فرمائیں دعا بالجہر کا مطلقاً حضرت فاروقیؒ نے انکار نہیں کیا بلکہ اجازت بھی دی جیسا کہ علامہ شاطبی کا حوالہ گزرا۔

اس کے بعد بھی حضرت فاروقیؒ نے بالکلیہ منع فرمایا ہے لیکن سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق بطور وظیفہ سیکھنے سکھانے کیلئے اجازت دی ہے خود آپ کی ہی کتاب کا اقتباس احقر نے نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بغرض تعلیم وتعلم بطور وظیفہ دعاء بالجہر جائز ہے۔

لیکن آگے کی عبارت میں حضرت فاروقی صاحبؒ نے فاروقانہ شان اختیار فرمائی ہے اور بالکلیہ ترک کا حکم نہ دیا۔

ثانیاً تبلیغ والے بھی تعلیم وتعلم کی غرض سے دعاء بالجہر کرتے ہیں اور یہ کوئی روز مرّہ کا معمول نہیں بلکہ جب کوئی مجلس لگتی ہے یا دعوت الی اللہ کے لئے نکلتے ہیں تو اپنے گناہوں کی معافی اور عاجزی وانکساری کے ساتھ دعاء بالجہر کرتے ہیں۔

اور کوئی بھی اسے فرض، واجب یا سنت سمجھ کر نہیں کرتا بلکہ مستحب سمجھ کر کرتا ہے تبلیغ والے بھی اسے ضروری اور لازمی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ فعل مستحسن سمجھتے ہیں۔

مصباحی صاحب! ذرا اپنے اعلیٰ حضرت کا بھی اختلاف ملاحظہ فرمائیں:

مجدد برحق امام احمد رضا قادری حنفی نے اکابر صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین عظام، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ کے موقف سے اختلاف فرمایا ہے۔ (دقائق تبیان وحقائق شرح مسلم۔ص:۱۷۳)

قارئین کرام!

فیصلہ فرمائیں! مولوی احمد رضا نے کسی کو نہیں چھوڑا، نہ صحابہ کو، نہ ائمہ مجتہدین کو، نہ امام اعظم، نہ امام مالک نہ ہی امام احمد بن حنبلؒ کو سب سے اختلاف کیا کوئی بھی بچا نہیں۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کسی سے اختلاف کیا بلکہ اصل دقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کونسا فقہ ہے جس سے مولانا احمد رضا خاں نے بالکل اختلاف نہ کیا ہوا گر ایسا کوئی شخص نکل آیا تو یہ ایک بڑی تحقیق ہوگی۔ (شرح مسلم:۲۵/۷)

قارئین کرام!

یہ ہیں رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت اگر یہ صحابہ سے، ائمہ سے، فقہاء سے اختلاف کردیں تو وہ سرآنکھوں پر۔لیکن اگراہل السنہ اگرکسی معاملہ میں منفرد ہوجائیں یا کسی عالم کی کوئی انفرادی رائے ہوجائے تو وہ اختلاف مذموم ہوجائے۔

جبکہ حضرت فاروقیؒ اختلاف نہیں بلکہ اصلاح کررہے ہیں وہ بھی یہ کہہ کرکہ اس کو لازم ملزوم نہ سمجھا جائے۔ بلکہ سلف وخلف کے طریقہ پر چلا جائے تب رضا خانی مصباحی صاحب اس کو بڑے مزے لے کر بیان کررہے ہیں۔

اورحضرت مولانا طارق جمیل صاحب تو وہ شخصیت ہیں کہ جہاں ان کا نام آیا تو بریلویوں کے دلوں پر ایسی چوٹ لگتی ہے کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہے دراصل معاملہ یہ ہے ان کے یہاں ایسی کوئی شخصیت موجود نہیں ہے، یہ بیچارے ہر چیز سے عاری ہیں تو اپنی پیاس بجھانے کیلئے اور اپنے درد کو چھپانے کیلئے حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ العالی پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔

مصباحی صاحب ہر جگہ بالخصوص طارق جمیل صاحب کو نامزد کررہے ہیں وجہ اسکی یہی ہے جو اوپر گذری مولانا گریہ وزاری کے ساتھ دعاء فرماتے ہیں اس سے بھی ان کو جلن ہے کیوں کہ ان کے یہاں فاتحہ خوانی سے فرصت ہی نہیں ملتی۔

اورمولانا فاروقی صاحبؒ جو رد فرمارہے ہیں وہ اشتہار میں اعلان دینے کا اورلازم ملزوم سمجھنے کا جبکہ اوپر ہم نے وضاحت کی کہ یہ ایک مستحسن چیز ہے نہ کہ لازم یا فرض واجب یا سنت۔

﴿سجدوں میں سونا بدعت ہے﴾

قاضی عبدالسلام تو اس سونے کار دفرمارہے ہیں جو مسجد میں تقرب اور ثواب عظیم سمجھ کر سوتے ہیں جبکہ تبلیغ والے یہ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ یہ ان پر ایک تہمت اور الزام ہے، بلکہ تبلیغ والے اسے تو ضرورت اور مجبوری سمجھتے ہیں اور وہ خود کو معتکف اور طالب علم سمجھتے ہیں اور طالب علم اور معتکف کیلئے مسجد میں سونا جائز ہے یہ تو تبلیغ والوں کی مجبوری ہے ورنہ تبلیغ والے ثواب عظیم اور تقرب سمجھ کر نہیں سوتے۔

﴿شب جمعہ کا اجتماع ممنوع ہے﴾

یہاں بھی قاضی عبدالسلام کی تحریر پڑھنے کے قابل ہے وہ فرماتے ہیں کہ خروج کو شرعاً واجب، سنت، مستحب یا بہ نسبت اور دونوں کے زیادہ اجروثواب جاننا۔

قارئین کرام!

بڑی ہی صاف تحریر ہے قاضی صاحب ان لوگوں پر زجروتوبیخ کر رہے ہیں جو شرعاً واجب، سنت، مستحب سمجھتے ہیں یا زیادہ موجب اجر وثواب گمان کرتے ہیں جبکہ تبلیغ والوں میں ایسا کوئی معاملہ نہیں وہ اس کو واجب یا سنت یا اجروثواب کے اعتبار سے دونوں سے زیادہ نہیں سمجھتے۔

رہ گئی شب جمعہ کی بات۔

تو حضرت مولانا نور محمد قادری سونویؒ فرماتے ہیں کہ تبلیغ دین کی خاطر شب جمعہ کا یہ اجتماع کس حدیث کی رو سے ممنوع ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں شب جمعہ کے اجتماع کو منع فرمایا ہے؟ اگر دعوت وتبلیغ کے لئے شب جمعہ کا

یہ اجتماع ممنوع ہے اور بدعتِ قبیحہ ہے تو ہمارے اور آپ کے مدارس دینیہ میں شب جمعہ میں جمع ہو کر جو تقریریں کرنا سیکھتے ہیں تو کیا یہ بھی ممنوع ہوگا ؟اور بدعت ہوگا ؟اور بعض مدارس میں مدرسہ کا کوئی استاذ شب جمعہ میں طلباء کو جمع کر کے اصلاحی بیان کرتا ہے تو کیا یہ بھی ممنوع ہوگا اور بدعت ہوگا ؟ نہیں نہیں !اور ہرگز نہیں کیوں کہ یہ تو احداث للدین کی مد میں آئے گا احداث فی الدین کی مد میں نہیں۔ (تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت۔ص:۳۰)

آگے تحریر فرماتے ہیں۔

اولاً تو گذارش یہ ہے کہ شب جمعہ کے ان اجتماعات میں علماء بھی قرآن وحدیث بیان فرماتے ہیں اگر کہیں باقاعدہ عالم نہیں تو علماء اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے والے چھ نمبر یعنی کلمہ، نماز، علم وذکر، اکرام مسلم، اخلاق نیت، دعوت وتبلیغ کے موضوع پر بیان کرتے ہیں تو گنجائش کیوں نہیں؟

اور قاضی عبدالسلام صاحب کے متعلق مولانا نور محمد قادری تونسوی فرماتے ہیں کہ:

اولاً تو قاضی صاحب کے متعلق لکھا ہے حضرت شیخ نے کہ یہ حضرت تبلیغی جماعت کے زبردست مؤید ومؤکد تھے۔

ثانیاً اگر یہ صاحب بعد میں جماعت چھوڑ گئے اور ان کے خلاف کتاب لکھ گئے تو یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں بلکہ ممکن ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایک یا چند افراد کے جماعت چھوڑنے سے جماعت کی نامقبولیت ثابت ہوئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس عالم دنیا میں کئی مذاہب ہیں اور کئی جماعتیں موجود ہیں اور آئے دن یہ واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں

کہ آج فلاں نے فلاں مذہب جماعت چھوڑ کر فلاں مذہب اختیار کرلیا لیکن یہ چیز مقبولیت اور نامقبولیت کا قطعاً معیار نہیں ورنہ بعض ایسے ناعاقبت اندیش بھی دنیا میں موجود ہیں جو دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت، مرزائیت، رافضیت وغیرہ اختیار کر چکے ہیں تو کیا ان ناعاقبت اندیشوں کی وجہ سے دین اسلام پر کوئی حرف آئے گا؟

نہیں نہیں !! ہرگز نہیں ! لہٰذا مولانا قاضی عبدالسلام صاحب کے چھوڑ نے کی وجہ سے بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

قارئین کرام!

غور فرمائیں! دنیا میں بہت سارے مسلمان ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، نماز نہیں پڑھتے بلکہ بالکلیہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔

تو کیا ان کے چھوڑنے کی وجہ سے اسلام کو مطعون کیا جا سکتا ہے؟

بہت سارے لوگ مسلمانوں میں ہیں جو شریعت اور دین میں کمیاں نکالتے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے سارے مسلمانوں کو بدنام کیا جائے؟

تسلیمہ نسرین اور اس جیسی ملعون شخصیات اگر اسلام پر ،قرآن پر کیچڑ اچھالیں تو کیا اسلام کو مطعون کیا جائے گا؟

ہرگز نہیں کبھی نہیں ۔ایسا تو کوئی بے وقوف ہی کرسکتا ہے مصباحی صاحب ذرا ہوش کے ناخن لیں اگر دو چار علماء تبلیغ کے مخالف ہو جائیں اور اس میں عیب نکالنے لگ جائیں جب کہ فی نفسہٖ تبلیغ کے مخالف وہ بھی نہیں ہیں اور تبلیغ کے چند معاملات پر اعتراض کر بیٹھیں تو اس کی وجہ سے تبلیغی جماعت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور یہ سارے کے سارے القلیل کالمعدوم کے تحت اور اس کے زمرے

میں آجائیں گے جبکہ آپ مفتی صاحب ہیں آپ کو خبر ہونی چاہئے کہ اعتبار کثرت کا ہوتا ہے نہ کہ قلت کا اور ایک جم غفیر تبلیغ کے موافقت میں ہے۔

اور یہ علماء جو آپ کے اعتبار سے مخالف ہیں جبکہ نفس الامری میں یہ موافق ہیں، یہ اللہ کا انعام ہے ہمارے لئے کہ ہماری غلطیوں پر تنبیہ کرتے ہیں، ہمیں صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہیں، ہماری اصلاح کرتے ہیں، ہمارا خیال کرتے ہیں۔

آپ کی جماعت اس سے کوری ہے جہاں آپ کے علماء نے بولنا شروع کیا تو دوسرا عالم کفر اور گستاخی کا فتویٰ دینے لگتا ہے یہ تو آپ کی محرومی ہے اس پر سر پکڑ کر آپ گریہ وزاری کریں، دوسروں پر لعن طعن نہ کریں اور دست وگریباں کا مطلب بھی جان لیں تاکہ آئندہ ذلت ورسوائی نہ اٹھانی پڑے۔

﴿چلّے بدعت ہیں﴾

گذارش یہ ہے کہ قاضی صاحب مطلق چلّے کو بدعت نہیں فرما رہے ہیں بلکہ ان چلّوں کو بدعت فرما رہے ہیں جو صرف چلت پھرت کی ایک ہی شکل ہے اور نفلی چلّہ گزارتے ہیں اور چلّوں کو صرف رسمی طور پر پورا کرتے ہیں صرف ایک رسم بنالی ہے حضرت قاضی صاحب ان پر رد فرما رہے ہیں۔ ورنہ قاضی صاحب چالیس دن اور چلّوں کو روحانی معالجات اور بطور علاج سے تعبیر فرما رہے ہیں۔

قاضی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ چلّوں میں مرض اور مرض کی تشخیص کرنے والا ہونا چاہئے جو لوگوں کے مرض کو سمجھ کر اس کا علاج کرسکے تفصیل کے لئے دیکھئے شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۹۲۔

مصباحی صاحب کا یہ کہنا کہ تبلیغ والے عید میلاد النبی اور ایصال ثواب کو ہی کیوں بدعت بتلاتے ہیں۔

اس لئے یہ بیچارے رونا رو رہے ہیں اور سر پیٹ رہے ہیں اور پورا زور لگا رہے رہے ہیں کہ چلّو ں کو بدعت ثابت کر دوں تا کہ کچھ سکون مل جائے۔

جبکہ قاضی صاحب نے مطلقاً چلّو ں سے منع نہیں فرمایا بلکہ التزام لازم ملزوم دین کا جزء سمجھ کر اور دوسرے فرائض، واجبات سے بڑھ کر مانتے ہیں اس کا رد فرما رہے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تبلیغ کو صرف چالیس ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر پوری زندگی بغیر کسی ایام کے قیود وغیرہ مطلق اور عام رکھو اسی چالیس دن کے ساتھ خاص نہ کرلو۔

کیوں مصباحی صاحب!

عقل و ہوش ٹھکانے پر آئے کہ نہیں؟؟ عید میلاد النبی اور گیارہویں بدعت ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نفس ذکر میلاد کے تو ہم بھی قائل ہیں اور ایصال ثوال کے تو ہم بھی قائل ہیں لیکن مروجہ طریقہ جس کو بریلویوں نے پیٹ کا دھندا بنا لیا ہے اور جہاں میت ہوئی چل دیتے ہیں اور کمائی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور غریبوں کا حق ،تمہارے ائمہ اور علماء لوٹتے ہیں اور تمہارے علماء **''طعام المیت میت القلب''** کے مصداق ہوتے ہیں۔

گشت بدعت ہے

حضرت مولانا فاروقیؒ فرمارہے ہیں کہ انتظامی امور کا قانون یہ ہے کہ نہ تو ان کو دین سمجھا جائے اور نہ ضروری، اس کو محض وسیلوں میں سے ایک وسیلہ سمجھا جائے۔

تو گذارش ہے کہ تبلیغ والے کبھی اس کو دین نہیں سمجھتے ہیں اور نہ ہی ضروری

گردانتے ہیں بلکہ یہ تو محض وسیلہ ادراک کرتے ہیں۔

حضرت مولانا الیاس نوراللہ مرقدہٗ خود فرماتے ہیں کہ قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے۔

غور فرمائیں! تبلیغ والے تو اسے ذریعہ اور وسیلہ ہی سمجھتے ہیں خود حضرت نوراللہ مرقدہٗ کی بھی یہی تعلیم ہے اب اگر معدود چند کچھ لوگ اور سمجھیں تو اس میں تو تبلیغ کا کوئی دوش ہے نہ ہی تبلیغی احباب کا۔

حضرت مولانا نور محمد تونسوی قادریؒ فرماتے ہیں کہ اجمالی طور پر اتنا عرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرامؑ دین کی دعوت دینے کیلئے عوام وخواص کے پاس چل کر گئے، بازاروں، میلوں اور منڈیوں میں گئے الغرض جہاں بھی لوگوں کا ہجوم اور پڑاؤ دیکھا وہاں چل کر گئے اور دین کی دعوت پیش کی حضور ﷺ کا موسم حج میں مختلف اطراف سے آنے والے حجاج کرام سے ان کے خیموں اور قیام گاہوں میں چل کر جانا ثابت ہے اگر دین کیلئے اس چلت پھرت کو فارسی زبان میں گشت کہہ دیا گیا تو کوئی شرعی مانع موجود نہیں۔

باقی رہا جماعت والوں کا مخصوص طریقۂ گشت جو مخصوص ترتیب سے کیا جاتا ہیں اور خاص طریقۂ کار ہے۔

یہ اسی طرح ہے جیسے مشائخ عظام کا اپنے مریدوں اور سالکین راہ کو ذکر و اذکار ایک خاص ترتیب اور طریقہ سے سکھانا وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا یہ ترتیب اور طریقۂ کار اصل مقصد نہیں ہیں بلکہ اصل مقصد تک پہونچنے کا ذریعہ اور آلہ ہے پس ہم ان امور کو احداث للدین سے تعبیر کرتے ہیں احداث فی الدین سے نہیں۔

اورکوئی سمجھدار تبلیغی جو تبلیغی کام سے بخوبی واقف ہے ان امور کو اصل دین نہیں کہتا۔

اگر بالفرض کوئی تبلیغی ساتھی اس خاص طریقۂ گشت کو اصل دین سمجھتا ہے یا مقصود بالذات سمجھتا ہے تو یہ اس کی کوتاہ فہمی اور واضح غلطی ہے، ایسے کوتاہ فہم ہر تنظیم میں پائے جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔
(تبلیغی اعمال۔ص:۴۳)

﴿مولوی اختر رضاخانی کا رونا رونا﴾

رضاخانی کہتے ہیں کہ تبلیغی چلّے کی جو دلیل تم نے دی ہے اس دلیل کی بناء پر چالیسواں، گیارہویں وغیرہ بھی درست ہونا چاہئے۔

قارئین کرام!

یہاں حضرت تھانویؒ کا ایک ارشاد نقل کرتا ہوں جس کو حضرت شیخ نے بھی ذکر فرمایا ہے۔

''کہ مناسبت پیدا کرنے کیلئے کم از کم چالیس روز شیخ کی صحبت میں رہے مگر یہ ایک ضابطہ کی بات ہے اصل تو یہ ہے کہ اس کی کوئی مدت نہیں''۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں کہ تبلیغی گشت قافلوں کی یہ چلت پھرت سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ چلّے وغیرہ کا حالات کے تغیر وتبدل میں بڑا دخل ہے۔

اب گذارش یہ ہے کہ تبلیغ والے چلّے کو لازم ملزوم نہیں سمجھتے بلکہ ایک ذریعہ اورآلہ سمجھتے ہیں اور مناسبت کا ایک واسطہ، مناسبت بھی دین سے، نماز سے، روزہ سے، احکام سے، پیغمبر کی تعلیمات سے، پیغمبر کی سنتوں سے غرضیکہ دین کے گوشہ

گوشہ سے مناسبت، تعلق اور ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اب رضاخانی ذرا بتائیں کہ چالیسویں سے کس چیز سے مناسبت ہوتی ہے؟

کیا نماز سے مناسبت پیدا ہوتی ہے؟

کیا روزہ، زکوٰۃ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے؟

کیا دین اور شریعت سے مناسبت پیدا ہوتی ہے؟

کیا تعلیمات پیغمبر سے مناسبت پیدا ہوتی ہے؟

آخر کس سے ہوتی ہے؟

جبکہ مشاہدہ یہ ہے کہ جب چالیسویں کی ڈیگ چڑھائی جاتی ہے تو نمازی تو دکھتے نہیں، جن لوگوں کو پیٹ سے مطلب ہے وہ سارے کے سارے چالیسویں کے بہانہ بلکہ اپنی بھوک و پیاس کو بجھانے کیلئے ٹوٹ پڑتے ہیں، کیا یہی مناسبت ہے؟۔

دوسری بات یہ ہے کہ چالیسواں کس کا کھانا ہے؟

امیر کا یا غریب کا؟

فقیر کا یا مالدار کا؟

واقعہ یہ ہے کہ امیر غریب، فقیر غنی، عوام وخواص سب کے سب شامل ہوتے ہیں جب کہ خود مولوی احمد رضا خاں کا کہنا ہے کہ ''طعام المیت میت القلب'' تو کیا مردہ قلوب سے مناسبت ہوتی ہے؟

جبکہ تبلیغ کا حال یہ ہے کہ چالیس دن، تین دن لگانے سے ایک شخص کی زندگی میں تغیر وتبدل ہوتا ہے وہی بے نمازی، وہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احکام شریعت سے کوسوں دور شخص اس سے محبت کرتا دکھائی دیتا ہے، دینی

امور کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے۔

دنیا شاہد وعادل ہے تبلیغ کے ذریعہ ہزاروں بے نمازی نمازی بن گئے، لاکھوں دین سے دور دیندار بن گئے، لاکھوں دنیا سے محبت کرنے والے دین سے محبت کرنے والے بن گئے۔

مصباحی صاحب!

ذرا بتائیں! کہ چالیسویں کے ذریعہ کونسا بے دین دیندار ہو گیا؟

کونسا بے نمازی نمازی بن گیا؟

کونسا شخص عامل سنت بن گیا؟

ورنہ واقعہ یہ ہے کہ سارے چالیسویں والوں کا دین نام نہاد اور چیخ وپکار والے عشق تک محدود ہے۔

ان کا ایمان، ان کا دین صرف نعروں اور جلوسوں میں محدود ہے۔

رضاخانی بتائیں!

کتنے بے دینوں کو دیندار بنایا؟

کتنے بے ایمان کو ایمان والا بنایا؟

کتنے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی پیدا کی؟

کتنے لوگوں کو عملی سنت پر عامل بنایا؟

جبکہ تبلیغی چلّے سے ایک انسان اپنی پہلی زندگی کو چھوڑ کو دین وایمان اور یقین کی پختگی والی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔

رہ گئی بات میلا دالنبی کی۔

تو گذارش یہ ہے کہ تمہارا میلا دیا تو چالیسویں تک یا ربیع الاول تک محدود

ہے جبکہ تبلیغ والے ہر دن ہر وقت نفس ذکر میلاد کرتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا مذاکرہ، افعال واعمال کا تذکرہ، اقوال واحوال کا تذکرہ غرضیکہ اپنی زندگی کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔

برخلاف رضاخانیوں کے کہ ''طعام المیت میت القلب '' کے مصداق بن کر سنتوں اور احکامات سے میلوں دور ہو چکے ہیں۔

﴿اصل حقیقت کا انکشاف﴾

آپ درپے ہیں کہ تبلیغی جماعت ایسی جماعت ہے کہ علمائے حق علمائے اہل السنہ اس جماعت کے خلاف ہیں، جب کہ جن علماء اور جن کتابوں کا ذکر آپ نے کیا ہے وہ معدودے چند ہیں، اور '' القلیل کالمعدوم'' کے زمرے میں آ کر ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جبکہ انہی علماء میں سے اکثریت تبلیغی جماعت کی تائید وتاکید کرنے والی ہے۔

آپ کو بتادوں کہ آپ کے مسلکِ جداگانہ میں تو کئی فرقے ہیں کوئی تاج الشریعہ کا ہے، کوئی کچھوچھوی کا ہے، کوئی الیاسی کا ہے، کوئی ڈاکٹر طاہر قادری کا ہے، کوئی سیالوی ہے اور کوئی کیا۔

حال یہ ہیکہ ہر ایک دوسرے کو گستاخ، فاسق، یزید، جھوٹا، کذاب، کافر تک کہتا ہے، نہ کوئی اصلاح کا طالب ہے نہ ہی کوئی اتحاد کا طالب ہے۔

برخلاف علماء حق علماء اہل السنۃ علماء دیوبند کے ہمارے یہاں تبلیغی جماعت نہ تو فرقہ ہے نہ ہی گروہ ہے بلکہ سارے کے سارے تبلیغی جماعت کا ساتھ دیتے ہیں اور تبلیغ والے اپنی تقریروں، اپنی نشست وبرخاست ہر جگہ ببانگ دہل کہتے

ہیں کہ ہمارا مرکز دارالعلوم دیوبند ہے اور ہمارا مسلک وہی ہے جو علماء دیوبند کا مسلک ہے ہماری تبلیغ ہمارا ماوی وملجا سب دارالعلوم ہے اور باقاعدہ نصیحت کی جاتی ہے کہ دارالعلوم ہی اصل الاصول ہے۔

جبکہ رضاخانیوں کے یہاں ایک دوسرے پر طعنہ بازی اور فتویٰ بازی ہوتی ہے۔

تاج الشریعہ کہتے ہیں کہ ہاشمی میاں نے گستاخی کی ہے اور دوسری طرف ہاشمی میاں اور ان کے برادر کہتے ہیں کہ تاج الشریعہ والے کذاب، جھوٹے اور گستاخ ہیں۔

ہمارے جن علماء نے کتابیں لکھیں ہیں وہ اختلاف پر مبنی نہیں بلکہ اصلاح پر مبنی ہیں، اور اصلاح ہی کو مدنظر رکھا ہے، اور بغرضِ اصلاح "**الدین النصیحه**" کے تحت اپنے بھائیوں اور اپنے احباب کی اصلاح کی ہے۔

مفتی عیسیٰ صاحب کی حقیقت

حضرت مولانا نور محمد قادری تونسویؒ فرماتے ہیں: کہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب ایک کہنہ مشق مفتی ہیں اور زندگی کا ایک معتد بہ حصہ اکابرِ علمائے دیوبند کے ساتھ گزارا ہے، لیکن شومیِ قسمت کہ یہ صاحب نہ تو پورے پورے اکابرِ علماء دیوبند کے مسلک پر ہیں اور نہ ہی پختہ مماتی ہیں، بلکہ انہوں نے بیچ کی راہ اختیار کر کے اپنے آپ کو تحفظ دے رکھا ہے، چنانچہ یہ صاحب بوقتِ ضرورت حضرات انبیاء کرام کی حیات قبر اور **سماع عند القبر** کو دبے لفظوں میں تسلیم کر لیتے ہیں ، لیکن یہ صاحب منکرینِ حیات وسماع پر کسی قسم کا فتویٰ لگانے کے لئے بالکل تیار نہیں انکارِ سماع وحیات کی وجہ سے یہ لوگ نہ تو ان کو گمراہ کہتے ہیں نہ ہی اہل السنہ

والجماعۃ سے خارج سمجھتے ہیں اور نہ ہی یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، بلکہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر پکے مسلمان ہیں، صحیح العقیدہ ہیں، اہلِ حق ہیں، بلکہ علماء دیوبند میں سے ہیں حتی کہ یہ لوگ جب علماء دیوبند اور مماتی علماء کے مابین موازنہ کرتے ہیں، تو یہ لوگ مماتی علماء کو علماء دیوبند سے بڑھا چڑھا کر ظاہر کرتے ہیں ان کے علم وتقویٰ کی بڑی تعریفیں کرتے ہیں، بلکہ ہر وقت ان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے رطب اللسان نظر آتے ہیں، جبکہ ہمارے اکابرِ دیوبند مماتیوں کو اہل السنہ والجماعہ سے خارج سمجھتے ہیں اور ان کو گمراہ کہتے ہیں، اور فتویٰ دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

ثابت ہوا کہ مفتی عیسیٰ صاحب ہمارے علمائے دیوبند کے مسلک پر بالکل نہیں، بلکہ مماتیوں کے ثنا خواں ہیں، یہی وجہ ہے کہ جتنی کتابیں مماتیوں کی منظرِ عام پر آرہی ہیں، خصوصاً وہ کتابیں جو تبلیغی جماعت کے خلاف تحریر کی گئی ہیں ان پر مفتی محمد عیسیٰ کی تصدیقات ثبت ہیں، پس مفتی صاحب موصوف یقیناً مماتیت نواز ہیں، بندۂ عاجز کی اس موضوع پر ان کے ساتھ خط وکتابت موجود ہے جس کا خلاصہ بھی یہی ہے جو بندۂ عاجز نے اوپر ذکر کیا۔
(تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت ص:۹۴،۹۵)

قارئین کرام!

غور فرمائیں رضا خانی نے پوری کتاب کے اوراق انہیں کی کتاب کے مواد سے سیاہ کر ڈالے اور بہت ہی زور وشوق سے حوالہ نقل کرتے چلے گئے جبکہ در حقیقت اس شعر کے مصداق ٹھہرے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور یہاں یہ بھی تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ مصباحی صاحب نے شروع میں جھوٹ بولا کہ ’’کلمة الهادی‘‘ پر امامِ اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خاں صفدرؒ کی تقریظ موجود ہے، جبکہ ہم پوری رضا خانیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تقریظ ہمیں بھی دکھاویں تاکہ ہم بھی مشاہدہ کر سکیں۔

مولوی ابوالفضل کی حقیقت

مولوی ابوالفضل نہایت ہی متشدد آدمی ہیں یہ نہ ہی ہمارے لئے معتبر ہیں نہ اکابرِ دیوبند میں سے ہیں تحقیق کرنے پر پتہ چلا ہے کہ یہ چائے کی دکان پر گھومتا ٹہلتا رہتا ہے، اس کا علماء دین سے کوئی ربط وضبط نہیں ہے۔

قاضی عبدالسلامؒ کی حقیقت

قاضی عبدالسلام کے متعلق حضرت شیخ زکریاؒ نے خود لکھا ہے کہ یہ جماعت کے بڑے مؤید ومؤکد تھے، اور تبلیغ میں باقاعدہ وقت دیا کرتے تھے۔ رہ گئی بات کتاب، کی تو ہم بڑی وضاحت کے ساتھ ایک ایک چیز کو واضح کر چکے ہیں، اگر کوئی وسیع النظر، ذوفہم، ذوعقل پڑھے گا تو فہم وادراک کی سیڑھیوں پر چلتا ہوا حق نواز بنے گا۔

مولانا فاروقیؒ کی حقیقت

حضرت فاروقیؒ کی بھی ہم نے گذشتہ صفحات میں وضاحت کر دی ہے کہ وہ تبلیغ کے مخالف نہیں تھے بلکہ تبلیغ کو مقید کرنے کے مخالف تھے، اور کچھ نامناسبتِ فاروقی کی وجہ سے سخت کلمات صادر ہو گئے ہیں، لہذا وہ زجر وتوبیخ پر محمول ہوں گے نہ کہ مخالفت پر۔

مصباحی صاحب نے کہا کہ تبلیغی جماعت یہود ونصاریٰ کے نقشِ قدم پر ہے، ثبوت میں قاضی صاحب اور مولانا فاروقی کی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔

گزارش یہ ہے کہ یہاں مصباحی صاحب نے کمالِ کذابیت کا مظاہرہ کیا ہے، نشان جو لگایا وہ یہود ونصاریٰ سے لگایا جبکہ معاملہ برعکس ہے یہاں مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ مصباحی صاحب نے دجل وتلبیس میں مولوی احمد رضا خاں کا بھی ریکارڈ توڑ دیا، جبکہ معاملہ یہ ہیکہ حضرت قاضی صاحب یوم الجمعہ کو چھوڑنے میں یہود ونصاریٰ کا شریک بتا رہے ہیں، واقعہ یہ ہیکہ کوئی بھی تبلیغی جمعہ نہیں چھوڑتا اور نہ ہی یہود ونصاریٰ کی طرح یوم الجمعہ کو چھوڑتا ہے بلکہ جمعہ کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہوتا ہے، اب اگر دو چار لوگ ایسا کرتے ہیں تو بھلا ان کا کیا اعتبار تبلیغی جماعت سے ان کا کیا تعلق جبکہ قاعدہ ہے کہ دو چار لوگوں کے بے نمازی ہونے کی وجہ سے اسلام پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔

اگر یہی یہود ونصاریٰ کا نقشِ قدم ہے تو پھر بریلویت بھی یہود ونصاریٰ کے نقشِ قدم پر ہے کیونکہ اکثر بریلویوں کو صرف جلسے جلوس، کیک کاٹنے، ڈھول تاشہ بجانے میں ہی مزہ آتا ہے، اور سب کے سب اسی میں ملوث ہیں۔

تعزیہ داری سے آپ لوگ منع کرتے ہیں پھر بھی تعزیہ بنتا ہے، تو پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ بریلوی، رضا خانی کافر ومشرک اور یہود ونصاریٰ کے نقشِ قدم پر ہیں۔

حضرت فاروقی نے جو لکھا ہے اس میں غلط کیا ہے، وہ تو درست بات فرما رہے ہیں کہ ہماری جو کمزوریاں ہیں انہیں ختم کرنا چاہیئے نہیں تو تحریف ہو جائے گی، اور اصل دین ختم ہو جائے گا، اور ہر جگہ ''کرتا تھا'' اور ''تھا'' کا لفظ

استعمال فرمایا ہے، حیرت کی بات ہے کہ آپ کو گزشتہ، آئندہ، حال، مستقبل، اور ماضی میں فرق معلوم نہیں، یہ ہے آپ کا مفتیانہ ذہن۔

﴿تبلیغی جماعت کا ادب اسلام کے خلاف ہے﴾

قارئینِ کرام!

یہاں رضاخانی نے بالکل حسام الحرمین والی چال چلی اور اپنے رضاخانی ہونے اور کذاب ہونے پر مہر ثبت کی۔

واقعہ یہ ہے کہ یہاں انہوں نے ایک لائن کی عبارت نہیں لکھی اور اس کو محرّم کا شربت سمجھ کر ہضم کر گئے، عبارت لکھی ''آج اگر ہم دین کی شکل میں'' جبکہ اس سے پہلے والی عبارت اس طرح ہے کہ ''آج اگر ہم چودھویں صدی میں ان پر قیاس کر کے اپنی جانب سے دین کی شکل میں ایسے کچھ نئے الخ''

ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی بڑی عبارت انہوں نے نقل نہیں کی اور عوام کو دھوکہ دینا چاہا کیونکہ یہ جانتے تھے کہ اگر اصلی عبارت نقل کر دی تو ساری قلعی کھل جائے گی جبکہ قاضی صاحب فرمانا چاہتے ہیں کہ بعض چیزیں جو سلفِ صالحین سے منقول ہیں بعض واجب، بعض مستحب، بعض مباح ہیں، اب انہیں پر قیاس کر کے دین میں ایسی چیزیں پیدا کرنا جن کا دور دور تک دین سے کوئی واسطہ نہیں پھر انہیں دین کا نام دینا یہ احداث فی الدین نہیں تو کیا ہے، اور احداث فی الدین کارِ ثواب کیسے بن سکتا ہے، یہ بھی ان کا دجل ہے کہ مطلق چیز کو تبلیغی جماعت سے مقید کر دیا یہی تو ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

اور حدیث **من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الإسلام:** کہ جس کسی نے کسی بدعتی کا احترام کیا تو اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں اس کی

اعانت کی۔

اس پر آپ نے تبصرہ کیا کہ تبلیغی جماعت کا طریقہ بدعتی ہے، جبکہ معاملہ بر عکس ہے حضرت قاضی صاحب نے طریقہ کو بدعت نہ کہا، بلکہ سہ روزہ، چلہ وغیرہ کو لازم ملزوم، فرض واجب سمجھنے کو بدعت کہا، جو فعل مستحب اور مستحسن ہے، ایک واسطہ اور آلہ ہے اس کو واجب فرض لازم ملزوم سمجھنا یہ بدعت ہے۔

افسوس ہے آپ کے مفتیانہ اجتہاد پر آخر آپ مفتی احمد یار خاں بدایونی کے مقلد ہیں تو ان ہی کا طریقہ اختیار کرو گے۔

اس کے بعد رضا خانی نے تبلیغی طریقۂ کار کو غلط بتایا، یہاں بھی اپنی اعلیٰ جہالت کا نمونہ دکھایا۔

آپ کہتے ہیں کہ جتنے تبلیغی علوم یعنی طریقے بتائے گئے۔

گزارش یہ ہیکہ کیا علوم طریقہ کو کہتے ہیں؟ کیا علوم اور طریقہ ایک ہی ہے؟ کیا ان دونوں میں کوئی فرق نہیں؟ آخر ان دونوں میں کونسی نسبت ہے؟

ملفوظات کی پوری عبارت ملاحظہ ہو!

ایک بار فرمایا کہ خواب نبوت کا چالیسواں حصہ ہے بعض لوگوں کو خواب میں کچھ ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدہ سے نہیں ہوتی، کیونکہ ان کو خواب میں علومِ صحیحہ القاء ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے پھر ترقی کیوں نہ ہوگی، علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں ایسا کہاں لکھا ہے کہ علومِ صحیحہ یعنی تبلیغی طریقے۔

اس کے بعد فرمایا اس تبلیغ کا طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا، آگے

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **کنتم خیر امة اخرجت للناس ......الخ**، کی تفصیل خواب میں القاء ہوئی کہ تم یعنی امتِ مسلمہ مثلِ انبیاء کے لوگوں میں ظاہر کئے گئے ہو۔

قارئین کرام!

یہ پورا ملفوظ پڑھنے کے قابل ہے جس سے بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ کہاں حضرت مولانا الیاس نور اللہ مرقدہ؁ کی بات اور کہاں رضا خانی کا بھونڈا تبصرہ، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ کنتم کی تفسیر خواب میں القاء ہوئی اور وہ یہ کہ در بدر نکلنا، لوگوں میں ایمان کی دعوت دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

ہمارا طریقۂ تبلیغ تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن رضا خانی نے وہ ساری عبارت چھپالی، اور ظاہر نہ کیا، تاکہ حقیقت سے یہ امت واقف نہ ہو سکے اور رضا خانی کی بات کو صحیح مان کر اسی کو درست سمجھ بیٹھے۔

لیکن فکر نہ کریں ہم ابھی موجود ہیں آپ کی حقیقت کا پردہ چاک کرنے کے لئے اور آپ کے صحیح اور حقیقی چہرہ سے نقاب اٹھانے کے لئے۔

اس کے بعد رضا خانی نے مولوی ابوالفضل جیسے غیر معتبر آدمی کا تبصرہ اور اپنا تبصرہ کیا حاش للہ!

رہ گئی بات مولانا احتشام الحسن صاحب کی تو ان کا رجحان جماعتِ اسلامی کی طرف ہو گیا تھا، جیسا کہ مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ؁ کی تحریر سے واضح ہے۔

اس کے بعد رضا خانی نے بدعت سیئہ اور بدعتِ حسنہ کا ذکر کیا ہم اس کے

متعلق گزشتہ صفحات میں مختصراً عرض کر آئے ہیں بار بار جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

مولانا فاروق صاحب نے صرف یہی کہا کہ اس کو فرض واجب اور اس سے بڑھ کر سمجھنا بدعتِ سیئہ ہے، عقل وفہم والوں کے لئے ایک ہی لائن کافی ہے، ضدی ہٹ دھرم اور رضا خانیوں کے لئے ہزاروں اوراق بھی ناکافی ہیں۔

اس کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ رضا خانیوں کی کچھ بدعات آپ کے سامنے بتاتے چلیں جن کو آج کل اکثر رضا خانی بڑے زور وشور سے کرتے ہیں۔

﴿اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام بدعت ہے﴾

چنانچہ بریلویوں کے جید علماء بیان کرتے ہیں کہ بریلی شریف میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری کی خدمت میں ...... بارہ دن حاضر رہا، حضرت قبلہ مفتی اعظم کی موجودگی میں نہ قبل الاذان باآواز بلند صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا اور نہ نماز کے فوراً بعد ذکر بالجہر ہوتا تھا۔
(نمازی کے پاس باآواز ذکر جائز ہے یا نہیں ص:۱۸۰)

یہ بھی یاد رہے یہ اُس کتاب کا حوالہ ہے جس پر آٹھ جید بریلوی علماء کی تقریظات موجود ہیں۔

علاوہ ازیں مرکز سوادِ اعظم، اہل سنت وجماعت، آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ دارالحق ٹاؤن شب اسکیم لاہور نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں پیر جماعت علی شاہ، مولانا احمد رضا خاں، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے فتاویٰ جات موجود ہیں، جس میں بالاتفاق یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام ثابت نہیں۔

ہم اس فتویٰ کا خلاصہ جو کہ اسی فتویٰ میں موجود ہے نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

ہم اہل سنت و جماعت کو کوئی نئی بات رائج کرنا اس لئے بھی زیب نہیں دیتا کہ ہم امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں، فقہ حنفی میں اذان سے قبل صلوٰۃ وغیرہ ثابت نہیں ہے، اور اب یہ غیر مقلدانہ عمل کرنا دراصل ثابت کرنا ہے کہ امامِ اعظم اور صحابہ کرام عشق کی اس منزل سے آشنا نہ تھے (نعوذ باللہ) جس سے آج کا جاہل عاشق سرشار ہے۔ (بریں عقل و دانش بباید گریست)

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ!

بریلوی رضا خانی بدعتی ہیں انہوں نے بدعت ایجاد کر رکھی ہے۔

بریلوی رضا خانی فقہ حنفی سے انحراف کرنے والے ہیں۔

بریلوی رضا خانی غیر مقلدانہ عمل کرنے والے ہیں۔

بریلوی رضا خانی جاہل عاشق ہیں۔

بریلوی رضا خانی سلف وخلف کے مخالف ہیں۔

بریلوی رضا خانی لوگوں کے آرام میں خلل واقع کرنے والے ہیں۔

قارئین کرام!

کوئی بریلوی ہم پر غصہ نہ ہو، یہ کوئی ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں، اور نہ ہی رضا خانی کی طرح کوئی جھوٹا اور خود ساختہ تبصرہ کر رہے ہیں، بلکہ ہم نے وہی بات کہی جو ان کے فتاویٰ میں مذکور ہے۔

اب ذرا سوچیں! کہ جو لوگ علمائے اہل سنت علمائے دیو بند کو گستاخ کہتے ہیں انہیں اپنی خیر منانا چاہئے کہ ایک بدعت اور سلف وخلف سے غیر ثابت شدہ چیز پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے کسی پر الزام لگانا ،اور بہتان تراشی کرنا ، یہ کونسی عقلمندی کا کام ہے۔

﴿نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہوکر دعاء کرنا بدعت ہے﴾

چنانچہ پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں: کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے،نماز کے بعد دعاء کے لئے توقف نہ کیا، کہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اقتضاءنہیں کرتی علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہوکر دعاء کرنا مکروہ ہے۔ (روضۃ القیومہ ص:۴۳۹)

قارئین کرام! پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب جید بریلوی عالم ہیں اور حیاتِ اعلیٰ حضرت کو جدید طریقہ سے انہوں نے مرتب کیا ہے اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے حضرت مجددالفِ ثانی کے حالات ’’روضۃ القیومہ‘‘ کے نام سے ترتیب دیے ہیں، حضرت مجددالفِ ثانی کو بریلوی علماءاور مولوی احمد رضا خاں سب معتبر اور اپنا شیخ مانتے ہیں،لیکن ان کی نمازِ جنازہ میں نماز کے بعد دعاءنہیں ہوئی۔

اور پیرزادہ نے لکھا ہے کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہوکر دعاء کرنا بدعت ہے۔

آج کل ہر بریلوی امام جہاں بھی نمازِ جنازہ پڑھاتا ہے اس کے بعد کھڑے ہوکر دعاء بھی کرتا ہے،اور بہت اہتمام کے ساتھ،حتی کہ اسے اپنا مسلک

اورطرۂ امتیاز سمجھتا ہے، جبکہ خود ان کے عالم حضرت مجد د الفِ ثانیؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کی نمازِ جنازہ کے بعد دعاءنہیں کرائی گئی۔

خلاصہ نکلا کہ:

بریلوی حضرات حضرت مجد د الفِ ثانی کے مخالف ہیں۔

بریلوی حضرات حضرت خازن الرحمت کے مخالف ہیں۔

بریلوی حضرات مقتضائے سنت کے خلاف عمل کرنے والے ہیں۔

بریلوی حضرات مکروہات پر عمل کرنے والے ہیں۔

﴿قبروں پر چراغاں کرنا بدعت ہے۔﴾

چنانچہ معارفِ رضا میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ: قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال ضائع کرنا ہے۔

یہ بات مولانا احمد رضا خاں کے حوالہ سے لکھی ہوئی ہے۔

آگے لکھا ہے کہ: عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہئے، اگرچہ کسی برتن میں ہو۔

(معارفِ رضا ص:۹۹)

قارئینِ کرام!

اگر علمائے اہل السنہ علمائے دیوبند قبروں اور مزاروں پر اگربتی، لوبان وغیرہ جلانے سے منع فرمائیں تو گستاخ رسول، گستاخِ اولیاء اور وہابی ہو جاتے ہیں، رضا خانیوں سے گزارش ہیکہ کہ ذرا مولوی احمد رضا خان پر بھی دو چار فتوے لگائیں تا کہ ہم بھی دیکھیں کہ دشمنی کی وجہ آخر کیا ہے؟ ثابت یہ ہوا کہ قبروں پر، مزاروں پر اگربتی، لوبان چڑھانا یہ بدعت ہے اور اضاعتِ مال ہے۔

﴿تبصرہ اصلی سنی حنفی﴾

بریلوی رضا خانی بدعتی ہیں جیسا کہ ہم کہتے چلے آئے ہیں۔

بریلوی رضا خانی مال ضائع کرنے والے ہیں۔

بریلوی رضا خانی اپنے مردوں کو جلا دیتے ہیں۔

یہ بات ہم پیچھے ان کے ہی عالم سے نقل کر آئے ہیں کہ اگر بتیاں، موم بتیاں لگانا یہ قبر والے کو آگ دینے کے مترادف ہے۔

﴿قبروں پر چادر چڑھانا بدعت ہے﴾

قبروں پر چادر ڈالنا جائز ہے تا کہ امتیاز ہو جائے اور ایک چادر کے رہتے ہوئے دوسری چادر چڑھانا فضول ہے۔ (ملخصاً۔معارفِ رضا ص:۹۹)

علامہ لیاقت حسین نے جو کہ بریلویوں کے جید عالم ہیں اس پر خوب رونا رویا ہے کہ آج چادر کا دھندا شروع ہو گیا ہے، لوگوں کے بچے، غریبوں کے بچے ننگے، بھوکے پیاسے ہیں لیکن ہم چادروں میں لاکھوں کروڑوں کا کاروبار کر رہے ہیں۔

قارئین کرام!

آپ ملاحظہ فرمائیں! یہ بدعتی رضا خانی لوگ اور علماء جب اپنے بڑوں کی نہیں سنتے اور ان کی باتوں پر عمل نہیں کرتے تو بھلا علمائے حق کی کیا سنیں گے۔

مولوی احمد رضا خاں کے فتوے کے مطابق آج ہر رضا خانی بدعتی ٹھہرتا ہے اور مال کو ضائع کرنے والا، غریبوں کا حق مارنے والا ٹھہرتا ہے۔

﴿فضائل اعمال پر اعتراضات کے جوابات﴾

اولاً گزارش یہ ہے کہ اشاعت التوحید والسنہ والوں کی کوئی بھی بات ہمارے لئے قابلِ حجت نہیں ہے کیوں کہ ہمارے اکابرین نے ان کے متعلق یہ کہہ دیا

ہے کہ یہ اہلِ سنت و جماعت سے خارج اور گمراہ ہیں، لہٰذا ان کی کسی بھی بات کا جواب دینا یہ ہمارے لئے ضروری نہیں ہے، یہ تو بدعتی رضا خانیوں کے بھائی ہیں اور بھلا بدعتی لوگ کب سے حجت ہونے لگے!

ثانیاً عرض یہ ہیکہ ہمارے اکابرین کشف وکرامات کے قائل ہیں، اکابرین کی کتابوں میں یہ بات درج ہے لہٰذا یہ اعتراض کرنا کہ ہم اس کے قائل نہیں ہے اعلیٰ درجہ کی حماقت ہے۔

﴿کل کی خبر کہ کون کہاں مریگا﴾

حضرت شیخ نے فضائلِ صدقات میں شیخ ابو یعقوب سنوی کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مرجاؤں گا چنانچہ وہ واقعی میں مرگیا، بعدہٗ .... جب میں نے اسے قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے کہنے لگا میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے۔ (ملخصاً)

اس کے بعد رضا خانی نے اس واقعہ کو ''تقویۃ الایمان'' سے متصادم قرار دینے کی کوشش کی کہ ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا ہے: کہ جو کہے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے جس سے غیب کی کوئی بات معلوم کرلوں اور آئندہ باتوں کو معلوم کرلینا میرے قابوں میں ہے، سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، آخر میں لکھا ہے کہ جو ایسا عقیدہ رکھے، سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔

جواب سے پہلے چند تمہیدات ملاحظہ ہوں!

کرامت کی تعریف: الکرامۃ خارق للعادۃ إلا أنھا غیر مقرونۃ بالتحدی وھو کرامۃ للولی۔ (شرحِ فقہ اکبر ص: ۹۵)

علامہ شامی فرماتے ہیں: إن الامر الخارق للعادة بالنسبة إلی الولی کرامة۔ (شامی ج۳ ص:۵۵۱)

یعنی کسی صالح اور متبع سنت آدمی اور ولی سے کوئی امر خرقِ عادت کے طور پر ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔

شیخ ابن عربی فرماتے ہیں: بعضے جاہ نوشتہ است کہ بعضے اولیاء کہ از آنہا کرامات بسیار ظاہر شدہ۔

وصاحب عوارف گفتہ: کہ حق تعالیٰ بعضے مردم را خوارق می دہد و دیگر از اں خوارق نمی دہد و آنہا افضل باشند از صاحبِ خوارق۔

یعنی شیخ ابن عربی نے بعض جگہ لکھا ہے کہ بعض اولیاء سے بہت ساری کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور صاحب عوارف نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے بعض لوگوں کو کرامات عطا فرمائی اور بعض کو عطا نہیں فرمائی اور وہ صاحبِ کرامات سے افضل ہیں۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ
تیر جستہ باز گرداند راہ

یعنی اولیاء اللہ کو حق جل مجدہ کی جانب سے یہ قدرت اور انعام حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستہ سے پھیر دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اولیاء کرام سے خوارقِ عادت جو امور ظاہر ہوتے ہیں وہ من قبیل الکرامات ہیں اور اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں، یہی مذہب اہلِ سنت وجماعت علمائے دیوبند کا ہے۔

اب آئیں اصل جواب کی طرف

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت شیخ کے واقعہ میں کوئی مطابقت ہی نہیں، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو کہے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے جس سے غیب کی کوئی بات معلوم کرلوں............الخ۔

مصباحی صاحب اگر آپ نے واقعۃً دارالاِفتاء سے فراغت حاصل کی ہے تو بتائیں کہ شیخ سنوی کے واقعہ میں اس شخص یعنی مرید نے کہاں دعویٰ کیا کہ مجھے معلوم ہے؟ اور میرے پاس ایسا علم ہے؟ اور اس نے یہ کہاں کہا کہ آئندہ کی باتوں کو معلوم کرلینا میری قدرت میں ہے؟

قارئین کرام!

یہ رضاخانیوں کی خام خیالی ہے جبکہ حضرت شاہ صاحبؒ اس عبارت میں کاہنوں اور سادھوؤں کی بات کا رد فرما رہے ہیں، کیونکہ کاہنوں کا یہ حال ہے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں آئندہ کی بات معلوم ہے وغیرہ وغیرہ، اب رضاخانیوں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ ایک ولی کے واقعہ اور کرامت کو (معاذ اللہ) کاہنوں سے ملا دیا۔

کیا یہ رضاخانیوں کی گستاخی نہیں؟

کیا یہ اولیاء اللہ کی توہین نہیں؟

ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کس بریلوی میں جرأت ہے کہ ان رضاخانیوں پر فتویٰ لگائے۔

دوسرا واقعہ بھی اسی پر شاہد ہے کہ قبر والے نے خواب میں آکر کہا کہ اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد رکھے گا۔

اولاً یہ واقعہ خواب کا ہے، اور خواب اور "تقویۃ الایمان" کی عبارت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

کیونکہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جو بات لکھی ہے اس کا مطلب خود ان کی عبارت سے واضح ہے، پہلی عبارت میں خود حضرت شاہ صاحب نے توضیح فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ:

اچھی بری تاریخوں کے، یا دن کے پوچھنے اور نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا در کھلتا ہے کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے اور نجوم کا ماننا ستارہ پرستوں کا کام ہے، آگے فرماتے ہیں اب اگر کوئی تاروں کے پہلے فوائد چھوڑ کر یہ کہے انہیں کی تاثیرات عالم میں کارفرما ہیں اور غیب دانی کا دعویٰ کرے جس طرح دور جاہلیت میں جنوں سے پوچھ پوچھ کر کاہن غیب کی باتیں بیان کرتے تھے، اسی طرح نجومی تاروں سے معلوم کر کے بتاتے تھے، گویا کاہن، نجومی، رمّال، جفار سب کی ایک ہی راہ ہے، کاہن جادوگروں کی طرح جنوں سے دوستی گانٹھتا ہے اور جنوں سے دوستی ان کو مانے بغیر نہیں ہوتی جبکہ ان کو پکارا جائے اور بھوگ دیا جائے تو دوستی پیدا ہوتی ہے، لہٰذا یہ کفر وشرک کی باتیں ہیں، پھر حدیث نقل فرمائی:

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ **من اقتبس بابا من علم النجوم بغير ما ذكر الله فقد اقتبس شعبة من السحر المنجم كاهن والكاهن ساحر والساحر كافر.**

کہ جس نے علمِ نجوم کا کوئی مسئلہ سیکھا بغیر ایسی صورت کے جو اللہ نے بیان کی ہے تو اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور

جادوگر کافر ہے۔

اور ایک حدیث نقل فرمائی کہ ام المؤمنین حضرتِ حفصہؓ فرماتی ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **من أتی عرافاً فسأله عن شيئ لا يقبل صلوته اربعين يوماً** ۔یعنی جو خبریں بتانے والے کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو اس کی چالیس دن تک نماز مقبول نہیں ہوگی۔

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں ! حضرت شاہ صاحب یہاں کافروں ،مشرکوں ،کاہنوں ، جادوگروں ،رمّالوں اور جفاروں کا رد فرمارہے ہیں ،یہی بات وہاں بھی فرمائی ہے : کہ غیب کا دعویٰ کرے اور آگے وضاحت بھی فرمائی ہے کہ کاہنوں اور جادوگروں کی طرح ،اور اس کے بعد اس پر یقین کرے انہی کو سب کچھ سمجھے تو یہ شرک ہے۔

جب کہ پہلے والے واقعہ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس مرید کا ذکر فضائلِ صدقات میں ہے اس میں غیب دانی کا دعویٰ تو موجود ہی نہیں ہے تو حماقت بھرا یہ اعتراض کیسا ؟؟

دوسری عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ یہی فرمانا چاہ رہے ہیں کہ بندہ کو بندہ تک محدود رکھنا چاہئے ،ایسا نہ ہو کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے اسی بات کا رد حضرت شاہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ہر وقت ہر شخص کے حالات واقعات کی خبر ہر مخفی و پوشیدہ ،ظاہر و باطن چیزوں کا جاننا ،دل کے حالات سے ہر وقت باخبر رہنا اور خیالات و وساوس جو دل و دماغ میں آتے ہیں ان سب سے واقفیت یہ صرف باری تعالیٰ کا خاصہ ہے اس کے علاوہ کوئی ذات ایسی نہیں جو ان اوصاف

سے متصف ہو۔

رضا خانی کی بددیانتی دیکھئے اصل عبارتیں جن سے بات واضح ہوجاتی ہے اس پر نشان نہیں لگایا بلکہ اپنے مطلب کی چیز پر لگایا اور باقی چیزوں کو گیارہویں کا حلوہ سمجھ کر ہضم کر گئے۔

﴿قبروں سے فیض کا حصول﴾

آپ فرماتے ہیں کہ فضائلِ اعمال میں فضائلِ حج کے واقعات سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی گئی ہے، مراد بھی مانگی گئی ہے، التجا کی گئی ہے جبکہ ''تقویۃ الایمان'' میں ان سب باتوں کو شرک قرار دیا گیا ہے۔

اولاً عرض یہ ہے کہ یہ دونوں واقعے خواب کے ہیں اور یہ از قبیل کشف وکرامات ہے۔

ثانیاً حضرت شاہ اسماعیلؒ کی عبارت کا وہ مطلب نہیں جو رضا خانی نے ذکر کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مصباحی صاحب نام نہاد مفتی ہیں یا پھر تجاہلِ عارفانہ کی صورت اختیار کر رکھی ہے یا پھر تعصب اور عناد میں سب لکھتے چلے گئے اور سوچا کہ کم سے کم کتاب تو ضخیم ہوجائے گی۔

حضرت شاہ صاحب تو یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ انبیاء اولیاء کسی کو بھی ایسا متصرف سمجھنا جیسا کہ اللہ رب العزت ہیں یعنی جو صفات اللہ کی ہیں، جو اختیارات اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا: قل إنی لا املک لکم ضراً ولا رشدا. اور ایک جگہ اللہ نے فرمایا: ویعبدون من دون اللہ مالا یملک لھم رزقا من السمٰوت والارض شیئاً ولا

یستطیعون ۔اور اللہ نے ایک جگہ فرمایا: ولا تدعوا من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین۔

ان تمام آیات میں جو قدرت اور جو صفات حق جل مجدہ کی بیان کی گئی ہیں اسی طرح غیرِ خدا کے لئے ماننا اور اس کی ذات وصفات میں شریک ٹھہرانا یہ شرک ہے۔

مصباحی صاحب! ذرا عقل وہوش سے کام لیجئے اگر اتنا ہی خود ساختہ مطلب نکالنے کا شوق ہے اور اتنا ہی تہمت لگانے میں مزہ آتا ہے تو اپنی ہی کتابوں میں یہ شوق پورا کر لیجئے تا کہ خدا تعالیٰ کے عذاب کے مستحق نہ بنیں۔

پھر آپ نے قبر والے بزرگ کی مہمان نوازی پر اعتراض کیا جب کہ حضرت شیخ زکریاؒ تو سخاوت بتلانا چاہ رہے ہیں۔

اور رضا خانی یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ اس میں اختیارات وتصرفات کو تسلیم کر لیا گیا ہے، یہ انتہائی درجہ کی بد دیانتی ہے۔

رہ گئی بات حضرت شاہ اسماعیلؒ کی تو اس کا جواب ہم پہلی جلد میں دے آئے ہیں۔

اور قبر کی زیارت سے جو منع فرمایا وہ اس طرح کہ جیسے خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے سفر کیا جاتا ہے خاص کر کے، ایسے ہی حلیہ بنانا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ یہ قبر کی زیارت کا سفر کر رہا ہے یہ جائز نہیں ہے بلکہ یہ خاصۂ حق جلّ وعلا ہے۔

رہی بات قبروں کی زیارت کی تو خود حضرت شہیدؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے شروع شروع میں تو قبروں کے پاس جانے سے مطلق منع فرما دیا تھا، اس کے بعد اجازت دے کر فرمایا کہ قبروں کی زیارت کے دو فائدے ہیں، دنیا سے بے رغبتی

پیدا ہونا، اور آخرت کی یاد آنا مثلاً انسان اس غرض سے قبرستان جائے اور اس نے خیال کیا کہ یہ پوری آبادی اس قبرستان کی کبھی میری طرح زندہ تھی، زمین پر چلتی پھرتی تھی، سب کھاتے پیتے تھے، ان کے دلوں میں طرح طرح کی امنگیں کروٹ لیا کرتی تھیں، یہ بھی اپنے دوستوں کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرتے تھے، کھیلتے کودتے تھے، اور آپس میں ہنستے بولتے تھے، ہر رفیق ومصاحب کا دل امیدوں کا کارخانہ تھا، کہ یوں کریں گے ایسا کریں گے، اور ایسا ہوگا آج سب قبروں کے تنگ وتاریک گڑھوں میں بے یارو مددگار پڑے ہوئے ہیں، کوئی پوچھنے گچھنے والا نہیں، نہ جانی دوست ہے، نہ بیوی بچے ہی یاد کرتے ہیں، نہ بھائی ہی ادھر آکر جھانکتا ہے، اب خدا سے ہی کام ہے اس جگہ کوئی کام آنے والا نہیں ہائے! اسی طرح مجھے بھی ایک دن مرنا ہے اور آغوشِ لحد میں جا سونا ہے، پھر گھر چھوڑ کر آبادی کے بہار سے منہ موڑ کر میدان میں زمین کے نیچے بسنا ہے......الخ
(تذکیرالاخوان ص: ۲۳۸)

قارئین کرام!

رضاخانیوں کی نظر یہاں کیوں نہیں پہنچتی ہے؟ اس لئے کہ اگر اس پر نظر ڈالتے تو کتاب ضخیم کیسے ہوتی، صفحات سیاہ کیسے کرتے جبکہ علمائے اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں جیسا رضاخانی بیان کرتے ہیں ہم نہ تو کشف وکرامات کے منکر ہیں اور نہ خرقِ عادت کے طور پر جو امور ظاہر ہوتے ہیں اس کے منکر ہیں کیونکہ صاحب شرحِ عقائد فرماتے ہیں: **کرامات الاولیاء حق ۔**

اس کے بعد آپ نے اولیاء کرام کے اختیارات وتصرفات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکل کشائی ثابت کرنے کی کوشش کی جبکہ ہر ذی عقل آدمی ان واقعات کو پڑھ کر یہی کہے گا کہ بھلا اس میں تصرفات واختیارات کہاں؟

قارئین کرام!

ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اختیارات وتصرفات اور مشکل کشائی کا عقیدہ یہ از قبیلِ قطعیات ہے،اور قطعی چیزوں کو خواب اور کرامات سے ثابت کرنا یہ رضا خانیت کا ہی کام ہوسکتا ہے کسی اہلِ علم کا نہیں، چنانچہ آپ ہی کے ایک عالم مولوی محمد حسن علی رضوی لکھتے ہیں کہ: جب یہ واقعہ ہی خواب کا ہے اور خود اس کے اپنے اصول کے مطابق خواب اور نیند والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔

(برقِ آسمانی ص:۳۶)

جب واقعہ یہ ہے کہ خواب پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا تو کس منہ سے عقائد ثابت کرنے کے لئے چلے ہیں، جبکہ آپ خود کو دارالاِفتاء کا خادم اور مفتی اور فلاں فلاں کہتے اور کہلواتے ہیں، حال یہ ہے کہ آپ تو مفتی کہنے کے بھی لائق نہیں۔

اور تفصیل ملاحظہ ہو! خواب اور کرامات یہ سب از قبیلِ ظنیات ہیں نہ کہ از قبیلِ قطعیات۔

چنانچہ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں: **ثم إن هذة المجاهدة والخلوة والذكر يتبعهما غالباً كشف حجاب الحس والاطلاع على عوالم من امر الله ،ليس لصاحب الحس ادراک شئ منها والروح من تلک العوالم .**

وسبب هذا الكشف أن الروح إذا رجع عن الحس الظاهر إلى الباطن ضعف احوال الحس وقويت احوال الروح وغلب سلطانه وتجدد نشوه وأعان على ذالک الذكر فإنه كا الغذاء لتنمية الروح۔

یعنی اس مجاہدۂ خلوت اور ذکر کے بعد غالباً ایسا ہوتا ہے کہ حسی حجاب اٹھ جاتے ہیں اوران کواللہ کے امر کے ذریعہ عوالم پراطلاع ہوتی ہےاورصاحب حس کوان معاملات میں سے کسی بھی چیز کا ادراک نہیں ہوتا اور روح انہیں عوالم میں سے ایک چیز ہے۔

اوراس کشف کی وجہ یہ ہے کہ جب روح حسِ ظاہر سے حس باطن کی طرف عود کرتی ہے تو احوالِ حس کمزور ہو جاتے ہیں،اوراحوالِ روح غالب ہو جاتے ہیں اوراس کی بادشاہت غالب ہو جاتی ہے اور اس کے نشو ونما میں تجدد اور بڑھوتری پیدا ہوتی ہےاور ذکراس کا مددگار رہوتا ہے، کیونکہ ذکر روح کی بڑھوتری کے لئے بمنزلہ غذا کے ہے۔ (مقدمہ بقدر الحاجہ ص:۴۶۹)

اورآگےفرماتے ہیں:

وهذالكشف كثيراً ما يعرض لأهل المجاهدة فيدركون من الحقائق الوجود مالا يدرك سواهم وكذالك يدركون كثيرا من الواقعات قبل وقوعها۔ (ایضاً ص:۴۷۰)

اور یہ کشف اکثر و بیشتر اہلِ مجاہدہ کو پیش آتا ہے چنانچہ وہ ان حقائق و وجود کا ادراک کرتے ہیں جن کا ادراک کسی دوسرے کونہیں ہوتا یہی وجہ ہوتی ہے کہ اہل کشف بہت سارے واقعات کا قبل الوقوع ادراک کر لیتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

وأما الكلام فی كرامات القوم وأخبارهم بالمغيبات وتصرفهم فی الكائنات فأمر صحيح غير منكر وإن مال بعض العلماء إلى إنكارها فليس ذالك من الحق۔ (ایضاً ۴۷۴)

یعنی رہ گئی بات علماء اوراولیاء کرام کے کرامات اوران کے مغیبات کی خبر دینے اور کائنات میں تصرف کرنے کے متعلق تو یہ ایک امر صحیح ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ بعض علماء انکار کی طرف مائل ہوئے ہیں لیکن وہ حق نہیں ہے۔

مزید تحریرفرماتے ہیں: **التصرفات فی العوالم والا کوان بانواع الکرامات** ۔(ایضاً ص:۴۷۴)

یعنی عوالم اوراکوان میں تصرفات یہ ازقبیل کرامات ہیں۔

صاحب روح المعانی مفتی محمود آلوسی فرماتے ہیں: **وکذا یقال فی علم بعض المرتاضیین من المسلمین الصوصیة والکفرة الجوکیة فإن کل ما یحصل لهم من ذالک فإن ما هو بطریق الفیض ومراتبه واحواله لا تحص و التأ هل له قد یکون فطریا وقد یکون کسبیاً وطرق اکتسابه متشعبة لا تکاد تستقصی** ۔(روح المعانی ج۲۰؍ص:۱۱)

اوراسی طرح مسلمانوں میں سے ریاضت کرنے والوں صوفیوں اور کافر جوگیوں کے علم کے متعلق کہا جائے گا اسلئے کہ جو کچھ بھی ان کو حاصل ہوتا ہے وہ بطریقِ فیض ہے اوران کے مراتب اوراحوال کا احاطہ ناممکن ہے اوراس کی اہلیت بھی کبھی فطری ہوتی ہے اور کبھی کسبی ہوتی ہے،اورکسب کے طریقے بھی بے شمار ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے۔

قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتیؒ تحریرفرماتے ہیں:

والمراد بالعلم القطعی والعلم الحاصل للاولیاء بالالهام وغیره ظنی لیس بقطعی. (تفسیرِ مظہری ج۱۰؍ص:۹۴)

یعنی علم سے مراد علم قطعی ہے، اور جو علم اولیاء کرام کو الہام اور اس کے علاوہ سے حاصل ہوتا ہے وہ ظنی ہے قطعی نہیں ہے۔

اورمزید تحریر فرماتے ہیں: **واعلم أن ما ذكرت لک أن العلم الحاصل للاولياء ظنى المراد به العلم الحاصل علماً حصولياً وذلک قديكون بالإلهام بتوسط الملک وبغير توسط قد يكون يكشف الحجب كما ذكرنا فى حديث عمر يا سارية الجبل ومن هذا القبيل ما قيل أنه قد ينكشف على بعض الاولياء فى بعض الأحيان اللوح المحفوظ فينظرون فيه القضاء المبرم والمعلق وقد يكون بمطالعة عالم المثال فى المنام أو المعاملة.**

(تفسیرِ مظہری ج ۱۰/ص:۶۹)

یعنی آپ جان لیجے کہ بے شک جس کا تذکرہ میں نے آپ کے سامنے کیا کہ وہ علم جو اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے وہ ظنی ہے اس سے مراد علمِ حصولی ہے اور یہ کبھی الہام سے، فرشتہ کے توسط سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی بغیر کسی واسطہ کے اور کبھی حجاب اٹھنے کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا حضرت عمرؓ کی وہ حدیث جس میں انہوں نے فرمایا اے ساریہ! پہاڑ کی طرف دھیان دو اور اسی قبیل سے کہا گیا ہے کہ بعض اولیاء کرام پر بعض اوقات کبھی لوحِ محفوظ منکشف ہو جاتا ہے وہ اس میں قضاء مبرم اور قضاء معلق کو دیکھ لیتے ہیں اور کبھی عالمِ مثال کے مطالعہ سے خواب اور بیداری کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

فيرى ذلک عيانا فهو من العلوم بالشهادة وليس من الغيب فى شيئ۔ (تفسیرِ مظہری ج ۱۰/ص:۱۰۰)

یعنی کشف وغیرہ یہ مجاہدات وریاضات سے حاصل ہوتے ہیں اوراس کے ذریعہ کبھی حجاب اٹھالئے جاتے ہیں، کبھی مغیبات پر مطلع ہوجاتا ہے، کبھی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیتا ہےتو یہ مشاہدہ کی چیز ہوئی غیب کی چیزنہیں یعنی غیب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

قارئین کرام!

اس تفصیل کے بعد کوئی اہلِ علم اور کوئی عقل مند آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خواب اور کشف وکرامات سے عقائدِ قطعیہ ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اس تفصیل میں وضاحت کے ساتھ یہ بات موجود ہے کہ کشف وکرامات صحیح چیز ہےاور کوئی اس کاانکار نہیں کرسکتا۔

کشف وکرامات یہ بہت سے مجاہدات، ریاضت، تکلیف ومشقت، ذکر واذکار سے حاصل ہوتی ہیں، اور یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کبھی کبھی کافر وجوگیوں کاہنوں کو بھی کچھ علم حاصل ہوجاتا ہے، مگر وہ صرف شیطانی طاقت کا نتیجہ ہےجیسا کہ علامہ ابن خلدون نے ذکر فرمایا۔

دوسری بات یہ ہیکہ کشف وکرامات یہ سب کے سب ظنی چیزیں ہیں اور جو چیزظنی ہوتی ہےاس سے عقائد کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

تیسری بات یہ ہیکہ کشف وکرامات وغیرہ یہ مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہیں اوراس کو مشاہدہ سے تعبیر کرتے ہیں مغیبات اورغیب کا نام دینا یہ عقلمندی نہیں ہے بلکہ اس کا غیب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایک اور تفصیل ملاحظہ ہو!

حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ:

عقیدے کے لئے وہ احادیث قابلِ قبول ہونگی جو قطع اور یقین کا فائدہ دیں۔ (فتح الباری ج ۸/ص:۴۳۱)

صاحب شرحِ عقائد تحریر فرماتے ہیں:

لا عبرة بالظن فی باب الاعتقادیات یعنی ظن کا اعتقاد کے باب میں کوئی اعتبار نہیں۔ (شرح عقائد ص:۱۷۰)

حضرت مجددالفِ ثانی کے مکتوبات میں لکھا ہے کہ:

حلال وحرام کے مسئلہ میں صوفیاء کرام کی بات حجت اور مستند نہیں ہے۔

(مکتوبات دفترِ اول ص:۳۳۵)

قارئین کرام!

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب حلال وحرام کے مسئلہ میں صوفیاء کرام کے اقوال حجت نہیں تو بھلا عقائد جیسے معاملہ میں صوفیاء کرام کے اقوال کیسے معتبر ہو سکتے ہیں۔

بریلویوں کی کتابوں سے حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:

کہ اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے، نہ ظنیاتِ صحاح کا، احادِ صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔ (الدولۃ المکیہ ص:۸۲)

عقیدہ کے لئے قطعی دلیل کی ضرورت ہے۔قرآن کی آیت یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالت جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کی راہ پیش کی جائے۔ (دس عقیدے ص:۸۱)

مولوی احمد رضا خاں کے والد مولوی نقی علی خاں لکھتے ہیں: کہ دلیل کتاب

وسنت سے لائی جائے مشائخ کے قول وفعل سے نہیں دی جاتی۔ (انوارِ جمال مصطفیٰ ص:۴۲۲)

بریلویوں کے حکیم الامت لکھتے ہیں:

عقائد میں ظن کافی نہیں۔ (نورالعرفان ص:۲۳۴)

قارئین کرام!

ملاحظہ فرمائیں کہ بریلوی حضرات فضائل اعمال کے جن واقعات سے مراد مانگنا، سوال کرنا، تصرفات کا ہونا، ثابت کرتے ہیں، نہ تو وہ آیاتِ قطعیہ ہیں نہ ہی احادیثِ متواترہ ہیں، بلکہ یہ اولیاء کرام کی کرامات کے قبیل سے ہیں اور ہم ثابت کرآئے ہیں کہ کرامات وکشف یہ سب ظنی ہیں اور بریلویوں کی کتابوں سے ثابت کردیا کہ ظنیات اعتقادیات میں معتبر نہیں، نیز حضرت مجدد الفِ ثانی سے ثابت کیا کہ صوفیاء کرام کے اقوال حجتِ شرعیہ نہیں۔

تو پھر کس منہ سے ہم پر اعتراض کرتے ہیں اگر ان کا یہی اصول ہے کہ کرامات سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے، تو آگے بریلویوں کے عقیدے ملاحظہ فرمائیں۔

کرامت اولیٰ:

مولوی احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

حضرت سیدی موسیٰ سہاگ مشہور مجاذیب سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے، ایک بار قحطِ شدید پڑا بادشاہ وقاضی واکابر جمع ہوکر حضرت کے پاس دعاء کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعاء کے قابل ہوں، جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزری تو ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا، مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ دیجئے یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ

کی طرح اڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔

ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے، انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کے لئے حرام ہے، مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار ومقابلہ نہ کیا، چوڑیاں اور زیور زنانہ لباس اتار کر مسجد کو ہو لیے، خطبہ سنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیرِ تحریمہ کہی، اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا: اللہ اکبر! میرا خاوند حی لا یموت ہے کبھی نہ مریگا اور یہ مجھے بیوہ کیئے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ (ملفوظات مکمل ص:۲۰۸)

کرامتِ ثانیہ:

مولوی احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

حضرت سیدی عبدالوہاب اکابرِ اولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا، اس مجمع میں چلے آتے تھے، ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: **النظرة الاولی لک والثانية علیک** ''پہلی نظر تیرے لئے اور دوسری نظر تجھ پر'' یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔

خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی، جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا: عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں! اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی، اب آپ سکوت میں ہے کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں، معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی، خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر

دی ،اور فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی، فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ (ملفوظات ص:۲۷۵)

کرامتِ ثالثہ:

مولوی احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ العزیز کا وقتِ واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی کہ حضرت نے وقتِ واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرما لیا ہے، یہ کیونکر ہوگا؟ شیخ نے فرمایا: کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا، فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو تو کیا تعجب ہے۔ (ملفوظات ص:۱۱۴)

قارئین کرام!

یہاں اگر ہم بریلویوں کی طرح تبصرہ کرنا چاہیں تو بہت کچھ تبصرہ کر سکتے ہیں، اور بہت سارے سوالات قائم کر سکتے ہیں اور بہت کچھ عقائد اس سے اخذ کر سکتے ہیں، لیکن چونکہ ہمارا اور ہمارے اکابرینِ اہل السنہ کا یہ وطیرہ نہیں رہا ہے اسلئے ہم بس ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

ایک خواب بھی ملاحظہ فرمائیں:

مولوی احمد رضا خاں لکھتے ہیں کہ:

حضرت ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین کا روحِ اقدس سیدنا الغوث الاعظم کو دودھ پلانا بعد مداحین نے حضور اسے واقعہ خواب بیان کرتے ہیں اور اگر بیداری ہی میں مانا جاتا ہو، تاہم بلاشبہ عقلاً ممکن اور شرعاً جائز اور اس میں کوئی استجاہ در کنار استعباد بھی نہیں۔ (عرفان شریعت ص:۸۵)

بریلویوں سے گزارش ہے کہ کیا یہی عقیدہ ہے تمہارا؟ کیا تم کرشن کنہیا کو ہر جگہ موجود مانتے ہو؟ کیا اللہ رب العزت نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کسی کا خاوند بن سکتا ہے؟ کیا تمہارے یہاں ایسے ہی پیر ہوتے ہیں جو چوڑی اور سرخ لباس پہنتے ہیں؟ کیا ایسے ہی پیر ہوتے ہیں کہ مرید کو کہیں کہ کمرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو؟

رضا خانیوں سے گزارش ہے کہ اگر ہم تمہارے جیسے عقیدے اخذ کرنے لگیں اور خودساختہ مطلب جیسا تم نے تھوپا ہے تھوپنے لگ جائیں، شاید نہ تو کوئی بریلوی پیر بچے گا اور نہ کوئی علامہ۔

ایک اور کرامت ملاحظہ فرمائیں:

مولوی احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی، کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی، جب اس نے حضرت کو جاتے ہوئے دیکھا تو عرض کی میں کس طرح آؤں، فرمایا: یا جنید! یا جنید! کہتا چلا آ اس نے یہی کہا دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا، شیطانِ لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔

پکارا حضرت میں چلا، فرمایا: وہی کہہ، یا جنید یا جنید جب کہا، دریا سے پار ہوا، عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں میں کہوں تو غوطہ کھاؤں فرمایا: ''ارے نادان ابھی تو جنید تک پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر۔ (ملفوظات ص:۱۰۴)

قارئین کرام!

اس پر ہم کچھ تبصرہ نہیں کرتے ہیں بس بریلویوں سے یہ عرض ہیکہ کیا تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کو پکارو تو مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ، اور جنید کو پکارو تو آسانی مل جائے۔

اس کے بعد بریلویوں نے مبلغ اسلام حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کی تقریری نکاتوں پر اعتراض کیا ہے اور اپنے جلن حسد کی آگ کو ٹھنڈا کیا ہے۔

قارئین کرام!

یہ جو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کی تقریروں کے اقتباسات اس رضا خانی نے یہاں پیش کیئے ہیں ان سب سے حضرت مولانا کا رجوع ثابت ہے جو ہم بعنیہ یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

مجلّہ صفدر گجرات امامِ اہلِ سنت نمبر میں یہ تحریر مندرجہ ذیل طریقہ پر موجود ہے۔

اللہ کے خصوصی فضل وکرم کی بدولت حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ نے حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم کے سامنے جامعہ خالد بن ولید ٹھنگی کالونی وہاڑی میں اپنی سابقہ غلطیوں سے توبہ کا اعلان کر دیا ہے اور آئندہ کے لئے احتیاط کا وعدہ کیا ہے۔ فللّٰہ الحمد

معذرت نامہ: ان کا معذرت نامہ جس پر ان کا دستخط موجود ہے درج ذیل ہے:

میرے تمام تر عقائد وہی ہیں جو زبدۃ المحدثین شارح سنن ابی داؤد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی عمدہ تالیف ''المہند علی المفند'' میں اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے عقائد پر تحریر کردہ رسائل میں درج

ہے، باقی اگر میرے بعض بیانات میں اس سے مختلف تأثر پایا جاتا ہے تو وہ میری تعبیر کی غلطی ہے، عقیدے کی غلطی نہیں میں اس پر معذرت خواہ ہوں، آئندہ پوری احتیاط کروں گا۔ طارق جمیل (خادم حمزہ) (مجلّہ صفدر ص:۲۱۶)

اس کے بعد حضرت مولانا کا ایک اور رجوع نامہ ہے جو ہم یہاں پیش کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی لیس کمثله شیٔ وهو السمیع البصیر والصلوة والسلام علی رسول البشیر والنذیر وعلیٰ آله واصحابه اجمعین إلی یوم الدین اما بعد !

کچھ عرصہ سے میری ایک درسی تقریر تحریری صورت میں مختلف حلقوں میں گردش کر رہی ہے جس سے میرے عقائد کے بارے میں مختلف تأثر ابھر رہا ہے، الحمدللہ میں علماء دیوبند کے مسلک ومشرب کا پوری طرح پابند ہوں اور زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری وقاری طیب صاحب کے تحریر کردہ رسائل میں درج عقائد ہی میرا مسلک ہے۔

باقی اگر میرے اس درس سے کچھ مختلف تأثر ابھرتا ہے تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں اور آئندہ پوری احتیاط کروں گا۔

وماعلینا الا البلاغ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

طارق جمیل

7/7/09

اب اس کے بعد بھی اگر مولانا نواز بلوچ اس کو رجوع نہیں سمجھتے تو بھلا اس کا کیا اعتبار رہے، یہ ان کا تعصب ہے محض تعصب کی بناء پر قابلِ قبول نہ قرار دینا، اس سے کیا فرق پڑتا ہے اور بات تنہا یہ کہنا ان کے غیر معتبر ہونے کے لئے کافی ہے۔

ورنہ مفتی عیسیٰ اور دیگر علماء کرام جنہوں نے گرفت کی تھی وہ دوبارہ گرفت کرتے ان کی تحریریں آتیں، مولانا کو روکا جاتا ان کے بیانات نہ ہوتے، لیکن چونکہ معاملہ ایسا نہیں ہے مجلّہ صفدر میں چھپنا یہی قابلِ قبول ہونے کی علامت ہے، اور اس کے بعد علماء کا نہ ٹوکنا یہ بھی قابلِ قبول ہونے کی علامت ہے۔

اور معاملہ یہیں تک محدود نہیں ہے ویڈیو کی شکل میں بھی حضرت مولانا کا بعض چیزوں سے رجوع ثابت ہے، اہلِ حق کی علامت ہی یہی ہے کہ غلطی سے تائب ہوتے ہیں۔

اس کے بعد رضا خانی نے جناب جنید جمشیدؒ پر اعتراض کیا ہے حالانکہ انہوں نے برسرِ عام معافی بھی مانگی اور تمام مسلمانوں کے سامنے اپنا جرم بھی قبول کیا، لیکن بریلوی وہ قوم ہے جو اتنی ضدّی، ہٹ دھرم، متعصب ہوتی ہے کہ حق آنے کے بعد بھی کچھ قبول نہیں کرتی، بلکہ **کلا بل ران علی قلوبھم** کی مصداق ہے۔

ہم بریلویوں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اگر تم کو صحابہ اور اہل بیت سے اتنی محبت ہے تو مولوی احمد رضا خاں کو کیوں بخش دیا وہ بھی تو اہل بیت کے گستاخ ہیں۔
ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی شان میں وہ گستاخی کی ہے کہ شیطان بھی شرما جائے۔

خدا کی قسم اگر ان کی حقیقت دکھانا مقصود نہ ہوتا تو کبھی اسے نہ لکھتا، قلم کانپ جاتا ہے، زبانیں گنگ ہو جاتی ہے، (اعاذنا اللہ منہ)

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

تنگ وچست ان کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
مسکی جاتی ہے قباء سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ وبر

(حدائق بخشش ج ۳، ص: ۳۷)

ذرا اس کو دیکھئے ایک ماں، جو ام المؤمنین ہیں، ان کے متعلق احمد رضا خاں کا یہ خیال ہے، کیا کوئی شخص اپنی ماں کے متعلق ایسا سوچ سکتا ہے؟ کیا کوئی اپنی ماں کے متعلق ایسے اشعار کہہ سکتا ہے؟

بریلویوں رضا خانیوں کو سانپ سونگھ جاتا ہے جب ان کے سامنے یہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں، کتاب کا انکار کرنے لگتے ہیں، حالانکہ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ انہی کی کتاب ہے فی الوقت اس سے بحث نہیں۔

ایک اور جگہ مولوی احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

ام المؤمنین صدیقہ جو الفاظ شانِ جلال میں ارشاد کر گئیں ہیں پس دوسرا کہے تو گردن ماردی جائے۔ (ملفوظات ص: ۲۳۴)

بریلویوں کے حکیم الامت حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں ان کے ایسے قصور معافی کے لائق

ہیں اسلیئے انہیں نابینا فرمایا، یعنی جو آپ کے عشق میں آداب سے نابینا ہیں۔
(نورالعرفان ص:۹۳۴)

بریلویوں سے گزارش ہے کہ ذرا اس پر بھی توجہ ڈالیں اور مولوی احمد رضا خان اور مولوی احمد یار نعیمی کا رجوع نامہ دکھا دیں جیسا جناب جنید جمشیدؒ پر تمہارا اعتراض ہے، انہوں نے تو کھل کر سب کے سامنے معافی مانگی، کیا ان دونوں کا بھی معافی نامہ کوئی بریلوی دکھا سکتا ہے؟ ہم قیامت تک منتظر رہیں گے۔

بھائی جنید جمشیدؒ سے جو غلطی اماں عائشہؓ کی شان میں ہوئی تھی اس پر رضا خانی نے مکاری اور عیاری سے کام لیا ان کا یہ بیان تو نقل کر دیا لیکن جو انہوں نے رجوع کیا تھا اس کو نقل نہیں کیا، آخر کیوں؟

ان کی توبہ نامہ والی کلپ بعینہٖ الفاظ میں نقل کیوں نہیں کی؟ کیا وجہ ہے؟

کیونکہ یہاں لوگوں کو دھوکہ دینا، کذب بیانی سے کام لینا تھا، اور حق کو چھپا کر باطل کو ظاہر کرنا تھا، لیکن اللہ کا فرمان ہے **قل جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقا۔**

جتنا چاہے حق اور سچ کو چھپا لو لیکن حق اور سچ آخر کار دنیا کے سامنے آ ہی جاتا ہے۔

اس کے بعد اس رضا خانی نے الزام لگایا کہ سنیوں کی مساجد میں گھس کر فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں۔

قارئین کرام!

حیرت! اور افسوس! صد افسوس! کہ غیر مقلدین کے لئے جو بات کہی گئی اس کو اپنے اوپر چسپاں کر رہے ہیں اور بغیر کسی حوالہ بغیر کسی سند کے ہم پر الزام لگا

دیا کہ فتنہ وفساد مچاتے ہیں،(لعنة الله علی الكاذبین)

اس کے بعد عنوان باندھا کہ سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرنا۔

تبلیغی جماعت والے سنیوں کی مساجد پر قبضہ کرتے ہیں اور دلیل ایک ایسے عالم کی کتاب سے دی جس کا نہ کوئی نام ہے نہ کوئی پتہ۔

قارئین کرام!

واقعہ یہ ہیکہ مساجد پر قبضہ کرنا یہ بریلویوں رضاخانیوں کی علامت ہے ہمارے پاس ویڈیو موجود ہے جن میں ان کے اکابر شامل ہیں، جو بندوق کا سہارا لے کر مسجد پر قبضہ کرنے آئے تھے اور ہمارے علاقہ میں کئی مساجد ہیں جن پر بریلویوں نے لڑ جھگڑ کر قبضہ کرلیا ہے۔

اللہ رب العزت ایسے فسادیوں سے اور تمام آفات وبلیات سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب

احقر الانام محمد عمیر غفرلہ قاسمی

خادم مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ اندور

وخادم انجمن تحفظ سنت اندور

وکل ہند مجلس تحفظ سنت

وصوبائی صدر آل انڈیا مجلس صدائے حق

ذخیرۂ معلومات

تجلیات رمضان المبارک

دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات

ملفوظات

اصلاح خواتین

عشق مجازی کی تباہ کاریاں

حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات

سکون خانہ

حیرت انگیز کارگزاریاں

قوت حافظہ و دماغی نسخے

مقصد زندگی

آداب مباشرت

زیب و زینت کے شرعی احکام

تحفۂ دلہن

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

دلچسپ اور حیرت انگیز

گھر جنت کیسے بنے؟

اولاد کی پرورش کے بہترین اصول

امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات

مجربات صدیق و مجربات ابرار

خواتین اسلام کے کارنامے

بیانات

دین کی باتیں

حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات

بیانات برائے مستورات

فیروز اللغات

فرشتہ صفات

عمل سے زندگی بنتی ہے

کشکول حسن

بکھرے موتی

فانوس خطابت

اقوال زریں

حیا اور پاک دامنی

اللہ جن سے راضی ہوا

اسلامی نکاح اور جہیز و تلک کی شرعی حیثیت

ملفوظات شیخ الاسلام



مکتبہ صوت القرآن دیوبند

Maktaba Sautul Quran Deoband

9358911053, Ph. 01336-223460
website: www.deobandtoday.com/sautul-quran
E-mail: faizulhasanazmi@gmail.com